وزنوا بالقسطاس المستقیم

کتاب مستطاب مسمی بہ

قسطاس
فی موازنۃ [illegible]
عباس

تصنیف فضل المحققین ملقب بلقب بقیۃ المحدثین مولانا الحاج الحافظ مولوی شیخ محمد [illegible]

اعلی پریس میرٹھ میں چھپی

يا فتاح

رب يسر وتمم بالخير

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم

وَزِنُوا بالقسطاس المستقيم

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد الک یا من لا شریک له وحده وصلوٰة علی من قال من صلی علی واحدة صلی الله علیه عشرا وهو سید المرسلین خاتم النبیین وحده لا سهیم له ذا الک خاصة نعتة ومجد محمد نبیه ورسوله وعبده وعلی آله واصحابه وازواجه هم حزبه وجنده قال تعالی وتبارک تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا یا ایها النبی انا ارسلناک شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا ع لم یلد ام الدهر مثله ولا تسلد لا بعده لا سمالا هی عقد والعدة سنا باتش آن ع صفت حسان وزگهر ما آباء وکرم انبا عزیزترا صلوا علیه یا مطلع الشمس القمر ابعد از خدا بزرگ تویی قصه مختصر چنانچه ایک شعر قصیدة حضرت امام زین العابدین کا اس بارہ میں کافی ہے قرآن یا سا نسخا لا ولنا مغنت ہو آجار مجاهر کا ہر کل الصحف مبادلہ کتبا تحریر عبداللہ الصمد ابو محمود شیخ محمد ابن مولانا ابو محی الله العمری الفاروقی محتداً والتهانوی مولداً وطنا والحافی تلمذا و تعلماً عفی الله عنه وعنهم اجمعین کہ میں تم آمیں ۱۲۹۱ ہجری میں صلی الله علیه وسلم بعض تحریرات ریختہ قلم ارباب تحقیقات فی مامین متعارضات لطرز وا وتیز لطرز رسائل ومناظرات فی غایة القصوی دربارہ اثبات اوادم خصوص خوا نمم کہ اصل اساس اس اقتباس لعد اوادم و خواتم کا از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے لا غیر نظر سے گذریں علامت حیرت وہم حسرت مومنین ہو کچھ کہ مناقشات سابقہ محکری علماء اسلام تھے سو کہ رہے اور سب سے مگر جب زد و ضرب حرا اعظم ملت اسلام اسلم اور رکن رکین اصل جذر ایمان

و دین پر بہونچین کہ نغمۂ جدال و مراء اور نتیجہ قیل و قال نزاع ہی تہا اور کیا ہوتا ناچار
بحکم وجادلہم بالتی ہی احسن ؕ نرم و نازک و بموجب فاصدع بما تؤمر حسب درخواست
بعض ناصحان دین و ایمان بطور معادلہ و محاکمہ صحیحہ جہاں تک ممکن ملحوظ خاطر فاطر تہا اس اثنا
مین اس بارہ مین ایک سوال مشتمل بر طلب جواب بطور استفتا مرسلہ بعض احباب و اصحاب
بہونچا ہو کہ عزیمۃ لذا ایداز مسائل ہو الیس اظہار حق ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
فتوی مع تثبیت مواہیر و دستخط علماء و فضلاء جسکی ہو بہ تمامہ یہ کتاب ہی بعینہ آخر کتاب
مین بعد خاتمۃ الکتاب بعون اللہ قلم کیا گیا۔

اور نام اس تحریر کا **قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس** رضی اللہ عنہما کہا بالمنت و
سپارہ العصمت اور بجای فصل لفظ قسطاس قرار دیا۔ اور بعض قسطاس مشتمل بر اثبات مطلب
بدلائل جلایل اور بعض متضمن بہ نقض دلایل ناموزون و ناہموار با ملتوازی میزان بالرجحان
و استقرار۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی ومن اہتدی
وما علینا الا البلاغ المبین۔ وفوق کل ذی علم علیم۔ اور اپنی صمیم قلب سے بکمال
تصدستول کر بخوف کریمہ۔ ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا۔ وان
کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین۔ و نیز بدہشت وعید کریمہ
ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوہم او وزنوہم یخسرون
بلا جانب داری لکہتا ہون بقول غالب ہم سخن سنج ہین غالب کے طرفدار نہین فقط
مقصد ہمہ جب کسی صاحب کا قصد تحریر ہو نسبت اس تحریر کی تو پابندی شرائط مناظرہ
صحیحہ ضرور ہے۔ تہا اور نظر اندازی از اول تا آخر واجب تہا اور استیعاب جواب
مفصل ہر ایک مطلب قسطاس بدلیل جو بمنزلہ فصل کتاب ہے لازم تہا اور رستہ
انصاف بدست انصاف لی جور و اعتساف فقط

قسطاس اول

قسطاس اول جاننا چاہیے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف درحقیقت اثر

قول صحابی ہے اور حدیث اور خبر قول حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور کاہی مجازاً لفظ حدیث شامل ہے اثر کو بھی بخلاف لفظ خبر کہ وہ مخصوص ہے
ساتھہ قول رسول مقبول صلعم کے اور بموجب بعض حواشی شرح نخبہ خبر مرادف
حدیث ہی اور وہ مرادف سنت ہے او عام ہی مانند عموم سنت کے
الحاصل لفظ حدیث شامل ہے قول اور فعل اور تقریر کو خواہ از قبیل خبر ہو خواہ اثر
پس کہنا بنسبت اس اثر کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مجازاً ہے اور درحقیقت
قول ابن عباس رضہ ہے پس متحقق ہوا کہ یہہ اثر ہے اور بالفرض والتسلیم منہ اور شوری
اگر یہہ اثر ابن عباس رض بحکم مرفوع ہی ہی بموجب اس عبارت دافع الوسواس واقع
صفحہ دویم کے کہ حقیقت مین وہ مرفوع حکمی ہے اور نیز صفحہ تیرہوین کی پس بنا برعلیہ
اثر ابن عباس رض جو متعلق ہے ساتھہ بدء خلق اور قصص انبیاء کی حکم مرفوع مین ہوگا اور یہ
قول ابن عباس رض یعنی قول رسول مقبول سمجھا جاویگا فقط پس جاننا چاہئے کہ یہہ امر
مبنی بر مبنی نہین ہے اسلئے کہ بموجب تمہید عبارت مذکور اس معنی کو بنسبت اثر مذکور
کی مخالفت نصوص قطعیہ وارده درباب بعثت عامہ اور خاتمیت مطلقہ جو کہ مخصوص
ہے ساتھہ ذات حضرت خاتم النبیین صلعم کے من جمیع الوجوہ بلا شرکت غیر لازم آتی
ہے پس یہ دعوی علی العمیا ساقط الاعتبار ہی اور خود عبارت انکی صفحہ تیسری مین اور
من بعد اور من تبعہ نی دلیل ظنی ہونا اس اثر کا اور نہ مفید ہونا اسکا بطور قطع ویقین
کے یہان تک کہ منکر اسکا کافر نہین اقبال کرلیا اور یہ ظاہر ہی کہ امر ظنی بمقابلہ
امر قطعی کے مضمحل ہے مثل برف پیش آفتاب اور جو کچھہ کہ عبارات علماء ٹونک اور
بھوپال و رامپور و مرادآباد و لکھنو و کانپور و مدراس و دہلی و بریلی و پانی پت وغیرہ آسرکا
نے بنسبت اس اثر کی مشتمل بر علل و سقم و جرح و شذوذ و ضعف و رکاکت برنگ گفتہ ہی
وہم بطرز مناظرہ صحیحہ لکھیں اعادہ انکا موجب اطناب اسہاب ہے پس بموجب

معنی مذکور نسبت اس اثر کی سوای ہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت وجماعت کی اور کچھ ثمرہ پیدا ہوا بلکہ بدولت اس صحت کی تشو آزار زا ابداز تپ دق لگ گئی بالفرض اگر صحت اثر مذکور مین تفرد راوی جو مخالف ثقات روایت نکری مخل نہین مگر یہ امر ضروری کہ خبر واحد بمقابلہ نص مقبول نہین جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوۃ کی جلد اول مین تحریر کیا ہے پس قول عبارت دافع الوسواس کا کہ اس حدیث کو صحیح سمجھا جاوی اور جسقدر اسکی ظاہر سی ثابت ہوتا ہی بغیر چون وچرا تسلیم کرنا چاہیئے سہ تسلیم امر مسلم نہی ہو سکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی نص قطعی ہونیوالا واجب التاویل ہے اور مفترض التوجیہہ جیسا کہ علما رامد ائمہ سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ وقوع مین آیا مگر یہہ امر کیسی مسلم ہو کہ جو معنی عبارت دافع الوسواس وغیرہ نی حکایت کری اور سمجھی وہ بھی بغیر چون وچرا تسلیم کئے جاوین اور معنی اثر مذکور جو ائمہ مذکورین نے بیان کئی ہین بعنایت الہی جلشانہ تمام قسطاطیس مین بدلائل بدلایل عقلیہ و نقلیہ کی گئی وہ غلط سمجھ جاوین اور کچھہ باقی تحقیق اس مطلب کی اوس قسطاس مین ہے جو متعلق بجواب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول لجاہلین مذکور ہے۔

قسطاس دوم

قسطاس دوم حق تعالی و تبارک جزای خیر دی علما حامیان ملت و دین متین کو جنہون نے بلیغ بجا لا ئے بذریعہ قیل و قال بسیار و مناظرات بتکرار اسقدر تو تخفیف دی کہ درجہ مماثلت خواتم مفروضہ سی ساتھہ ہمارے خاتم النبیین صلعم کی درجہ مشابہت پر باظہار مخافت تو فرود لائی۔ انشاء اللہ تعالی و تقدس ہمین ذات حضرت اعلی واقدس یہہ بھی شتباہ ہے جسکا منشا لفظ بنی کنبیکم وارد اثر مذکور ہی باسلوب بدیع قسطاطیس بیان مین جسب منطوق لازم الوثوق قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ اور نیز تفسیر آیت ہو الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن الا یتہ

اور مراد و منشاء اوسکا کہ جسکی تفسیر میں کم از تحریف دخل نہین ہوا واضح ہو کر قسطاس آیندہ
میں حاصل ہو گیا اور یہہ عبارت دافع الوساوس کی یہہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالے عنہ بعینہ قول حضرت رسول مقبول صلعم ہے برجا نہین بلکہ اگر بجای
اسکی لفظ کو یا تعبیہ کیا جاتا تو برجا ہوتا یہہ سخت جرأت ہے۔

قسطاس سوم غور غایر درکار ہی کہ ہرگاہ یہہ اثر حضرت ابن عباس رض از قبیل متشابہ
قرار دیجاوی مانند اور احادیث صحیحہ مرویہ صحیحین وغیرہ صحاح ستہ درباب تبریہ و تساین [illegible]
بعد حسن نغرہ و زفرہ بل من مزید حتی یضع الجبار قدمہ فیقول قط قط تبہوین و ہروہ تیہ قط قط
بسلکین یعنی بس بس اور آیات لطیفہ۔ یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود وہم سالمون
وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ۔ کل شیٔ ھالک الا وجہہ۔ ید اللہ فوق ایدیہم۔ ید اللہ
مغلولۃ الآیۃ۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ثم استوی علی العرش۔ ثم استوی الی السماء
وہی دخان الآیۃ۔ ونحو ذالک۔ اور ان کی جو توجیہہ و توجیہات موافق مسلک محدثین و فقہا
و متکلمین میں وہ اگرچہ پیش علما مخفی نہین مگر ضروری تصریح کیجاتی ہے محدث رحمہم اللہ کہتی مین کہ
ہم بہی لفظ جو منقول ہے مقبول و منظور رکہتی ہین مگر بلاکیف جیسا کہ ذات حضرت حق تعالی
و تبارک ہی ویسی ہی یہ لفظ تشبیہی ہے بلاکیف مراد ہی اور منکر اوات متحد نا ثنا و [illegible]
اور یہہ مذہب محدثین اکثر ہے نہ کلیہ بعض جگہ محدثین تاویل لفظ صریح کرتی ہین جس جگہ
تعذر ہو معنی لفظ صریح سے باقتدا ای قول حضرت رسول مقبول صلعم کہ بڑہیا جنت مین داخل
نہوگی بڑہیا آزردہ ہوگی تاکہ ہوئی حضرت نی فرمایا کہ تو جوان ہو کی جنت مین داخل
ہوگی اور فرمایا جسوقت ایک شخص نی سوال کیا تہا سواری کا کہ ہم تمکو اونٹنی کے بچہ
پر سوار کر دین گے اور آپ نے اوسکو ناقہ پر سوار کر دیا اوسنی عرض کیا کہ آپ نے بچہ سی وعدہ
فرمایا تہا آپ نی فرمایا ہل تلد الا النوق یعنی یہی اونٹنی کا بچہ ہی اگرچہ یہہ امثلہ از قبیل تاویل
نہین لیکن متشابہ سی مناسبت تام رکہتی ہین کیونکہ منشا ان کی بہی جہہ التباس کا ہی

اگر کہا جاوے کہ جس طرح ایمان متشابہات پر بلاکیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ نبی کی تسلیم
اثر مذکور پر بلا تاویل بلاکیف ایمان لانا چاہیے مانند آیات مذکورہ کی تو جواب یہ ہے کہ
ذات نبی اور وصف نبوت بلاکیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اوصاف
اوسکی کے کہ اسمیں چنداں ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلاکیف ممکن ہے نزد
محققین اور امر مشروع ہے بخلاف لفظ نبی واقع فیہ نبی کی تسلیم کی کہ بوجہ مقطوع ہونے
خاتمیت کی آیۃ خاتمیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہیں ساتھ انتہا سلسلہ نبوۃ
کے اوپر خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمیں تاویل ضروری ہے اونکی بھی نزدیک انہار انکا
بلاکیف غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہ نزدیک محدثین کے کلیہ نہیں ہے اور فقہا اور متکلمین رحمہم اللہ
کا مذہب دربارہ متشابہات تاویل ہر لفظ متشابہ ضروری ہی ہے بلا تفصیل مذکور واجب التاویل
ہے کیونکہ جو مذہب بعض ہوا ہے اور زیادہ اوسکی یہی غرض ہے ہر لفظ متشابہ کو ایک معنی مناسب
اور ایک وصف ملائم اوسکی پر فرود لاتے ہیں مانند الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف الٰہیہ پر
مثل تقریب و تخلیہ و تصرف و تسلط اجمالی و تفصیلی حفاظت و قبض و اتفاق و بسط رزق
اور تجلی ہر رنگ بیچون اور بیچگونی امر فارق درمیان مذاہب باطلہ مجسمہ مشبہہ سی اور اہل زیغ اور کجی اور
الحاد سی فرود لاتی ہیں غایت امر حکمت ایراد لفظ متشابہ امتحان ہی اور افتتان اہل زیغ
جو مریض القلب ہیں زندگی سخت ہیں فتنہ اور تاویل باطل کی راہ چلتے ہیں اور راسخان فی العلم راہ
سلامت اور رشد اور قبول کرتی ہیں اور تاویل حسن مطابق دین الٰہی اور محبت الٰہی جل شانہ
کی جو عقاید اسلامی کہ مجمل ہو ثابت ہے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور قیاس و اجماع
صحیح بالجملہ جنسی بلاتعارض و بغیر تخالف ساتھ کسی آیات بینات اور احادیث صحیحہ ثابت شدہ کے
کہ جسکا متوکل و متکفل ہے علم تفسیر اور علم اصول اور علم عقاید اور قایل ہوتی ہیں وہ راسخان
فی العلم یقول آمنا باللہ اور اعتراف کرتی ہیں کہ پورہی تاویل علم الٰہی ہیں سے جل شانہ مگر اسی سلسلہ
رکھتی ہیں فضل الٰہی سے فیضان علم رسول ہی جو حسب آیت کریمہ کی عالم الغیب فلا یظہر

علی جیب الامین الغنی من رسول ح اور اس کی پیری کی - ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا -

ف اما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله

وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به الایة - پس لازم ہی علماء پر تاویل اور توجیہ اس اثر مذکور کے جیسا کہ شراح بخاری وغیرہ نی کی امام قسطلانی اور زرقانی اور سیوطی وغیرہ نی تا رخنہ بندی راہ زیغ ہو جاوی چنانچہ مفصل قسطاس ثالث میں جا بجا مذکور ہی کہ واجب المراد لفظ نبی مشبہ ہی اثر مذکور میں نادی و مقتدا غیر نبی ہے ورنہ بر معنی خاتمیت جو کسیطرح پر شرکت پذیر نہیں ج منصوص قرانی آیات بینات و صحاح میں ہی ہے لازم آتی ہے چنانچہ فرمایا الکشاف اسکی اور قسطاس آیندہ سی بخوبی ہے فافہم -

قسطاس چہارم خوب غور سی دیکھنا چاہیے کہ کیا کچھ تخالف کلام اور تدافع مرام بیچ ما بین دو عبارتوں دافع الوسواس واقع ہی جو عمدہ ترین ادلہ قویہ میں سی ہی اوسکی صفحہ پنجم میں یہ عبارت ہی کہ اواخر طبقات تحتانیہ کا اتحاد زمانی بالحدیث از زمان خاتم الانبیاء و ثابت نہیں پس ممکن ہے کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء کی وجود سی پہلی ہو کیا ہی اپنی طبقہ کی قصر نبوت کو مکمل کر چکی ہوں بعد ازان ہمارے خاتم النبیین رونق افروز ہو کر ختم نبوت مطلقہ کیا انتہی - اور ایسا ہی صفحہ الکیس دافع الوسواس میں یہ عبارت مذکور ہے کہ پس یا قبل عصر آنحضرت صلعم کی ہوا ہو گا یا ہم عصر اور صفحہ بستم میں اسکی مخالف یہ عبارت ہے کہ یا قبل ہو یا اس سلسلہ کی ختم ہو کی یا بعد میں معیت زمانی ہو لی اور اختتام اونکا قبل اختتام سلسلہ ہوا یا بعد ہوا یا ساتھ اور منتہا دونوں میں تقدم اور تاخر ہوا یا ملتہم میں معیت ہوئی اور مبدء میں تقدم یا تاخر ہوا یہ سب اور امثال اوسکی احتمالات عقلیہ میں اور چونکہ اثر مذکور تعیین کسی ایک احتمال سی ساکت ہی اور تعیین کسی کی نقل سی ثابت ہے لہذا ہم اسمیں سکوت کرتی ہیں

اب جاننا چاہیے وجہ تخالف مذکور فیما بین ان دونوں عبارتوں کی یہی کہ صفحہ بستم

مین جملہ متفوق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہولی اونکی
کو بوجہ صرف دخل عقل کیے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور منجملہ ان احتمالات عقلیہ
کی ایک احتمال کو یعنی پہلی جو خاتم الانبیا حقیقی ہیں وجود او خواتم کا جو تکمیل ہوا قصر نبوت
اونکی طبقات کا ناک بلند حکم تو کیا بلکہ مرتبہ قطعیت میں بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔
چنانچہ اسپر شاہد ہی لانا دلیل طیاری سلسلہ کا جو مشتمل ہی اوپر مبادرا و تحکم کیے اور کتاب
اونکی تیسرے سوین صفحہ میں ہے کہ لہذا مین نے اطلاق خواتم کا کیا اور نمبر صفحہ تیسیر میں جس جگہ تین
احتمال کا بیان کیا ہی کہ نہ شری یہ کہ مقدم ہوے ہون تیسری یہہ کہ ہم عصر ہوے ہون اور تقدیر
ثالث آنحضرت صلعم کی خاتمیت میں کچھ شبہہ نہین

کیا بلا جرات ہی کہ جب کسی اہل علم نے سلفا و خلفا کوئی احتمال واسطی اصلاح اور تطبیق اور
توجیہہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی مذکور یعنی - ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین اور اثر
مذکور مین یعنی فیہ ادم کادمکم الخ ۔ ما بتدا امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ پیدا کیا او
منضم بدلیل شرعی ہو ہے چنانچہ بشرح اوسکی مساطین میں اکثر جا مذکور ہی تو نسبت اوسکی
عبارت دافع الوسواس ناطق ہوئی کہ احتمال عقلی میں نص کو اس سے علاقہ نہین علی ہذا القیاس
اس قسم کی جواب دیکر ٹال دیا اور حالانکہ حال اس قسم کی قال کی خرابیون او صعوبتون
کا جو کچھ کہ عبارت مذکور کو اور ہین محمد و من شیخہ و من عاشرہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام
قسطاسون آئیندہ سی واضح ہوتی ہی۔ اسلئے برخود ملبندی بدبگیری ملبند کے الزام کا
کچھ خیال نہ ہوا اسواسطی کہ باوجود اس قول مذکور کے پھر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی
واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی بستم میں یہ عبارت ہی کہ علاوہ برین ادمکم
کادمکم میں تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور بدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔

او معقول مذکور عام ہی اس سی کہ معنی مصطلح ہو یا بمعنی ما یدرکہ العقل بدون انضمام
الدلیل الشرعی کیس معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف ہی درست ہی باوجود تسلیم نا درستی

اوسکی کے جنانچہ مذکور ہوا اور اوروں کو نادرست اگرچہ منفصم بہی ہوسا تہہ دلیل عقلی شرعی
کے اونکو موافق بہی ہو شرعا وعقلا فیما بین ہو دلیل کے واہ کیا عمدہ تحقیق ہے سبحان اللہ
قسطاس پنجم ہرگاہ کہ مفاد عبارت دافع الوسواس صریح ہو کہ اثر ابن عباس رض
مخالف آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نہین ہے تو معنی اسکی یہ ہوئی کہ ثابت
ان دونون کا موافق ہی کہ ظاہر ہی اور حالانکہ صفحہ نہم مین آیتہ میمونہ موصوفہ مفید ادر
مطلب کو ہوئی اور اثر مذکور اس مطلب کو کہ فیما بین ہر دو مطلب مذکور تخالف ہے ہی جیسا کہ
مذکور ہو چکا مفسر ہے جو بعد قسطاس چہارم مین یعنی احتمال وجود خواتم ستہ قبل وجود ہماری
خاتم الانبیاء صلعم کی مندرجہ صفحہ نہم اور نفی اسی احتمال مذکور کی مذیل جملہ احتمالات عقلی مذکورہ
سے مندرجہ صفحہ بستم مذکور اور علی ہذا القیاس اسی صفحہ بستم مذکور مین در باب تعین کسی ایک
احتمال کے اثر مذکور کو ساکت کیا اور عدم ثبوت تعین مذکور کا کسی دلیل نص سے اعتراف کیا
جیسا کہ یہہ عبارت دافع الوسواس صفحہ مذکور مین موجود ہی کہ اور چونکہ اثر مذکور تعین کسی ایک
احتمال سے ساکت ہی اور نہ تعین کسی دلیل نص سے ثابت ہی لہذا ہم سکوت کرتے ہین اور
صفحہ نہم مین کریمہ موصوفہ کو در باب احتمال وجود خواتم ستہ قبل از ہماری خاتم الانبیاء صلعم
بالتعیین گویا بانگ بلند ناطق کیا پس اب یہہ عبارت دافع الوسواس واقع صفحہ نہم کہ حاشا وکلا
احتمال مذکور منافی نص مذکور نہین یقینی ہی فتامل۔
قسطاس ششم تیسری صفحہ دافع الوسواس مین دو عبارتین واقع مین پہلی عبارت یہہ ہے
کہ اواخر طبقات تحتانیہ مطیع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی اونمین کا صاحب شرع جدید
نہوا ور دعوت ہماری حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور
ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بہ نسبت اپنی سلسلہ کی اضافی ہو ہے اور عبارت دوسری
یہہ ہی کہ جو نبی انکی ہم عصر ہوگا وہ مطیع شریعت محمدیہ ہوگا اور اوسی صفحہ بیستم میں بہ نسبت اس
مضمون کی یعنی اواخر سلسلہ تحتانیہ کی تین احتمال مذکور ہوئی لاغیر کیونکہ یا وہ اراسکی اوجو تہا

احتمال نہ معقول ہے اور نہ عبارت دافع الوسواس کو مقبول احتمال اول یعنی ہونا خاتم
کا بعد وجود ہمارے خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہے فلہذا قابلیت
اس بحث سے کہ خواتم طبقات تحتانیہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ہمارے خاتم النبیین حقیقی
کے ہیں یا اپنی اپنی طبقہ کی شریعت میں مستقل ہیں خارج ہے کہ ظاہر ہے اور احتمال
دوسرا کہ یہ خواتم اس خاتم حقیقی سے مقدم ہوے ہوں البتہ قابلیت اس بحث کی رکھتا ہے
لیکن اس صفحہ تیسرے کی عبارت یکلخت ساکت ہے اور انکی مگر تیرہویں صفحہ میں باتباع
شریعت محمدیہ صلعم بدین مضمون قایل ہوئے کہ چونکہ اثر ابن عباس رض سے وجود سلاسل
نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہے اور ہر سلسلہ کے واسطے ایک آخر ضرور ہے بنا بر علیہ میں
نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کے نہ بمعنی اسکے کہ بعثت نبویہ اس ہی
طبقہ کی خاص ہے اور ہر ہر طبقہ میں وہاں کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہے کیونکہ یہہ
امر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور میری رائے ہرگز اس طرف مایل نہیں جو میری طرف
اس امر کو نسبت کرتے وہ مفتری ہیں پس جاننا چاہیے کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم ہے
جو انکی ہی باین کلام متکلم ہوئے اور بول اٹھی کہ اس صورت میں ہے یعنی مقدم ہونے میں
خواتم ستہ اضافیہ کے ہمارے خاتم النبیین صلعم سے وہ متبع شریعت محمدیہ ہی کے ہیں
نبوت مستقلہ یعنی شریعت مستقلہ نہیں رکھتے جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق
دوم میں عبارت دافع الوسواس نسبت اتباع خواتم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ صلعم
بانبی صورت گویا آ گئی پس وہ مجمل واقع صفحہ تیسرے کا بھی باین تفسیر مفسر ہو کر متعین المراد
ہو گیا یعنی شریعت مستقلہ نہیں رکھتے تھے پس اب تامل نہ کیا جانا چاہیے کہ در صورت
سوم عصر ہونے ان خواتم ستہ کے کیا بلکہ بعد عصر کے بھی ایک ہی زمان نبوت ہے کیونکہ یہہ
تفصیل تو نسبت زمان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلعم ورنہ روز بعثت
سے تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہے اسلیے کہ اس شریعت کو نسخ سے نہیں پس زعم

شق ثالث عبارت مذکورہ من معہ بالاستقلال بہ نسبت نبوت نشان خاتم النبیین محض
خیال باطل ہے قطع نظر اس سے کہ استحالۂ شرعی شرکت وقسمت مذکورہ دیگر قسطاطیس
مفصلہ بہ نسبت نبوت محمدیہ کی لازم آتی ہین کہ بالکل خلاف عقیدۂ اسلام ہی اور اسکی
نسبت کیا کچھہ فتوی بدلائل شرعیہ اسکی شناعت پر قسطاطیس مین جا بجا مذکور ہین بلا قبوح
اور استحالہ شرعیہ لازم آتی ہین اور وہ یہہ ہین کہ پہلا یہ تو تسلیم کیا کہ بصورت معصریت عام
اسکی زمانہ حیات ہو یا زمانہ وفات متبع شریعت محمدیہ ہونا خواتم مذکورہ کا تو ممکن ہے
شرعًا کہ نزول شریعت ہوچکا بخلاف صورت وجود خواتم کی پہلی وجود مبارک خاتم النبیین صلعم
سی یعنی روز بعثت سی جو کہ مسلم عبارت دافع الوسواس وغیرہ ہی اسلئے کہ ہنوز شریعت محمدیہ
نی ظہور ہی نہین فرمایا تہا جسکا اتباع کیا جاتا اور عموم دعوت شریعت محمدیہ ثابت بلکہ
حالانکہ یہہ امر خلاف ہی کریمہ۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ کی تفسیر بیضاوی مین
تحت اس آیۂ عزیزہ کی مرقوم ہی یہہ دلیل علی انہ لا وجوب قبل ورود الشرع لیس الزام
مالا یلزم باطل ہے معلوم ہوا کہ عبارت دافع الوسواس اور من بعد شتبہ و عافدہ جو اوسکے
گرد اگرد مین آسپاس جو مجدد ہی ایسی قواعد او متقنن ہی ایسی قوانین متخیلہ الفروع گئے
منشار الوساوس ہین دافع الوساوس - اور یہ خدشہ کہ جائز ہی بالہام الٰہی جلشانہ اونکم
طبقات تحتانیہ کو احکام جزئیات شریعت محمدیہ سی واسطے اتباع کی قبل از نزول اوسکی
اطلاع ہوتی رہی ہو باین طور صاف ہی کہ اول تو الزام شریعت بہ نسبت توابعین کے
بلا وساطت صاحب شریعت نقلًا وعقلًا باطل ہے اور کار ثبکدہی اوسکی ساتھہ لغو اور
سفہہ کی لازم آتی ہی کہ ظاہر ہی جیسا کہ گذرا - دوسری یہ کہ اطلاع عیالی اور اطلاع عامی
پوری شریعت سی خصوصًا وہ شریعت جو حاوی تمامہ شریعتون کو ہی خصوصًا بغرض تبلیغ احکام
من حیث الاتباع والعمل جو کہ حاوی ہی تفصیل احکام وغیرہ کو از قسم عقائد و قصص ماضیۂ و امور
مستقبلہ آتیہ اور تہذیب اشتمال او مضامین توحید ذاتی وصفاتی اور رسالت اور معاد۔

کہ اصول دین ہیں جنکو نظم قرآن شریف حامل ہے یہہ امور جو عبارت ہیں پوری شریعت محمدیہ سے بذریعہ الہام بحالت منام حاصل ہو کر اطمینان بخشیں اور تسلی دیں کہ قابل اعتقاد و عمل قطعی ہو مشروع نشریعت الہی و مسنون بسنت اللہ ہرگز نہیں اور نزول و انزال کہ جو لازمہ ہے پوری شریعت کا کہ جسکا متکفل و بذمہ دار ملک ہے یعنی جبرئیل علیہ السلام کہ جو قرار داد عبارت دافع الوسواس بھی ہے واقع صفحہ ہشتم سے کہ اوسمیں وساطت ملک خصوص جبرئیل معتبر کہی ہے اوسکی بھی خلاف ہوتا ہے اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہے۔ اور تیسرے یہہ کہ یہہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ ہے کہ دربارہ انزال شریع اور ارسال رسل یہہ طریقہ پائی او رسلوک نہیں ہوا ہے۔ **قولہ تعالی** سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل و لن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور **قولہ تعالی** لن تجد لسنت اللہ تحویلا۔ اسکی سند مسند ہے۔

چوتھی یہہ کہ شناعت اس امر کی از قبیل تشبیہ باضمار قبل از ذکر علاوہ برین ہے در پردہ جو دعوی خاتمیت مطلقہ کیا ہے بنسبت ان خواتم ستہ کی کیا فائدہ پھر صاف ہی کہنا تھا اسلئے کہ اگر یہہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات بابرکات ہے کہ جسکو خاتم حقیقی کر تعبیر کرنی ہو بتمامہا سر تا پا منتہا بہیئتہ کذائی مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدون ان جو دیا جو داور بغیر ظہور پرنور خاتم حقیقی کی پہونچی گو بذریعہ الہام ہی سہی کہ یہہ بھی ہم معنی وحی ہے نہ عین وحی بحق انبیاء علیہم بعض امور میں جو از قبیل احکام و عقاید ہوں نہ کہ پوری شریعت میں جو کہ من حیث العمل والاعتقاد ہی ما نحن فیہ کہ اسمیں پوری شریعت کا ہی ذکر اگر بفرض محال شرعا قبول بھی کیا جاوی اول تو جس میں مفید نہیں کیونکہ ایسا فرض بھی لغو ہی جس سے کار برآری نہو اور قدم ثبات نہ ٹکے اور بعد ازاں خاتم حقیقی کیا رہا اور کیا ہی بات رہی بجز نام او اتمام حقیقی کے۔ پانچویں یہہ کہ تکرار شریعت تامہ کاملہ جسمیں ہرگز ہی تغیر و تبدیل نہو جو کہ مستلزم ہی استدراک کو اسی لئے خلاف سنت الہی ہے جیسا کہ **قولہ تعالی** ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا گذرا یا تو از خدا شریعت جو مستوجب ہے نسبت نسیان او رسہو او رغفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کی نعوذ باللہ منہا کہ موجب کفر

ہین بلا خلاف کہ ظاہر ہی - قولہ تعالی وما کان ربک نسیا وما اللہ بغافل عما تعملون - اور
نیز الزام ما لا یلزم بدلیل قولہ تعالی وما کان معذبین حتی نبعث رسولا جیسا کہ گذرا پہر وہ
صورت لازم آتا ہی علاوہ برین ہے کہ یہ وجہ ششم ہو سکتی ہی - مصرعہ
عنکبوت از پردہ می گیرد شکار خویش را - اور ساتوین یہ کہ حالانکہ باستحالہ وجود خاتم حقیقی
ما فوق الواحد کی خود عبارت دافع الوسواس صفحہ دسوین مین ناطق ہو چکی ہی بدین الفاظ
کہ دو خاتم حقیقی کی مجتمع ہونی کا کون قایل ہے خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا
علی سبیل الاجتماع یہہ صورت محال ہی عقلا او نصوص بہی اسکی استحالہ پر قایم ہین اور کوئی اسکی
جواز کا قایل نہین - پس جاننا چاہیی کہ ہر گاہ بتقریر سابق خاتم حقیقی ہونا خواتم مقصود منہ کا
علی سبیل الاطلاق بوجہ مذکور ذمہ پر عبارت دافع الوسواس کے اور نیز ذمہ پر شرکا اوسکی
کی اس عقیدہ میں لازم آیا کہ عنقریب گذرا پہر یہہ دعوی عبارت ہذا بدلیل محال عقلی اور نیز
قیام نصوص اس استحالہ پر کون قایل ہے صریح مخالف ہی اور معارض غور رکار ہی -
آٹھوین یہہ کہ معہذا یہہ قید علی سبیل الاجتماع مذکور عبارت مذکور مین خود لغو ہی اسواسطی
کہ استحالہ التعدد خواتم حقیقی فی نفسہ ہر دو صورت علی سبیل الاجتماع اور علی سبیل الافتراق صحیح
ہی بشرطیکہ افراد از قبیل افراد تحت حقیقۃ واحدہ ہون مع الافلا اور ما نحن فیہ مین افراد از قسم تحت
حقیقۃ واحدہ ہین خوض رکار ہی اور بصورت تسلیم جواز التعدد خواتم حقیقی علی سبیل الافتراق خلاف
مفروض جو لازم آتا ہی کہ خواتم اضافی حقیقی ہو جاتی ہین علاوہ برین ہی حالانکہ یہہ قید
لغو ہی بحث و تفتیش محض بیگانہ وار ہی کہ ظاہر ہی اور پہر خود خلاف قرار دا د لازم آتا ہی جو اصل
موضوع کلام عبارت مذکور ہی یعنی بتسلیم استحالہ التعدد خواتم حقیقی - نوین یہہ کہ مستبع ہونا
اس امر کا وجود مثلیت ہماری حضرت خاتم حقیقی محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کو در ضمن جہہ
افراد خواتم کی مزید بران ہی کہ جس سے عبارت دافع الوسواس نے اصالتا اور ہم بلا
اوسکی لئے تبعا ولحوقا ضمنا انکار صریح کیا تہا ظاہر و باہر ہی - فرجع رجع القہقری ونود

قسطاس ہفتم

الی ما تحت الثریٰ فیا اسفی ویا لہفی واللہ اعلم و علمہ اتم ۔ قسطاس ہفتم اور عبارت معالم التنزیل
البغوی اور جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجھ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواتم ستہ کو
زور آوری محض بے اصلی کر جانا ہے یہہ کہ تنزل امر جو کہ مفسر بوحی ہے تحت آیۃ ۔ اللہ
الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن الآیۃ من السماء السابعۃ الی الارض
السفلیٰ بنسبت ہماری خاتم حقیقی طبقۂ اول کی ہو بایں معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا
بعد نزول ہماری خاتم حقیقی طبقہ ارض علیا پر تمام طبقات ستہ میں ممکن ہے بدون وجود خواتم
ستہ کی یہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس اور من بعہ بہی نبی صاحب وحی قرار دیتی ہیں بایں معنی
کہ خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی امور مستقبلہ ہو اور شق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول
عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر و نہی کے جو تبعًا و ضمنًا واقع ہوئی ہے جیسا کہ
پیشتر گذر چکا اور تفصیل اسکی قسطاس ششم و ہفتم و قسطاس نہم اور خاتمۃ الکتاب میں مجمل ہے

قسطاس ہشتم

قسطاس ہشتم اور ان خواتم ستہ کا جو ماقبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا
بایں معنی کہ جسپر وحی بوساطت ملک نازل ہو خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
ہو وہ نبی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ہشتم ہی اس باب اتباع شریعت محمدیہ
صلعم من حیث العمل قبل از نزول وسکی ہماری خاتم النبیین صلعم طبقۂ اولی پر مفید ہیں کہ ظاہر ہے
ورنہ تکرار شریعت یا توارد شریعت اور نیز الزام ما لا یلزم خلاف مقتضای کریمہ ۔ و ما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا ۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شرایع خواتم
ستہ کو جو منافی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور توارد کہ جسکی ذیل میں الزام ما لا یلزم مذکور ہی
متواری ہو سکتا ہی مستلزم ہی استحقاق ان خواتم ستہ کو نسبت منصب خاتمیت مطلقۂ مستقلہ
کی جو کہ مستلزم ہی اقتضای مثلیت خواتم ستہ کو فی الجملہ بنسبت خاتم النبیین صلعم خاتم حقیقی مسلم الثبوت
کی اسواسطی کہ ہر گاہ یہہ شریعت خاتمیت جو مخصوص تہی سراپا ساتہہ خاتم حقیقی کے اونسی
تجاوز کیا طرف خواتم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور پر وجود ملزوم

کے اور یہ امر خلاف مفروض کیا خلاف مسلم ہی حالانکہ کوئی اضافت حقیقت نہیں ہو سکتی ہی
بدلیل اسکی کہ جو بالاضافہ ہی یا بالذات یا بالحقیقت نہیں ہو سکتا اور نہ بالعکس بخلاف
صرف اعتقاد اور علم بالاجمال بدون عمل کے قبل از نزول اور اسکی بنا پر کہ خاتم حقیقی ہے جو کہ
درحقیقت مستحق ہیں خاتمیت بالانفراد بلا شرکت حقیقی اور اضافی کے بلکہ نفس نبوت ہی کی

رسی طور پر شرکت بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
بطور علم و اعتقاد شریعت محمدیہ حق میں حضرت عیسی ع کی ہے کہ یہ ثابت ہی انہیں کو ہی
استحالہ نہیں اور یہی تکرار اور توارد مستوجب ہی تعدد قرآن مجید کو من حیث النظم والمعنی
کہ ظاہر ہی ورنہ من حیث المعنی میں بدون من حیث النظم تو لازم آتا ہے کہ ہو بعینہ کلام ہی
نہیں کہ اظہر ہی الا تغییر شریعت لازم آتا ہی جو بمعنی نسخ ہے اور وہ بھی ناجائز اور غیر معقول
ہی کیونکہ ہنوز ظہور شریعت کا نہیں ہوا جو کہ وابستہ ہی در اصل ساتھ اصل صاحب شریعت
کی کہ وہ ہنوز مبعوث ہی نہیں ہوئی حالانکہ نسخ بدون نزول و ثبوت باطل ہے اور وجود
نسخ مباین ہے تکرار اور توارد کو ملکہ یہ مقتضی ہے استقلال کامل تر کو اور یہ خلاف مفروض
ہو خلاف قرار داد ہی اور نیز یہ امر باعتبار صورت وقوع مستلزم ہی تابعیت خاتم حقیقی
صلعم کو بہ نسبت خواتم سابقہ کی اور نیز قلب ماہیت سلسلہ زمانی نبی آخر الزمان جو لقب
مشروع ہے لازم آتا ہی حالانکہ سلسلہ زمانی بالذات متقاضی ہے سلسلہ ترتیبی کو عقلاً
وہم نقلاً چنانچہ ثابت ہی نص قرآن سے ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم سی کہ ظاہر ہی مقتضای
لفظ ثم ترتیب زمانی کو جسکی تحقیق بالاثر بدیہ قسطاس بخاتم وغیرہ میں کی گئی ہے اور فرق
درمیان توارد و تکرار یہ ہی کہ تکرار عام ہی اور توارد خاص کیونکہ تکرار عمداً اور علماً اور
سہواً اور جہلاً ہو سکتا ہی بخلاف توارد کی اسلیے کہ بنا اسکی ہی اور غفلت و سہو کی بلکہ
جہل کے بھی نہ اور یہ تکرار کے جو کہ بمعنی علم ہی نہ بمعنی قصد اور ارادہ کے اسواسطے کہ توارد
بالقصد والارادہ ہوتا ہی اگرچہ جہل ہو تو بھی صدور فعل غیر ہی اسی شی خاص کو گو بعد ازاں

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل اوس سے بھی صادر ہوا ہے القصہ والحاصل یہ کلام ہر پہلو
باطل ہے اور لاطائل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہوتا ہے زائل۔ اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خواہ چھ امر ونہی ہو عبارت دافع الوسواس میں استطراداً آئی پس مفہوم مردود
میں اوسی مقبول اوس میں ہے یہ فقرہ مذکور ہے خواہ وحی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہو فافہم
فانہ الفہم الاتم واللہ اعلم۔ قسطاس نہم یہہ عبارت دافع الوسواس کہ اب سمجھا جاتا ہے کہ
تعدد خواتم بحسب تعدد طبقات سے یہہ نہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تا کہ اوسکی
محال ہونے کا عقلاً و نقلاً فتوی دیا جاوے اور نہ یہہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تا لازم
آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلعم اضافی ہو وہ باطل بلکہ صورت ثالث بھی محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم
حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہوں اور ہر ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم اضافی بہ نسبت انبیاء اپنے اپنے طبقہ کے
ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت ساتھ خاتم الانبیاء کے ہے پس باوجود امکان اس صورت
کے مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کنبیکم سے مستفاد ہے باطل کہنا خلاف دانش ہے۔ پس یہہ جاننا
چاہئے کہ فتوی دینا عقلاً عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہے یہ عبارت مذکور فضول ہے بلکہ ضرری
الننح ہے کہ جو منشا ہے ایسے مفاسد عدیدہ مستحیلہ کے لزوم کا جس سے ہے آیہ خاتمیت بلکہ تمام
آیات دین اسلام ہے جیسا کہ تمامی قسطاس میں یہ تذکرہ ہے پس وہ عمل کیا جائے جس سے تطبیق
اور توفیق درمیان آیہ خاتمیت اور اثر مذکور حسب تفسیر تمام سلف صالح حاصل ہو جو کہ نتیجہ
تمام قسطاس سے ہے اور مختصر ایک امر ضروری قابل بیان یہ ہے کہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خاتم ستہ بہ نسبت اپنی اپنی طبقات کے کچھ ضرر نہیں بصورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم النبیین صلعم
کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہے سارے طبقات باقیہ کو اور محتاج اضافت نہیں کیونکہ یہ امر عقلی کچھ
دین میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے اسلئے کہ موجب شرکت نبوت میں ہے جو خلاف عقیدہ اسلام ہے قطع نظر
خاتمیت سے کہ امر لاحق ہے نفس نبوت کو اور خود شرکت ہی مستلزم ہے بہیمی مطلب خاتمیت خاتم النبیین
صلعم کو جو منشا غایہ اصل ہے منشا خلاف عقیدہ اہل اسلام کا ہے اور یہی شرکت حقیقی ہو یا شرکت

اتنا کہ خود بعید از ثابت الاصل ہے اصلی کی کوشش اسکی کچھ بھی منشاء شرعی نہیں کہ ضرور ہی لاحاصل و مختار
صرف اتنا ہے مرتقالی ہی پر وہ بھی خیال بالا ہے خیال کا حالانکہ عبارت دافع او سو شرح و قال بحکم
ہی کہ جائز ہی کہ خواتم زمانہ آنحضرت صلعم میں بھی ہوں حالانکہ کوئی بھی آخر ایسا فی مجامع آخر
حقیقی نہیں ہو سکتا کہ یہ خود باطل حقیقتاً یا انکی اضافت کی بھی لہذا ساقط ہی اسرافا
خیال بھی نہیں کیا بلکہ اسی طبقہ ارض علیا پر اگر احتمال عدم وصول دعوت ہوا تو ان لوگ
عقل کو بجای رسول قائم کیا وہاں کوئی نبی ثابت نہ کیا محض بخیال التخی کہ تا شرکت بہ
خاتم النبیین صاحب محمد میں لازم نہ آوی کہ یہ خلاف عقیدہ اسلام ہی بخلاف قائم مقامی عقل
عقل کے کہ ظاہر ہی اور اسکی سند بعض قسطاس میں بخوبی ثابت کردی گئی اور اگر عبارت مذکور
یہ بھی کہتی کہ جائز ہی کہ خواتم ان اراضی کی آنحضرت کے خاتم حقیقی ہوا کیا ہو مثلاً منسوخ الشریعت
والخاتمیت ہو کر باقی النبوۃ رہ کر مانند حضرت عیسی علیہ السلام تب بھی مضایقہ نہ تھا ہمارا کچھ ضرر
نہ تھا لہذا اس لقب کی توجیہ طرف حضرت عیسی کی کہ اصلی اس لقب کی ہم کر سکتے کو اب بھی جا
بخلاف خواتم ستہ مفروضہ کی کہ اسمین ضرر شرعی دیکھا اور ہر گاہ کہ خاتمیت مطلقہ و اصلی حضرت
خاتم النبیین طبقہ ارض علیا کی مسلم الثبوت ہوئی نسبت جمیع طبقات کی ہمساوی الاقدام
تھی خاتمیت اضافیہ کا تو کچھ اثر اس طبقہ ارض علیا میں بھی آخر توجیہ اتحاد نوعی شرعی کے
پایا جاتا جب قانون الٰہی حسب شانہ جو معتبر تشریع ہی بحکم — ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا بخلاف
اتحاد نوعی حیوانیک کہ جا نہیں بدل سکتا مانند خرق یعنی شق بلا التیام نسبت سموات
کے اور حالانکہ وہ بھی از قبیل قیاس مع الفارق ہی بوجہ اختلاف نوعیہ ارض و سموات
کے کہ راست نہیں آ سکتا اور تفصیل اسکی مناظرہ محمدیہ مولوی فقیر سی بخوبی واضح ہو سکتی
ہی اور باوجود سہولت اور آسانی وصول احکام خاتمیت مطلقہ کی خاتم انسانی طبقہ
ارض علیا تک بہ نسبت وصول طبقات سافلہ کی صرف خلفاء اور امناء اور علماء اور
صدیقین اور شہداء اور ربانین اور زاہدین اور ناصحین اور واعظین اور بلحاظ حصص متعینہ

طبقۂ علیا پر اکتفا کیا جاتا جیسا کہ حق تعالیٰ نے بیشتر صحیح علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وارد ہی صریح اور دیگر
استعداد الفضل کا نبوۃ پر اکتفا ہوتا بلکہ فعلیت نبوۃ کا تذکرہ ہوتا انا الیقین ہے اسکو پر کہ جمیع
علماء اس طبقۂ ارض علیا کی نسبت اس عقیدۂ استعداد صدیق کی ساتھ عدم فعلیت کی و استی
صدیق یعنی صدیق طبقۂ ارض علیا کی بموجب حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر متفق الکلمین
اور نیز ع حکم الاستعداد لعلت بالنہ قوی تا رتبۂ الفعلیۃ سوائے ہی ایہر صورۃ یعنی حقیقۃ و اضافۃ
لہذا النسبت ان بعد یقینی ہے کہ باوجود استعداد کامل کے جو ثابت ہی احادیث شریف سی
کہ ضمیر مفروع ہی اور اثر بھی ہرگونہ مرتبہ حالی ہے اطلاق نبی کا نہ بہ نسبت نفس خاص
حدیث مذکور یعنی حضرت عمر رض پر نہ بہ نسبت مفہوم عام حدیث مذکور او افراد امثال حضرت
عمر رض پر شرعا پایا گیا اور مجموع اجماعی رہا پس یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا خلاف اجماع باطل ہی پس
فعلیت نبوۃ مذکورہ ہرگاہ باطل ہوئی تو خاتمیت حقیقیہ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہی فعلیت
کو بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقیہ بطریق اولی باطل علی ہذا القیاس حال نبوۃ خاتمیۃ حقیقیۃ و اضافیہ
طبقات سافلہ سمجھنا چاہئے ورنہ اختلاف حکم افراد نوع واحد متحدۃ الحقیقۃ والماہیۃ فی ذاتہا
فی الفصل الخاصۃ اللازمۃ جو کہ سراسر باطل ہی لازم آتا ہی جو منشا ہی ترتب آثار مختلفہ کا
پس ظاہر ہو گیا خاتمیت تک تو کسی کو رسائی کہاں جو امر لاحق ہی نبوۃ کو نفس نبوت تک
بھی سوائے استعداد کی بالفعل کوئی دست رس نہیں ہو سکتی فافہم بالفہم الاتم اور یہ دعوی
عبارت داعی الوسواس کا اور اسکی ہم عقیدہ عبارات اہل رسائل کا باوجود امکان اس صورت
کی مطلق تعدد خواتم کو جو کہ فی کل ارض نبی کنبیکم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف داب
علماء ہی — ایسا خود باطل ہو گیا اسلئے کہ استفادہ مطلب خاتمیت کا اثر مذکور سی ہرگز ممکن
نہیں کیونکہ اس جملہ مذکورہ اثر مذکور میں لفظ خاتم ہی نہیں جو منشا اس کج فہمی کا اسرع
ہوتا حالانکہ اس پر بھی بعض قسطاس میں اختلاف بیلہ ہی ہیں پس واضح ہوا کہ یہ امر سوائے
ایک نتیجہ عقلیہ فکریہ ردیہ کی کہ جس کا منشا سوء فہمی ہے اور کچھ نہیں اور پھر دعوی بھی کس طرح

لفظ حدیث اور اثر کی بابت مین کیسے تاویل کیجاوی اور عبارت کو دعوی بلا دلیل کہکر باطل کہتی ہے
اور خود تاویل بلا دلیل کرتی ہی اور حالانکہ قطع نظر خاتمیت سی صرف نبوۃ فالعصر بغیر لحاق
خاتمیت ہو کیونکہ صریح اثر مذکور کا منطوق اور ملفوظ ہی اگر اوسیپر جمتی تو فی الجملہ موقع بادی النظر
مین ہاتھ لگتا مگر انجام کار اوس سی بہی دست برداری ہوتی اوسکو چہوڑ کر خاتمیت بحرم
کیا واسطی ایسی الزامات کی اکتساب کی تو خود ادعا صرف نبوۃ ہی بعد بعثت حضرت
خاتم النبیین صلعم کافی تہا اگر ایسا ہی شوق طبع پورا کرنا تہا تو چاہئی تہا کہ لفظ مذکور
وارد اثر مذکور کو واجب التاویل و مفترض التوجیہ ہی جیسا کہ سلف صالح نی عمل کیا اور ہم
ناقص العقل و الفہم و العلم ان اونکا اقتدا کریں اللہ تعالی توفیق رفیق ہماری اور سب امت
خاتمیہ کی نصیب کری آمین ثم آمین - اور نیز دعوی عبارت دافع الوسواس نسبت خاتمیہ
اضافیہ بنسبت حضرت عیسی علیہ السلام اس ہی تقریر سی اور نیز اوس انکار پر اکثر مسلمانون
سے برطرف ہو گیا خصوص اس تقریر نقلی سے کہ یہ اضافہ مسئلہ شرعی ہی اسکی واسطی شرا
قوی شرعی نقلی درکار ہی دخل عقل اس بات مین سخت آزار ہی فلا بد للصحۃ بالاطلاق من
الاذن الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الاصول و الکلام - اور درصورت اثبات خاتمیہ
واسطی حضرت عیسی علیہ السلام کی بوجہ صادق آنی تعریف خاتم اضافی کے مطابق قول
عبارۃ دافع الوسواس کے قبل زمان ظہور حضرت خاتم النبیین صلعم کے دعوی عبارت دافع الوسواس
خلاف قرار دادہی لازم آتا ہی یعنی خواتم ستہ خواتم سبعہ ہو جاتی ہین کیونکہ یا امتناع صدق تعریف
لازم آتا ہی یا وصف اقبال صدق مذکور یا وہ قرار داد مذکور باطل ہوتا ہی اور یہ ہر دو امر باطل ہین
اور حالانکہ اوسکی مثل امر کو تیسرہوین صفحہ مین عبارت دافع الوسواس نی بدلالت عقل چہوڑ کر اوسکی اثر صحابی حجت
اور یہ مسئلہ بنا اجح کیا جس جگہ اس اعتراض کے دفع الالتباس کا کہ اثر مذکور سی لازم آتا ہی کہ طبقہ ارض علیا مین آدم
بوجہ تغلط فی کل ارض آدم کی عبارت ہی بایکہ مراد لفظ کل ارض سی ہر طبقہ امین کا ہی طبقات تحتانیہ
سی بدلالۃ عقل طبقہ ارض علیا خارج ہی - پس نتیجہ اوس القیاس ہر گاہ اسطرح پر حضرت عیسی علیہ ال

کا بہی خاتم اضافی ہونا بنسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلالت عقل خارج ہونا چاہیئے کیونکہ صریح
خواتم ستہ کا لفظ نقل کرتی ہین لفظ شبیہ کا پس لازم آیا تعیین قرار داد مذکور یعنی عدد ستہ یا
امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلم ہی اور یہ امر خود باطل ہے۔ اور بڑا تعجب یہ ہی کہ
عبارت دافع الوسواس در صورت تعدد آدم اضافی کو طبقہ واحد مین تو منظور کرین اور تعدد
خاتم اضافی کو ایک طبقہ مین منظور کرین حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت ہی مثل
حضرت نوح علیہ السلام کے اور اجماع حجت شرعی بالاتفاق ہی سبحان اللہ واللہ اعلم اور نیز تعجب
اوس قاعدہ اپنی کی کہ صریح لفظ پر جماو رکہتی ہین اور تاویلات ضروریہ مقبولہ شرعیہ کو
جو حامی و حافظ ہین عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین ہین نہین مانتے توجیہ و تاویل
سلف صالح کو بنسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہین یہہ انصاف شرط سے کیا کچھہ دور
آور پڑی ہی۔ اور جانا چاہیئی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین صلعم اپنی لقب
خاتمیہ کو صراحۃً و اشارۃً اما و اء النص قطعی آیۃ خاتمیت کی ظاہر کیا کہتی ہین خاتم ستہ سے
قطع نظر حضرت عیسی علیہ السلام کی بنسبت تو لقب مذکور کا تذکرہ صراحۃً اشارۃً جو قریب
الصراحۃ ہوتا پایا جاتا اور وہ متلقی بالقبول ہوکر سلفاً و خلفاً کابراً عن کابر بطور اجماع
مانند لقب حضرت نوح عم آدم ثانی اور اضافی پایا جاتا مانند اوصاف عیسوی عم جو مصرح اور بلا وجہ مشہور ہیں
اخبار و آثار مین مثل اجلالات عیسوی قبل بعثت خاتمیہ محمدیہ اور نیز بعد بعثتہ مذکورہ خصوص جبکہ ظہور اونکا بعد
نزول از آسمان نہایت برکت نشان حضرت مہدی علیہ السلام ہوگا ظاہر ہوتی۔ اور قطع نظر
اس کی بموجب تحقیق عبارت دافع الوسواس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسی علیہ السلام طبقہ
ارض علیا پر صادق نہین آتا یا وصف صدق تعریف خاتم اضافی کی اسلئی کہ نسبت خاتم
ستہ اضافی شرط تابعیۃ شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ لگائی ہی اور یہ نسبت حضرت
عیسوی مین پائی جاتی ہی زمانہ پیشتر بعثۃ حضرت خاتم النبیین صلعم مین جو اصل وقت
صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہی کیونکہ وہ اوسوقت خود صاحب شریعت

قوت

مستقلہ نہی اور نہ ثابت ہو سکتی ہی البعدیت بالنسبۃ مذکورہ سی اسواسطی کہ وہ اگر
نبی تو ہونگی اور تابع شریعت محمدیہ بہی ہونگی مگر خاتم اضافی نہونگی کیونکہ تقدم اضافی
نہونگی کیونکہ تقدم اضافی شرط ہی اور خاتم حقیقی کے بلکہ تابع شریعت محمدیہ ہونگی تا شنا
اور اشخاص ثلثہ کی باوجود لقار آیۃ نبوت سابقہ کی ساتھہ شریعت اپنی کی مگر جو تیسری قسم کی قید
کہ باعتبار مکان یا باعتبار ماسکون ہی بارہ مذکور لگائی تو شاید کچھہ مطلب آ رہی ہو جاتی
مگر وہ بہی بسبب بانگی اپنی کی کہ اعتبار در اعتبار اور اضافہ در اضافہ یہانتک پہونچی ساقط
الاعتبار رہتی اور معہذا قطع نظر اس سے بہر وہ اتحاد جس سے قساطیس ہین وہ یہا ہی جو موہوم
ہین مگر یہ بہی ضرور ہی کہ اوسوقت نئی نبی نہونگی تا کہ اتحاد شرکت فی النبوۃ لازم آوی
مگر جسکی وجہ سی وفات صاحبزادہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ثابت ہوئی اور نزول
حضرت عیسی علیہ السلام تجویز ہوا کہ ظاہری نزول مکرر سی کچہہ مضرت خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم
مین نہین ہوتی بخلاف لقار صاحبزادہ علیہ السلام کی یعنی وفات مذکور منظور ہوئی پس شرکت
فی النبوۃ الموصوفہ ہر قسم قطعاً بہر پہلو ثابت نہین اور معہذا البعد وفات حضرت خاتم النبیین صلعم
خود عبارت مذکور ان مہجور خواتم ستہ سی انکار کیا پس متعین ہوگی شق زمان فعلیۃ البعدیۃ
حضرت خاتم النبیین صلعم سے نسبت خاتمیۃ اضافیہ واسطی حضرت عیسی علیہ السلام کے اور
اوسکا حال معلوم ہو چکا کہ اوسوقت وہ فاقد شرط اضافت ہوگی یعنی تابعیۃ شریعت محمدیہ
علی ہذا القیاس ہر گاہ حال ایک جزئی خاص فرد تحت حقیقۃ واحدہ حقیقیہ نوعیہ کہ متساوی
الاقدام ہین یہ کشمیر کی کتاب فی بینی قبرستان معلوم ہوا پس معلوم ہوا کہ اور افراد کا بہی
ایسا ہی حال ہونا چاہئی اس خصوص لازمہ نوعیہ مین اگرچہ اور عوارض عامہ مین کچہہ تمائز ہو مگر
ہو جاوین مضائقہ نہین ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے خلاصہ تقریر یہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نبی جدید نہین اور قبل از بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم جو کہ شق مشخص ہو گئے
واسطی اونکی خاتمیت کی تو یہہ قید البعدیۃ ملحوظ ہی قبل اوسکی جس سے شرکت فی النبوۃ

لازم آتی ہی جس کے سبب سے وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلئے کہ وفات مذکور قاطع شرکت
تہی اور نزول مذکور بہی موجب شرکت نہیں اور قطع نظر اسکے حسب شرط تابعیت خاتم اضافی واسطے
شریعت محمدیہ خاتمیہ حقیقیہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسی علیہ السلام خاتم
اضافی نہیں ہو سکتے بحکم فوت شرط مذکور جو مستلزم ہی فوت مشروط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہی اور کوئی خاتم اضافی بعد بعثت خاتم حقیقی کے نہیں
ہوسکتا فافہم۔ اور علاوہ بریں یہ بہی قطع نظر ان احتمالوں مذکورہ سے لثبوت خاتمیت
اضافیہ نبیق شیئین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم بمقتضا شرط مذکورہ یعنی تابعیت
خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالۂ تداخل شریعتین مستقلین بہی لازم
آتا ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت نبی آخر الزمان
خاتم حقیقی صلعم کے مستقل التشریعیۃ قائم الشریعۃ تہی اور یہ امر خلاف سنت الہی جل شانہ
ہے قولہ تعالی سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۔ بخلاف
حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون نبی تہے جنکی شریعت مستقل
نہ تہی تابع شریعت موسوی تہی بموجب قولہ تعالی واشرکہ فی امری مراد نفس نبوت
ہی اور انصرام کار احکام نبوۃ نہ استقلال فی التشریعیۃ جو عبارت ہی عطا کتاب جدید راہ
سے اور تفویض اوسکی سے پس نبوت انبیاء سابقین منقطع التشریعیۃ نہ تہی بخلاف
ہمارے حضرت خاتم النبیین صلعم کے نبوۃ کی کہ کوئی نبی من حیث النبوۃ لطور حضرت
ہارون کے شریک فی انصرام احکام شریعت تہا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تہا نزول
حضرت عیسی نبی اللہ آسمان باوصف نبی ہونے کی یہہ دونوں امر ہرگز نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مدار
کار شرکت مذکورہ کا نبی ہونا ہی زمان خاتم النبیین صلعم میں جو بوجہ رفعت سے قیام ساعت
ہی تہا ہے نہیں باقی النبوۃ منسوخ الشریعیۃ بالنسبۃ حضرت عیسی کی جو کہ موثر تام اس باب میں

ہی۔ اور یہہ تداخل مذکور مثل تداخل حکمی علم میراث سمجھنا چاہیے جو کہ بحکم توافق ہوتا ہی نہ
مثل تداخل حسی کسی نیکہ نفس شریعت امر معنوی ہی اگرچہ بعض افراد مجال احکام یعنی افعال
محسوسہ ہیں مگر تداخل امور محسوسہ میں سے متصادم ہوتی ہے فتامل۔ اور اوپر تقریر مذکور کی یعنی
تابعیۃ شریعت خاتمیۃ حقیقیہ کی بسبب خاتم اضافی حضرت عیسی علیہ السلام ہی نئی نبی کی حاجت
باقی ہیں جانتے خواتم ستہ کی ہوتی لکھا اسواسطے کہ خاتم النبیین حقیقی متبوع ہوئی اور واسطی
متبوع کی تقدم ضروری ہی لو حکما خصوص متبوع حقیقی کے بطریق اولی جیسا کہ یہان پایا
گیا تو بالضرور شرکت فی النبوۃ المحمدیۃ الخاتمیۃ الحقیقیہ ثابت ہوئی واسطی حضرت عیسی علیہ السلام
کے لو حکما زمان قبل البعثۃ میں اور علاوہ عبارت دافع الوسواس کا حکما اقرار ہی جس جگہہ اثر مذکور
کو خبر مرفوع اور اثر مرفوع کہا بلکہ لعینہ حدیث تک نوبت پہونچادی اخیر صفحہ ۱۵ اور اول
صفحہ ۱۶ مین بخلاف اوس زمان حضرت مہدی علیہ السلام کی وقت نزول حضرت عیسی کے اوسوقت نبی نہ
ہونگے بلکہ حقیقتاً و حکماً تابع شریعت محمدیہ بلا تداخل مذکور باقی النبوۃ قدیم النبوۃ منسوخ الشریعت
ہونگے اور جو کچھ فرق ہی مابین حقیقۃ و حکم کے وہ ظاہر ہی فافہم۔ اور باوصف قائل ہونے عبارت
دافع الوسواس کے صفحہ نہم مین کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا اتحاد زمان ثابت نہیں ہے
عبارت مذکور قائل ہوی صفحہ بستم مین بعد اقرار سلب اتحاد مذکور کی ساتھ اثبات اتحاد مذکور کی
الضمن ایسے دو امر کہ وہ بھی باہم مخالف ہیں یعنی اتحاد زمان نبی صاحب شرع جدید اور نبی
غیر صاحب شرع جدید پس عبارۃ مذکور موج تردد ہے اور حاطب اللیل و اللہ اعلم۔
اور اس اخیر کی کلام کو صریح موید اور معاضد ہی تحقیق شیخ شیوخنا فی العلم الظاہری والباطنی
مولانا احمد مشہور بحضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ملقب بلقب حجۃ اللہ کی قدس سرہ رسالہ
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں جو تالیف اونکا ہی کہ ہنگام شرف زیارۃ مدینہ منورہ
کیفیت مراقبات و معاملات ایک روز حسب معمول ممبر جو مین بشکل مخروطی کہ قاعدہ
اوسکا جو سطح عریض ہوتا ہی بجانب بالا بچھایا جاتا تہا بچھایا گیا اور ممبر حسب معمول

حضرت رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوی حسب معمول حل مشکلات اپنہ امر پنی عرض کیا کہ دربارہ ایمان فقیر کیا عقیدہ چاہیی ارشاد ہوا کہ از مسئلہ امامت دریابند۔

جب وہ حالت فرد ہوئی تو میں نے بعد خوض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رفضہ کا مذہب عصمت امامت میں یہی امام معصوم ہوتا ہی اور عصمت خاصہ لازمہ ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اور نبوت منقطع اور ختم ہو چکی ہیں تو دعوی زیر پردہ نبوت کا بنی ہست ائمہ کی اور یہ عقیدہ کفر ہی ۔ پس جاننا چاہیی کہ شرکت فی النبوۃ لازم آئی اور خاتمیت کا برباد ہونا بھی لازم آیا کہ ظاہر ہی پس اس عقیدہ سی غالبا کوئی فرقہ شیعہ خالی ہو گا اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول الخ کہ سید ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ تو بنسبت بعض فرقہ شیعہ ہی ثابت ہوتی ہی ۔ پس اس خیال مطابق آری بدین قسم قوال کہ اگرچہ بین النبی آنحضرت صلعم کے کوئی نبی آدمی یعنی نہ اتنی بلکہ لاکھوں تھی وہی لاکھوں مسلمون ہیں نبوۃ ہی بموجب آن الشرق نبوۃ محمدیہ ہو کر نہ باعث منقصت بالبصر چھوٹنا چاہیی اسلئی کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مجاز منہ زمانہ نبوت آنحضرت ہی زمان حیات شریف اور ہم زمان وفات شریف اور ظاہر ہی کہ حضرت مرتضیٰ خاک بلکہ مدعیان نبوت تا وہی کے اگر نبی عجمی تھا قبل بعثت ہوتی تو اسکی اکثر شیعہ ہی قابل نہیں سو ہستی کہ ادعی ایک صورت کی بطور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ ہیں معاذ بعض مدعی اصالت نبوۃ اونکی کے ہیں مگر تحقیق مخصت کہ ہم ہیں یا حامل وحی جبرائیل کی ہو کی قابل ہیں تو یہہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے ۔ الحاصل ہم اہل سنت وجماعت کی نزدیک تو بہر پہلو جامع زمان نبوت ہیں پس ہر گونہ انتفاء شرکت ادعائیہ و درایتہ و مکاشفۃً ثابت ہو کر واضح ہو گیا خصوص کلام شیخ الشیوخ اور استاذ الاساتذہ کی تقریر و تحریر سی بھی جیسا کہ ابھی گذرا الحذر الحذر ۔

فصل دہم خاتمیت خالصہ بلا وجہ مشترک ہوئی جاتی ہی کہ جو بنصوص قطعیہ علی الاطلاق خالص ثابت ہی ۔ قولہ تعالیٰ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم

بہ جہاد اکبر اس باب مین سند مستند ہی اسکی شرح و بسط قسطاس آئندہ مین مفصل مذکور
ہی جاننا چاہیئی کہ بتتبع مشاہد قرآنی اور تفحص مواقع فرقانی کلام ربانی اور احادیث حضرت
خاتم النبیین محبوب یزدانی صلعم بہ تجسم قید ایجاد خواہش نفسانی مسالک حقانی سی مراحل
دور ہی مثلاً سورہ علق یعنی سورہ اقرا اور سورہ مدثر اور سورہ فاتحہ کی حق مین
احادیث صحاح وارد ہی اول ما نزل اقرا باسم ربک الذی خلق سا در اول ما نزل سورہ
المدثر اور سورۃ الفاتحہ لظاہر اس سہ پارہ حدیث شریف مین تخالف اور تعارض ہے
مگر تطبیق اسکی مقبول جملہ محدثین یہ ہی کہ سورہ علق یعنی سورہ اقرا اول حقیقی ہے کہ اسکی
نزول سی پہلی کسی آیۃ کا نزول نہین ہوا اور نزول سورہ مدثر کا بعد فترۃ وحی ہوا جو
چہ ماہ تک وحی بند رہی پہر تتابع اور گرم بازاری وحی علی التتابع و التواتر ہوئی تو یہ اول
اضافی ہی یعنی بہ نسبت نزول باقی قرآن مجید کی بعد ایام فترۃ اول یہ وحی نازل
ہوئی اور در باب حکم قراءۃ قرآن فی الصلوۃ اولیۃ سورہ فاتحہ ہی یہ بہی اول
اضافی ہی پس اب جاننا چاہیئی کہ منشاء ضرورت قید اضافیہ یہان موجود ہی جو لفظ
اول مذکور سہ پارہ حدیث شریف مذکور منصوص ہے جو باعث ہی وقوع التباس اور
اشتباہ کا در بارہ انکشاف مطلب اولیۃ کی جو اصل فقہ الحدیث ہی بخلاف اثر مذکور کے کہ
وہان لفظ خاتم کا کچہہ بہی اثر نہین بخلاف لفظ نبی کی کہ مذکور ہی اثر مذکور مین سوا اسکی
تحقیق بجا لا مزید کما کان بہ تبلیغ اکثر قسطاطیس مین بخوبی کی گئی بلکہ موضوع اس تحریر کا پہر
فقرہ ہی کوئی قسطاس خالی نہین صراحۃً یا اشارۃً فلتعیہا اذن واعیہ ہان مگر یہ امر آخر
ہی کہ جو کچہہ عبارت دافع الوسواس و من معہ و من وافقہ کو ایک وسوسہ صرف معقول حسب
مزعوم خود ہمسنگ برہان عرشی پیش آیا کہ جس سے مجبورانہ قید اضافۃ خاتمیت کو اضافہ کیا
کردہ خود را درمان چیست چند جا عبارت دافع الوسواس اس مطلب کو صریح موذی ہوئی مثلاً
صفحہ تشتم وغیرہ مین کہ اصل مطلب یہ ہی کہ اس اثر مذکور ہی سقدر صاف معلوم ہوتا ہی

کہ جسطرح سلسلہ نبوت اس طبقہ مین جو اسفل ہدایت سنگان ہذا کی تیار ہوا اوسیطرح ہر طبقہ
مین سلسلہ نبوۃ واسطی ہدایت وہان کی سنگان کی تیار ہوا اور چونکہ لاانتہا ہی سلسلہ کا
باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھ مشابہ
کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھ تشبیہہ دیا گیا ـــ اور
علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیرہوین مین دافع الوسواس کے یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس رض
سے وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضرور
ہی بنا برآن علیہ یعنی خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کی ـ اول تو جاننا چاہئی کہ عبارت
دافع الوسواس خود منصف ہی کہ لفظ تشبیہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جو مشابہ ہی ساتھ آدم کی
وہ شریک وصف نبوۃ حضرت آدم نہین بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھ اس وصف مذکور
کی علی ہذا القیاس وہ شخص جو مشابہ خاتم ہی وہ خاتم نہین مشابہ ہی وہ خاتمیۃ کی علی ہذا القیاس
حال اوسط مانند انواح وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موافق
توجیہہ سلف صالح کہ وہ ہادی غیر نبی ہین مشابہ ان انبیاء مذکور اثر مذکور کی اور مراد مشابہت
خاتمیہ سی ہدایت عامہ تامہ سابقہ مشابہ فاتحہ فافہم ـ اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ لفظ مشابہہ سے
یہہ معنی مراد نہین بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی مین مشابہت ہی جو حاکی ہی لفظ بدایت اور وسط
اور نہایت اور ختم سی پس ایسا لفظ موہم استعمال نکرنا چاہئی ماورا اسکی وہ استحالے جو
قایم کئی گئی ہین وہ تو موجود ہین ـ پس ایک صرف نتیجہ فکر معقول عبارت دافع الوسواس سے
لاغیر کہ جس سے کیا کچھ قبوح پیش آئین اور عبارت مذکور کسقدر نشانہ تیر بلیات استحالات
شرعیہ وعقلیہ ہوئی جیسا کہ آئندہ قسطا سو محلین مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہئی ـ اور حالانکہ
صفحہ گیارہوین دافع الوسواس مین یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اوسکی یعنی لعینۃ نبوتیہ محمدیہ صلعم
کے ساتھ خلق اور سنگان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر سے
کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبوتیہ پر ساتھ اس طبقہ کی جرات تخصیص پر نہین ہو سکتی

پس اب غور ضروری ہی کہ باوجود اعتراف امکان نفس الامری اور امکان عقلی کے اختیار اثبات کیا
شرعی ہے اور پہر بدون قیام دلیل قطعی کے یعنی دلیل قطعی شرعی کے دربارہ اطلاق خواتم
اضافیہ اور اختصاص ستہ کی ساتہہ کمال شدومد کی انمہ قطعیہ کی بلکہ عین قطعیہ کی حرمت ہی
کی ساتہہ اس دعوی کے کہ لہذا مبنی اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی ۔ اور علی ہذا القیاس
ہم مشرب عبارت مذکورہ کی ایسی ہی عبارتین مذکور مین جو دال ہین صریح اوپر اس مطلب
کے کہ عدم تکفیر کے قایل ہین اور ایسی اعتراضات عولیصہ مشکلہ کی مورد ہین ۔ اور حالانکہ
صفحہ دوسری مین دافع الوسواس کے یہہ مرقوم ہی کہ تعین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی
حدیث صریح وارد نہین علما کا اسمین اختلاف ہی ۔ پس اس سے بہی ظاہر ہی عدم ضرورۃ
تعین مکلفین طبقات تحتانیہ اور نیز عدم تیقن وجود انبیاء مذکور یعنی خواتم ستہ لعلت عدم
ضرورۃ کی پس ایمان بہی بنسبت اونکی ضروری نہو اگرچہ ضمنا ذیل مین ایمان اجمالی قیاس
کیا جاوی تو وہ بہی بیان راست نہین آتا اسواسطی کہ ایمان اجمالی مین اگرچہ تفصیل تو
متیقن نہین ہوتی مگر اصل وجود اور نفس وجود مین تو تردد نہین ہوتا بخلاف خواتم ستہ کی کہ
تردد کیا تیقن نہین کے متردد الوجود ہین اور حالانکہ بنسبت اونکی یعنی خواتم ستہ کہ جنکی موہوم ہونا مسمی
تفصیل اور تعیین ہو تو وہان اجمال کا کیا دخل ہے اور اس مطلب کی تحقیق طویل زبدۃ قسطاس
مین فصل نہم کو جو مشتمل ہی اوپر تحقیق آیۃ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کو
قسطاس بیان زبدۃ میں حق تبارک وتعالی فرماتا ہی ۔ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا
تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہادا کبیرا معلوم کیا جاوی اگرچہ کلمہ لو کا بموجب مذہب مستحسن
ومختار مانند قول ابن حاجب کی موضوع ہی واسطی امتناع شرط کی بنسبت امتناع جزا کی
دوران العکس مدین نظر کر یہ امر کلیہ صادق نہین آتا بسبب تعدد اسباب کی واسطی ایک مسبب
کے اور ہر گاہ انتفاء مسبب پایا گیا تو ظاہر ہی کہ جمیع اسباب معدوم ہوی اور مراد اسباب
سے علل موثرہ ہین کہ جس سے تخلف معلول نا ممکن ہے اور سبب عدم صدق کلی قاعدہ مذکورہ کے

اختیار قوم پر قول ابن حاجب کو جو اعتراض منقلب ہو جاتی ہے سبب شرط اور جزا ہی وارد
ہوتا تھا اور خواہ مخواہ متعدد ہونا ساتھ عدد علت اور معلول کے ہوتا تھا لضرورۃ حفاظت
مذہب ابن حاجب جو مذہب کہ مختار اور مستحسن قوم متاخرین ہی یا منظور کہ یہہ
کلمہ لو موضوع ہے واسطے دلالت کی اوپر انتفاء جزا کی خارج میں بسبب انتفاء شرط
حالانکہ میری نزدیک یہہ قاعدہ ابن حاجب مخدوش ہے اسلیے کہ بہر سبب سی شرط ہی اور
پہر عدم وجود مسببین ہی تو کوئی سلسلہ ممکنات میں مؤثر ہونا چاہیے قطع نظر ازین پس
ما نحن فیہ یعنی آیہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیۃ اور امثال اسکی سے ولو شاء لہدیکم
اجمعین — ولو شئنا لرفعناہ بہا — ولو شئنا لآتینا کل نفس ہداہا — اور آیات قرآنی
جو تحت کلمہ لو بصیغہ ماضی واقع ہیں کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح سی مستغنی اور
شستہ رفتہ ہیں اسلیے کہ ما نحن فیہ میں یعنی لبعثنا فی کل قریۃ میں کسی نذیر کو کہ صرف
مشیت الہی جلت عظمتہ وکلت قدرتہ حقیقۃ ومجازا حالا ومآلا بجمیع وجوہ ایک ہی سبب
لیا بلکہ علت تامہ مؤثرہ ہی بخلاف اور بعض مشیات کی جسمیں دخل صنع مخلوق بہی بجا لم سنبا
ی وجود خارجی جس میں بنظر مجاز قرار ہی تعدد اسباب بعارضہ ظنون ہی کہ جنکی واسطے ضرورۃ
قاعدہ کلیہ مذکورہ مصلح کی ہو تو پس بیان یہ کلمہ لو موضوع ہی واسطے امتناع جزا کی یعنی لبعثنا کو
بسبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی جلت الآئہ پس حکمت بالغہ حکیم علیم دانا بحکمۃ کا مفصل
خاص کی محض تفضیلا واکراما بلا انضمام داعیہ کسی غرض مشعر عجز و التجا ویا دفع قلق و خراش
اشن از قسم علل جو باعث ہوتی ہیں رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ امر منتفع بہا ماننہ اغراض
سئیہ مشعرہ امارات عجز اور اثبات حدوث ہیں مثلا رحم ناقص عباد مخلوق سی کہ
منشاء اسکا رفع خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی مہربانی کا تا وقتیکہ رفع نہو قلق
زائل شی عاجزانہ باقی رہی پس ذات پاک جلشانہ پاک ہی ایسی امور سی کیونکہ افعال
باثیرات اوسکی معلول العلل نہیں ہیں اور نہ عبث اور نہ لغو اور نہ سفہ اور فضول

اور بلا الحاق لیاقت و استعداد ذاتی کسی مخلوق کی کہ جس سے ذات پاک کو کسیطرح کی
مجبوری ہو وہ حکمت بالغہ مقتضی ہوئی عدم مشیت بعثت کسی نذیر کو یعنی نذیر حقیقی کو جو کہ عبارت
ہی نبی سی ہیچ ہر قریہ کے ـ پس نکاہ کہ تحقیق ضروری نسبت کلمہ لو واقعہ آیۃ موصوفہ سی ہمرا
ہوئی تو تحقیق بلفظ کل واقع آیۃ موصوفہ بھی ضرور ہوئی ـ جاننا چاہئی کہ کل افرادی یا مجموعی کہ
جس سے نحوی اور عربیۃ والے خول واقف ہیں یہاں بہر دو نوع سلب کلی ہی نذیر حقیقی
کے بعثت کی نسبت ہر یک قریہ سی بموجب مشیۃ الٰہی جلشانہ نہ سلب جزئی جو کہ خلاف
مقصود کلام ربانی ہے اور معارض ہے اور ایات والہ کو عموم بعثت بلا شرکت پر یا نہم
آیۃ کافۃ للناس وغیرہ کو اسلئی کہ غرض بیان عظمت و رفعت شان و ستمود رجت عالیشان ہی
انس و جان جانجان جانان محبوب حضرت رحمان جناب خاتم النبیین ہے صلعم اور بصورت
شرکت نذارۂ حقیقی ہیں جو معتبر نبوت سی قطع نظر خاتمیت سی جو خاصہ نبیا و خصیصہ
مخصوصہ خاتم النبیین ہے صلعم اور لازم ہی اس ہی ذات کمالات سمات کا صریح کسر شان
ہی بس ثابت ہوا سلب نذارۂ حقیقی جو عبارت ہی نبوت سی خارج ہیں بنظر فعلیۃ قطعاً نسبت
ہر یک قریہ کی افراد باقیہ سے جو مندرج ہیں تحت اس مفہوم کلی کے سوای فرد واحد نذیر
حقیقی کے جو وحدہ یکتا لاثانی ہی اس باب عدم شرکت اور خاتمیت ہیں بعد اس تحقیق سے
راز مخفی ایراد لفظ نذیر اس آیت بابرکت ہیں کھل گیا کچھ تعمیہ باقی نہ رہا ـ یعنی جو چاہتی ہم او ٹھا
کر کل اسم یا بھیجی ہم ہر ہر ایک بستی کی نذیر حقیقی کو یعنی نبی کو تو البتہ بھیج سکتی تھی اور او ٹھا کھڑا
کر سکتی تھی لیکن ہمکو بسبب کمال تفضیل اور انعام ذاتی اپنی کی بلا داعیہ غرض اور احتیاج
و مجبوری وغیرہ امور مذکورہ مشعرہ نقص کمال ذات صفاتی ہے بموجب اس مشیۃ خاصہ
کے ـ ان فضلہ کان علیک کبیرا ـ اور اور اس قسم کی بشارات عالیہ کی جس سے
قرآن و احادیث ممتلی اور مشحون ہیں با سراری ہیبت و جلال تیری کی منظور ہوئی ای
حبیب محبوب میری اگرچہ اس صورت میں تخفیف تحمل اعبای رسالت اور مشقت اوسکی کے

تجکو حاصل تہی اور یہ طریق تجہ سی پیشتر امثال تیری کی ساتہہ نسبت بعض انبیای

سابقین خصوصاً بعض مرسلین کا بلکہ حسب درخواست اونکی مسئول ہوا مانند حضرت

موسی کلیم اللہ کی ہماری درگاہ عالیجاہ سی عطا ہوا کہ جس سے آیہ رب اشرح لی صدری

ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی

اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیہ حکایت صریح کرتی ہی علی ہذا القیاس

واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون اور

نیز ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ہارون سے و نیز ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ

ہارون نبیا اور تجکو بلا درخواست تیری الم نشرح لک صدرک تا آخر سورہ عنایت

ہوا اور نتیجہ ان درخواست ہای موسوی یہ ہوا کہ ہم ہر دو برادر باہم ہوکر تیری ذکر اور

تسبیح میں مشغول ہونگی اور نتیجہ اس رحمت عالی کا جو بلا درخواست لایہ ہوا کہ جسوقت تو

فارغ ہو تبلیغ احکام سی پس رنج کہینچ اپنی عبادت میں مشغول ہو اور ہمیشہ کی خیال میں ہی ایسی

شغلہ تہیں کہ کو خالی کرنی سی فرصت کا حکم ہوا اور نیز منقطع ہونیکا جانب اپنی بانقطاع کلی

ساتہہ فقط ہماری حضرت کی راغب ہونی کی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغب سے جو کہ

ہم معنی ہے وتبتل الیہ تبتیلا کا ع بیت تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ع فسوف تری

اذا انکشف لک الغبار افرس تحتک ام حمار مگر تخفیف تحمل اعبار رسالت اور توجہ

اوسکی کی اور مشاق تبلیغ موعظت کہ فی الجملہ دلالت کرتی تہی اور بزرگواری عظم وشان کی

مگر باہم لوہی شرکت منصب مزاحم حال تہی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ اکتناہ کنہ اوسکی سے

عقول قاصر الادراک قاصر وعاجز ہیں مقتضی ہوئی کہ فیما بین ان دونوں مراتب کی سطر تطبیق فرمائی

گئی کہ نبوت خاتمہ رسالت محافظ خصوص خاتمیت مطلقہ جو معرا اور مبرا ہی جمیع آفات نسبت

اور اضافات سی جو ثمرہ عالی آپ رہ خزانہ مخزون غیبی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سی تجکو عنایت

ہوا اور صعوبت تحمل اعبار رسالت بہی مع تکمیل خوشنما باندی گئی کہ اوسکی حال الم حافظ

اور خاتمیت غیر حقیقی نذیر مجازی خلفاء اور ائمہ اور حامیان ملت بیضاء سمحاء اور صدیقین اور شہداء اور
صالحین اور واعظین اور خطباء اور نجباء اور علماء کہ جنکے حق میں بشارت وارد حدیث شریف ہے
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل عموماً اور نیز لو کان بعدی نبی لکان عمر ولکن لا نبی بعدی حتی خصوصاً
الی غیر ذالک الی یوم القیامہ قرار دی گئی آیات بینات اس پر دلالت کرتی ہیں
ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ ۔ انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون ۔ ولقد یسرنا القران للذکر فہل من مدکر ۔ اور باقی روایات احادیث
اندریں باب اور جو کارروائی وجود حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے تمہارے عہد کمالیت
میں حاصل ہوئی وہ بھی بغیر وجود انبیاء کے تمہارے عہد ہمیشہ رہا ہیں جو شامل ہے وقت حیات
تمہاری کو اور نیز بعد وفات تمہاری تا قیام قیامت کفایت مہتم بالشان کو غیر
انبیاء سے یعنی خلفاء اور علماء وغیرہ مذکورین سے کام لیا پس تیرہ سالی سے یا آنکہ خواتم
ستہ مفروضہ کی شرکت فی النبوۃ قطع نظر خاتمیت سے جو کہ ایک امر لاحق ہے کہ جسکی مجمعات
بخوبی معلوم ہو چکی کہ خلاف عقیدہ اہل اسلام ہے پس بعض اقوال بر سبیل تمثیل وتمثال
مثال مندرج بعض تحریرات جو نظر سے گذریں کہ وجود خواتم ستہ اور وجود باوجود حضرت
خاتم النبیین صلعم بتشابہ بادشاہان اور شاہنشاہ تجویز کیا جاوے معطل وبیکار ہو گئی
اسواسطے کہ حاصل المعنی مانحن فیہ میں یہہ ہوا خاتم الخاتمین اور خاتم الخواتم اور حالانکہ
یہ لقب خلاف لقب شرعی نص القران اور نص الاخبار والآثار ہے کہ لقب شرعی
نفس مذکور خاتم النبیین ہے نہ خاتم الخاتمین اور نہ خاتم الخواتم بلکہ اگر خواہ مخواہ ضرورت
نظیر ہی کی تھی تو یہ نظیر دی جاتی تو مضائقہ نہ تھا مثلاً ایک عورت جو آزار ضرہ یعنی سوت
سوکن سے محفوظ ہے بعد دوسری مبتلا رہا ہیں بلا ہے اور حالانکہ وہ محبوب اور مرغوب شوہر
ہے بھی اور وہ ضرہ اوسکی مبغوض اور منفور شوہر بھی ہے پس اب دیکھنا چاہئے کہ بلا اغیار
اور صاحب عزت باوقار اور باخاطر جمع بصاحب اعتبار ان دونوں میں سے کون ہے

الرحمٰد اد الیسی پس قابل یاد ذیل ہر قسم کی تحقیقات کی نہیں سے یا حشو کلام اور مستغنی عن الادلہ
ہر قسم استعمام اور کچھ نہیں کرنا سمع با سمع ہمیں راست من اور کسوت کلام میں آئی لہٰذا ہر کلام حق ا
صواب است اور از انجملہ یہ بات ہے اسکی تجویز فرمائی ساتھ ایک نبی اولوالعزم یعنی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی آخر زمان میں ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتھ اتباع آنحضرت
شریعت غرا اور ملت بیضا سمحا سہلہ یسیرہ کی بعد نسخ شریعت اوسکی ہوکے بدون نسخ
مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اوسکی کی ساتھ القا رسم واسم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
نبوت من حیث الاتباع والعمل باعتبار ما کان جو سابق میں تھی واسطی اظہار رتبہ نبوت
اور رسالت اور نیز خاتمیت بدون انشقی اور بغیر استظہار کسی اور شریعت کی اور اوپر نبوت
کی استقرار مضبوطی اور احکام بدین آب و تاب فرمائی کہ باید و شاید کہ جسکا خود
اعتراف حضرت عیسیٰ نے ساتھ عمل ہی بنسبت انکار کی امامت کرانی سی بنگام
طلب امامت صلوٰۃ مسجد اقصیٰ میں وقت عصر بعد رونق افروزی منارہ شرقی پر بیچ مہرودتین
یعنی دو کپڑہ سفید یا زرد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے حلہ عبارت ہی ایک چادر
اور ایک ازار یعنی تہ بند اور بیچ موٹی سی و فرشتوں کی اور پہر طلب کرینگی امداد انکی کی صحن مسجد
مذکور میں زینہ کو حضر لعباد اللہ التی والتیا مسلم رکھنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امامت
صغریٰ کو اور مہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابتہ ہے اور
نیز امامت کبریٰ کا بھی مسلم رکھنا بنسبت انکی ثابت بدین لفظ کہ میں تو واسطے قتل
دجال لعین آیا ہوں بعض تمہارا امام ہی اور بعض سے کے اور نیز طلب کرنا ساز و سامان
اسی قسم کا سیف و سنان اور نہ مشغول ہونا اکثر طرف اہتمام اور احکام شرائع ہے کے
امور تعبدی کیا اور امور تسلطی کیا اور امور معاشیہ کیا اور معاویہ کی تاسیت حضرت
مہدی علیہ السلام اور پہر بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتظام کا نہ کہ صرف
پوری شریعت محمدیہ ملت سمحا بیضا احمدیہ کا علی سبیل الاتباع کہ مرتبہ نیابت دنیاویہ

سے خاص اسی مضمون میں اس حیثیت خاص کو سے یعنی انتظام امامت صغری و کبری سے
صریح صاف خبر دیتا ہے محض واسطے اظہار شان عالیشان حضرت خاتم النبیین صلعم
کے اور نیز اظہار استعداد افراد آحاد علماء امناء خلفاء اس امت عالی رتبت یا
عظمت کی یہ امر خود دلیل جلیل ہے کیونکہ اگر بالفرض حسب مزعوم زاعمین خواتم مفروضہ
تو وہ کیا کرتے جبکہ ایسے نبی اولوالعزم انبیاء سابقین سابقین یقینی الثبوت مسلم التسلیم متحقق الوجود منصوص الاحکام
بعض انبیاء بالاتفاق حسب تشخص بعض الاحادیث والقرآن کے بطرز تفسیر بعض تمام مراتب خاتمیہ طرفہ تماید اولو الاعین
دعائم وساطین آئمہ اس سے مستعجز الاتیہ کی ظہور میں آئی تو خواتم سنہ کی تو ضرورۃ بطریق
اولی بل بطریق اوجب اور آکد نہیں پائی جاتی حالانکہ حضرت عیسی علیہ السلام سے قطع نظر
حضرت موسی علیہ السلام کے واسطے بھی یہی سامان طیار ہے کہ حدیث صحیح سے لو کان
حیا لما وسعہ الا اتباعی بلکہ خود فرزند دلبند حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ جو بطن سے
حضرت ماریہ قبطیہ کی تھے اونکے حق میں ارشاد نبوی صلعم ہوا لو عاش ابراہیم لعدی لکان
نبیا اور مزید تحقیق اس حدیث شریف کی عنقریب آتی ہے بحث تحقیق آیۃ خاتمیہ کی یعنی ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین کے اور ہونا کسی نبی کا ہمعصر خاتم النبیین صلعم کی باعتبار زمان حیات شریف
کی جو عبارت ہے زمان حال سے جیسا کہ بعد وفات شریف عبارت ہے زمان استقبال سے
کہ در حقیقت از ابتداء بعثت تا انقراض زمان و زمانیان آپ ہی کا زمان ہے بسبب عدم
نسخ شریعت چنانچہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیا
وفا لیس عدم نبوت جدیدہ مستقلہ بعد زمان وفات شریف حضرت خاتم النبیین
سبب ہوا عدم حیات حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ عالی صفات کا موجب قبول مختار دنیا
کلمہ کی جیسا کہ قول میں جا بجا اس سے پیشتر اس میں گذرا تو معلوم ہوا اگر ہمعصر بدلی
زمان حیات شریف میں جو عبارت ہے زمان حال سے خیال ہوتا تو صرف قید بعدیت کی نہوتا
ہمعصریت کو بھی اس خیال میں دخل ہوتا کیونکہ یہ ہر دو زمان اس باب میں متساوی الاقدام ہیں

اوسکی نسبت بھی کچھ ایسا ہی ارشاد ہوتا اور عذر عمر شریف شیرخوارگی صاحبزادہ کا دربارۂ تجویز
نبوت کی نسبت اونکی بدلیل ثبوت نبوۃ حضرت عیسی علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں مرتفع ہی
قولہ تعالی قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا ۵ قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب الایۃ پس
ظاہر ہوا کہ نہ کوئی نبی آپکا ہمعصر یعنی تاحیات شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات
شریف کی پس ایراد لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں واسطی قطع شرکت واسمہ وجود نبوت
جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بظاہر زیادہ محل خاتمیت ہی اگرچہ
وجود نبی مذکور ہمعصر ہو یا بعد عصر ہو کہ وہ ایک ہی عصر ہی دراصل اور یہ تفریق عصر جو باعتبار حیات
مذکورہ کی ہی بالضرور مستوجب شرکت فی النبوۃ ہی جو کہ قطعا وقاطبۃ خلاف عقیدہ اسلام ہے
قطع نظر خاتمیت سے کہ ایک امر لاحق ہی یہی ہی امر شرکت مذکورہ کافی تہا لیکن ادراک اسکا ایک امر
خفی تہا بخلاف خاتمیت کی کہ وہ امر جلی ہی کہ نظرانداز ہی اور زدیدہ دوز ہی اوسکی طرف خواص و
عام امت کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ ترتہی لہذا یعنی لہذا البیان
المذکور لفظ بعدی اس حدیث شریف لو کان بعدی نبی لکان عمر اسمین ارشاد ہوا اور نیز بموجب
تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل کے لفظ بعدی کو آیۃ رب ہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی
مین ایسی معنا ہی کہ تفسیر کیا تب معنی اس حدیث شریف کی یہ ہین جو ہوتا سوا میرے کوئی نبی بنا
میری عہد میں جو عبارت ہی روز بعثت میری سے تا قیام قیامت تو البتہ ہوتا عمر پس اس صورت
مین عام ہی اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہہ قید عہد کی مراد نہو بلکہ عام ہو
جمیع عہود کو یعنی زمان قبل بعثت مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں سب
انبیا علیہم السلام اکی ہوا ہوئی ہین موافق نصوص قطعیہ قولہ تعالی قد خلت من قبلہ الرسل
و قبلہ نبی کی ظاہر ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام جو قدیم نبی ہین زمانہ بعد وفات شریف
مین نازل ہونگی وہ آپ ہی کا زمانہ ہوگا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی حاصل
ہیں کہ عدم نبوت حضرت عمر رض سبب ہوا اور اسطی عدم نبوت کسی نبی کے

سوا ہی وفات با برکات حضرت خاتم النبیین صلعم کی برابر ہی کہ ہمعصر ہو یعنی زمان حیات
شریف یا بعد عصر ہو یعنی زمان بعد وفات شریف موافق التحقیق زمان اہل اشتباہ کے
اگرچہ لفظ بعدی عام تھا مگر مستثنی شرعی ہے اور درفحیٰ اس کے مجوز ہوا کہ استدلال اس
مطلب پر کہ جمیع رسل پہلی خاتم النبیین صلعم سے گذر چکی ساتھ اس آیت مذکور کی بذریعہ لام
استغراق کی جو الرسل میں ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ صریح قول اللہ تعالی ہوں الیسا ہی الف لام
ہی مثل اسی عبارت کی جو قولہ تعالی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام۔ تا پوشیدہ رہے کہ علم اصول میں مقرر ہی علی حسب قابلیتہ
المقام کما فی نور الانوار وفی الکشف فالمطلق المجرد عن الدلائل یحمل علی الادنی لانہ متیقن
فاذا وجدت الدلائل یحمل علی الکل یعنی واسطی اسکی تمیز کی منزلہ ہی قرائن شرعی تا
کوئی محال شرعی لازم نہ آوے اور کبھی قرائن عقلی ہی یا ختم ہوتی ہیں ایسا ہے امروں سی بلا
قرینہ مہمل نہیں پس اس آیۃ مسیحیہ میں الف لام واسطی عہد کے ہی بخلاف اوس آیۃ
محمدیہ کی یعنی وما محمد الا رسول الایۃ کہ اوسمیں واسطی استغراق کے ہی بنسبت جمیع افراد
باقیہ رسل کے سوای محمد رسول اللہ صلعم ورنہ ثبوت خاتمیۃ ہوتا ہی درحقیقت واسطی
حضرت عیسی علیہ السلام کی درصورت گذرجانی حضرت محمد رسول اللہ کی ہی صلعم ذیل میں تمام
رسل کے بصورت لام استغراق کی آیۃ مسیحیہ میں اور نیز علی ہذا القیاس بصورت لام عہد
کی بیچ آیۃ محمدیہ کی لازم آتا ہی جا نسخ شریعت محمدیۃ اور سلب خاتمیۃ اونکی کا باثبت
فی النبوۃ المحمدیۃ بوجہ آنی اور انبیاء باقیہ کی بوجہ دین محمدی واصب دائم کی تا قیام
ساعۃ غرضیکہ بہر دو صورت التسویہ بہر دو آیۃ موصوف یعنی التسویۃ عہدیہ اور التسویۃ استغراقیہ
میں بالکل شکل اصلیت میں یعنی بصورت استغراق آیۃ مسیحیہ میں اور عہد آیۃ محمدیہ میں خالی
استحالات عقلیہ اور شرعیہ سی نہیں ہے اور بنظر غور اگر دیکھی تو دراصل اس آیۃ محمدیہ میں لام
استغراق ہی نہیں ہے مثل لام استغراقیہ رب العالمین کے یا لام استغراقیہ الحمد کی اسواسطی

کہ لفظ خاتم النبیین آیۃ خاتمیت میں اور رسول آیۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
میں مجانس ہی یعنی خاتم مجانس النبیین ہے اور رسول مجانس الرسل ہے بخلاف لام الحمد اور لام
رب العالمین کے کو دین کی خاتم مجال الفہم مگر تب کلام تمام تر استغراق اضافی مجازاً کہا جاوے
تو مضایقہ نہیں ہے بخلاف آیۃ مسیحیہ کی کہ اوس میں تو لام عہدی ہی ہے درحقیقت اگرچہ عبارت
دافع الوسواس میں بھی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی بنسبت انبیاء بنی اسرائیل کہا
کوئی فایدہ بخشتی نہیں ہوا چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم عقلی بنسبت اس قول کے مندرج قسطاس
ہیں اور حالانکہ اصطلاح علما میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سو ہی یہ بحث بھی بطور استغراق
بیکار معلوم ہوتی ہے مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق بنسبت لام کی کلام میں جناب عبارت
نصر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر ہمنی ہے تحقیق کی غرض کہہ ہر پہلو تفہیم ضروری الامر ہے چنانچہ
دو تین جگہہ اس قسم کی مطلب کو ظاہر کر دیا گیا چنانچہ قسطاس سبحانہ و سوبہم وغیرہ میں جو در بارہ
ازالہ ترہات عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین ہے لیس صاف بلا اعتبار اس باب میں یہ تقریر
ہے جو مسلم کل ہے کہ باعتبار ترتیب زمانی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنے چاہئیں سو وہ یہ
ہیں کہ آیۃ مسیحیہ کی الف لام الرسل سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ لیس اب کوئی رسول آنے
والا بعد عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں تھا جیسا کہ سمجھنا چاہئے الف لام الرسل
آیۃ محمدیہ سے کہ لیس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں تھا لہذا یہہ خاتم النبیین میں لاخیر
بس اب یہ قول قایل کا کہ قرآن شریف میں آیۃ مسیحیہ میں بھی تو الف لام ایسا ہی ہے جیسا
کہ آیۃ محمدیہ میں ہے لغو ہی ہے خواہ نزدیک اوس قایل کی الف لام آیۃ مسیحیہ کا بطور استغراق
اضافی مجازاً ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو ہمسنگ اور ہم پلہ الف لام آیۃ محمدیہ ہرگز نہیں
ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیۃ محمدیہ بطور استغراق اضافی مجازی ہو یا بطور دیگر ہو در صورت
لحاظ ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مسلم کل ہے جیسا کہ ہمنے جا بجا تحقیق کیا واللہ اعلم
اور منجملہ دلیل نقلی اوپر شکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیۃ محمدیہ میں اور عہد آیۃ مسیحیہ میں

آیۃ بشارت ہی جاکی ہی بشارت دی ہی جاشمہ حضرت عیسی علیہ السلام سی یعنی حضرت محمد
رسول اللہ صلعم قولہ تعالی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد جو دال ہی اوپر
بعدیتہ زمانی کی جو امر اجماعی عام و خاص تمام عالم سی یعنی تاریخ بندی سنوات جو بدار کا
اسو دینی و دنیوی مذہبی جا اہل مذاہب بالتفصیل یہی ہی شمار سنہ ۱۲۹۳ ہجری جو آج کی دن سے
اور سنہ ۱۸۷۶ء جو آج کی دن ہی بخلاف اسکی عکس کے کہ خلاف ہی تمام عالم کی اور
کوئی حدیث و آیتہ اس آیت تبشیر مذکور کی خلاف پر جو دلیل ہو اور یہ دعوی عکس
مذکور کی یعنی بعدیتہ حضرت عیسی علیہ السلام اور استغراقیہ مذکورہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم
اگر دستیاب ہوئی ہو تو ذمہ پر مدعی تسویہ آیتہ محمدیتہ او آیت مسیحیہ کی واجب الاظہار لازم
العرض ہی بس یہ کہنا کسی مدعی مذکور کا کہ آیتہ مسیحیہ پر ہی نظر کرنی چاہئی اس محل میں فضول
ہی ہاں البتہ ایک امر خاص ہی جو منصوص مسوق لہ الکلام لاجلہ ہی یہ دونوں آیتیں
آیتہ محمدیہ او آیتہ مسیحیہ تسویہ رکھتی ہیں وہ یہ امر ہی کہ جس سے قطع و ہمہ اہل کتاب بنسبت
الوہیتہ حضرت عیسی علیہ السلام او نیز قطع و ہمہ ابنیتہ اونکی کی اور قطع و ہمہ زوجیتہ
حضرت مریم علیہا السلام کی ہوتا ہی اور نیز قطع و ہمہ بعض مومنین مخلصین بعض اوقات
میں بوجہ شدت غلبہ محبت ساتھ آنحضرت صلعم کی بحالت بی اختیاری جیسا کہ وقت وفات
شریف بعض صحابہ کو پیش آیا اور نیز قطع و اہمہ بعض منکرین بنسبت تخلد آنحضرت صلعم پیش آیا تھا
ہی یعنی حضرت عیسی علیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کی فرزند ہیں اور نہ حضرت مریم خدا تعالی
کی زوجہ ہیں بلکہ عیسی تو رسول خدا ہیں اور مریم مادر عیسی ہیں یہ دونوں وصف خاصہ لازمہ
بشریتہ او عبدیتہ او مخلوقیہ ہیں جسپر دلیل ہی سیاق کلام اللہ آیتہ مذکورہ میں ہے وامہ صدیقۃ
کانا یاکلان الطعام۔ مریم فوت ہو گئیں اور عیسی فوت ہونگی علی ہذا القیاس کیا تعجب ہے کہ اوپر
محمد صلعم کی موت آئی جو منافی ہی تخلد کو جو لازمہ او خاصہ الوہیتہ ہی بس یہ دونوں رسول
ہیں جیسی اور رسول گذر گئی انکی واسطی گذر جانا امر لابدی ہی اسو اسطی کہ رسول ہونی سے

بشریت نہیں جاتی رہتی اور خدائی نہیں حاصل ہوتی بلکہ رسول ہونا ہی دلیل ہی بشریت کی
اور خدا نہونی کی قولہ تعالی وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افإن مت فهم الخالدون
پس نسبت حضرت محمدیہ صلعم سیاق کلام افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مناسب ہی
قطع نظر اس سی کہ کون خاتم ہی انمیں اور کون متقدم ہی یا متاخر یہ امور اقتضائی ہیں انمیں تسویہ
نہیں بلکہ تفرد ہی لام عہد اور لاجرم استغراق کا بخلاف اوس امر جامع کی جو قاطع واہمہ مذکور
ہی جو ما سیق الکلام لاجلہ ہی کہ ملاحظہ شان نزول آیتہ وما محمد الا رسول الآیتہ سی حاصل ہی
فافہم پس الشیٔ یہ سی مطلب استدلال جو مطلب اہل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الحذر الحذر
اور یہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بحق حضرت عمر رض بوجہ عدم صحت
حصر کی منافی نہیں جیسی حدیث شریف لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا کو بلکہ یہ دونوں حدیث
مؤید ہیں مدعاء وحدہ کو اور باہم معاضد ہیں او بسبب عدم ثبوت نص صریح
دربارۂ استعداد نبوت بحق ثالث اور کسی جزئی تک سرایت نہیں ہو سکتی اگرچہ بحق حضرت
صدیق اکبر ابو بکر رض اشارۃ النص اس بارہ میں اصرح ہی نص صریح سی بلحاظ الکنایۃ ابلغ
من الصراحۃ اصلی کہ یہاں مستلزم استحالات مذکورہ نہیں بخلاف امر خاتمیت جو اونکی
واسطہ اثبات فعلیت ہی جو مستلزم استحالات جدیدہ مذکورہ ہی کہ جسکی سبب سی سلف
صالحین مفترض التاویل اور مصروف عن الظاہر قطعا وحتما اثر مذکور یعنی اثر متنازع فیہ
کو تجویز کیا پس ہر گاہ یہ منصب نبوت بالفعلیت واسطہ حضرت عمر وغیرہ جو ملہمین اور محدثین
ہیں بصیغہ مفعول باب تفعیل سی اور نیز صدیقین کیلئے ثابت نہیں تو پہر خواہ مخواہ ذریعہ ہونا
واسطے خاتمیت مفروضہ مخترعہ کی تو کچہہ شرعی ہی رخنہ اندازی ہی اہتمام مطالب دینیہ میں
جو ثلمہ فی الاسلام ہی پس ہر دو شق ہمعصریہ اور شق بعدیہ جسکو جدا گانہ مزعوم کرلی ہیں
حالانکہ شق واحد ہی امر اعتباری بتفصیل زمان حیات شریف و وفات شریف اس باب
میں لیے اعتبار سی ایسے ہی شق ہو گئیں شق عصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہی چنانکہ یہہ

مطلب اکثر قسطاطیس مین بیان ہین مل تل ہو چکا واللہ علیم بعلم الکامل۔ قسطاس دوم از جملہ
آور تفسیر خلاصۃ التفاسیر مین جو تالیف ہی حذیِ مولانا محمد مکرم فاروقی تہانوی مرحوم
کی ہی شاگرد رشید ہین جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ مولانا
شاہ عبد العزیز محدث شاہجہان آبادی قدس سرہما کے یہہ حدیث قدسی خود حضرت
عبد اللہ بن عباس رض سی تحت آیۃ خاتمیۃ سورہ احزاب مین موجود ہی۔ لو لم اختم بک النبیین
لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا۔ اور اس ہی جگہ یہہ بہی مرقوم ہی۔ و مروی عن عطاء ان اللہ
لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا۔ مین کاتب الحروف کہتا ہون مراد لم یعطہ سی
لم یعقبہ سی فافہم اور ایسا ہی معالم التنزیل مین بہی تحت آیۃ خاتمیۃ اور بعد لفظ لم یعطہ
ولدا ذکرا کی یہہ لفظ بہی اضافہ ہی یصیر رجلا اور جبیر بن مطعم رض سی روایت ہی فرمایا رسول اللہ
نی۔ انا عاقب الذی لا نبی بعدی۔ اور روایت ہی حضرت ابو ہریرہ رض سی مثلی و مثل
الانبیاء قبلی کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنائہ الا
موضع تلک اللبنۃ لا یعیبون سواہا فکنت انا سددت موضع تلک اللبنۃ ختم بی البنیان
ختم بی الرسل۔ پس گواہ یہہ دونوں جو ایک حدیث قدسی اور اثر مذکور کہ جسکا اثر شہرہ
شہر بشہر و گہر گہر ہی مروی حضرت عبد اللہ بن عباس سی ہین اور روایت قدسی کو بیچ تکملہ
صحیح خاتمیۃ موجود ہی اور اثر مذکور مین اسکا کچہہ اثر بہی نہین سوای لفظ نبی کنبیکم کی جو کہ
لفظ اول آیۃ ہی اس مطلب پر اور حال انکا اسکی تحقیق سی کوئی قسطاس صراحۃ و اشارۃ
خالی نہین کہ موضوع نزاع بجز گری ہی پس معلوم ہوا کہ اگر نزدیک حضرت ابن عباس رض کے
کچہہ وقعت ثبوت خاتمیۃ ہوتی واسطی خواتم تشبیہ کی قطع نظر خاتمیۃ سی جسکا مبنی نبوت نبی ہی اسکا
ثبوت ہوتا یا ثبوت خاتمیۃ بہی جا ہوتا تو بلقب خاتم گو اضافی ہی سہی یا اضافی نہ سہی
مطلق ایسا کوئی لفظ فرماتی کہ جس سی دلالت ہوتی اوپر خاتمیۃ اونکی کی تو مضایقہ نہ تہا۔
بلکہ ایسا لفظ فرمایا کہ جسمین سے منشا اضافت ہی منقطع ہی یعنی لفظ نبی کنبیکم فرمایا اسواسطی کہ

نبی منافی کا اطلاق تردیدیہ عیان ہی نہیں ہی فتامل غایۃ التامل پس ہرگاہ الیہ لفظ
مذکور ہی نہ پایا گیا ہو بہلا عند الضرورت تہا بروقت حاجت کیونکر عصر [illegible] انکار آمد ہوجاتا اور مسلم
اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی برأۃ ہوتی - اور اس روایت حدیث قدسی و روایۃ
اعطا میں اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں جیسا کہ سجاح بنت منذر کی جو مسیلمہ
کذاب ہی دعوی اپنی نبوت کا کیا تہا چنانچہ حدیث شریف دار قطنی و ترمذی وغیرہ ہی -
سیکون فی آخر الزمان مبیر و کذاب رقبا یتہ ہی ادعا خواتم ستہ ہی شبیہ اوسکی ہی خواتم ستہ
تو ہمد و من اللیاقۃ محض تہی اس دعوی ہی مگر بطرز نیابت یہ دعوی ظہور میں آیا اہل عصر اسکے
فسطاس سنز دیہم جای عور ہی کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدیقین ابوبکر بن ابی قحافہ
نی صرف دعوی نبوت مسیلمہ کذاب مذکور پر نسبت شرکت فی النبوۃ بدون دعوی خاتمیت کی بوجہ
استلزام اس دعوی کی خاتمیت کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیۃ خاتمیت کو جس پر بنا عقیدہ
اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونے کافر قطعی و جہنمی ابدی یقینی کے سمجہا باجماع
تمام صحابہ اور باتفاق اونکی بلا خلاف و بلا نکیر مقاتلہ اور مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی البر
ہی صرف واسطی اعلاء کلمۃ اللہ کی کہ کریمہ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا حاکی
ہیں یعنی گردانا اللہ نے بول کافرونکی نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہی پس خوب معلوم ہوا کہ
بعد بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی کے صرف نبوت جدیدہ کا بہی قطع نظر خاتمیت کہ وہ تو خود
بخود لازم آتی ہی اور مضر ہوجاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کو صلعم باتفاق و اجماع جمیع صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین باقرہ بالقطع اجماعا عقیدہ اسلام نہیں محض ضلال مبین ہی لہذا
سلف صالح اور تمام محققین نے جو انکی متبعین ہیں خصوص شراح بخاری وغیرہ
امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہی توجیہہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی نادی غیر نبی ہے
اور منشا اس جہاد مذکور کا کمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض واقع
ہوا روبروی آنحضرت صلعم کی تہا اور اسکا تدارک بند ہوا تہا چنانکہ بخاری وغیرہ میں ہے

مسیلمہ کذاب نے جسوقت آپکی خدمت مین ایلچی بہیجا اور نامہ لکہا کہ فیما بین اسطرحپر صلح ہو جاوی
کہ تقسیم ملک بالمناصفہ ہو جاوی تو اسوقت آپنی ہاتہہ مبارک مین ایک شاخ خرما تہی فرمایا
اوسکی طرف اشارہ کرکی کہ اگر اوسکو بہی مجہسی طلب کریگا تو ہرگز نہ دونگا اور اگر کسی ایلچی
کو قتل کیا جاتا تو قتل کا حکم دیتا ۔ پس اب بگوش ہوش سنا چاہئی کہ یہہ شدت غضب اور
برہمی مزاج اقدس صلعم صرف اوپر دعوی سلطنت اور حکومت نہ تہی جو بصورت ظاہر عیان
تہی بلکہ اوپر دعوی نبوت تہی جو کہ مستلزم شرکت تہا کہ وہ حقیقۃ واسطی کسی نبی برحق قدیم و
جدید کی بہی نہوا نہین کبہی کسی جیسا کہ اس مطلب اصلی سی تمام قساطین مین یہہ تو مدعی
مبطل کافر باطل ہی تہا اور ظہور نبوت آنحضرت صلعم بنظر تکمیل کمال صورۃ شوکت اور دبدبہ
سلاطینی مین تہا چنانچہ واسطی انبیاء پیشین بہی مانند باپ بیٹی حضرت داود اور سلیمان کی
کی ظہور ہوا یہہ امر ایک ظاہری عارضی تہا مگر شان عبدیت زہد اور فقر اختیار حضرت خاتم النبیین
کی لائق اور اونکی زہد و فقر کی فائق ہی پس ملک و سلطنت تابع نبوت تہا اسکی تقسیم کو
تقسیم نبوت کا واہمہ تہا جو باعث شرکت نبوت ہوتا چنانچہ وہ کافر خود صریح مدعی نبوت
ہی تہا اور آپ کو تقسیم قطع نظر اس سے تقسیم ملک جائز ہی نہ تہی کیونکہ تابع نبوت تہا لہذا میراث
بہی اس مین جاری نہوئی چنانچہ اسی وجہہ سی حضرت ابوبکر صدیق رض نے حضرت فاطمہ رض کو وقت
دعوی میراث نسبت ضلع فدک کہ جسکو بغلط العام باغ فدک مشہور کرتی مین جو مصارف جہاد
کراع و سلاح وغیرہ مین جانب بیت المال سی منتظم اور مصروف تہا منجملہ اوسکی نفقات ازواج
مطہرات بہی بطور اقطاع اور مدد معاش تہا صاف جواب دیدیا جو منشاء غلط فہمی گروہ شیعیان
ہی خصوص بعض جاہل سنی ناداں ہی اور اس قسم کی میراث حضرت سلیمان علیہ السلام کی
نسبت والانبیاء گواہ حضرت داود علیہ السلام سمجہنی چاہئی قولہ ثم وورث سلیمان داود
اگرچہ ضمن مین بظاہر سلطنت کی بہی مالک ہوی تو قباحت کیونکہ دراصل وراثت نبوت
تہی اور مقتضاً ضمنا سلطنت بہی کہ اسی شان سی اونکو عطا ہوئی تہی جب لیاقت حضرت سلیمان

انتظام سلطنت میں امداد ربانی پائی گئے بموجب قوله تعالی وداود وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم وکنا لحکمهم شاهدین ففهمناها سلیمان وکلا آتینا حکما
وعلما قصہ تفاسیر میں مذکور ہے اور مشہور لفظ آتینا اولی و انسب رعایت اس سرمایہ
سلطنت کی در باب عطاء نبوت نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ
ففہمناہا سلیمان سے فوقیت رتبہ فقاہت اور رایۂ علم او سلطنت کی ثابت ہو گئی فافہم پس
نسبت اس مسئلہ کی فہم و فقاہت درکار ہے صرف تیز گئی عقلی سکتا ہے چنانچہ سیاق کلام
معجز نظام ہو قال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شیء میں دلالت ہے او فوقیت
علمی کے اور تقریر ہوگئی اسی کے ہی میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہے کہ صریح بلفظ
ورث فرمایا بخلاف فقرہ اوتینا من کل شیء کی کہ بعد میں فرمایا بغیر لفظ وراثت کی کہ اتفاقی امر
ہی ضمنا تبعا و لحوقا چنانچہ وراثت کمال علمی سے کوئی نبی محروم نہیں رہے بخلاف شوکت و
سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شیء سے اور لفظ علمنا منطق الطیر کے دلالت صریح
ہی اور اعجاز کی جو مقرون ہے ساتھ دعوی نبوت کی جو بہم معنی ہے انبئنا النبوۃ کی پس معلوم
ہوا کہ وراثت کمال نبوت سے کوئی نبی محروم نہیں رہا اور سلطنت اور شوکت ظاہری جو
مال عرض اتفاقی غیر لازم ہی سارے انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت
وراثت نسبی لازمی امر نہیں بلکہ رعایت وراثت نسبی یعنی علاقہ افاضہ و استفاضہ علی حسب القابلیت
رو نہیں لہذا کنعان محروم رہا اور حضرت سلیمان کامیاب ہوئی کمال خوش نصیبی جو بہ رتبہ قسمت نعمت و لسے کا منتہا ہوئی لوجہ کمال
وت اور بر ذات پاک حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ختم ہو المذاہب و وراثت علاقہ
افاضہ و استفاضت و افادہ و استفادت اور بر رعایت نسبی کی نہوی بلکہ اور بر رعایت
نبیکے ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور سے حسب لیاقت و استعداد قرار دی گئی جو معتبر تحقیقات
ہی درجہ اول خلافت رشیدہ اور واسطی خلافت کی علم درکار چنانچہ یہ مطلب قصہ حضرت
آدم علیہ السلام سے ثابت ہی قوله تعالی وعلم آدم الاسماء الآیہ سو اول نصیبہ

رتبہ عالی علی ترتیب الخلافۃ اس امت میں تجویز فرمایا گیا کہ لقب خلافت ہوا زان بعد
بہ یوسف نام نہاد ہوا کہ علماء چنانچہ حدیث شریف علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں
اسی مطلب کی تصریح ہی کہ جسکی طرف امم سابقہ میں مثل حضرت داود و سلیمان علیہم السلام کے
مقدمہ میں اسی وجہ سے گذرا کہ اونہوں نے نبوت کو بلفظ علم تعبیر کیا کہ وعلمنا منطق الطیر بنا بریں
رعایت تعظیم اس امت خاتمیہ کی کہ آخر ادمین منصب علمی ہے ہوگا نبوت تو منقطع اور ختم ہی
ہوگئی چنانچہ آنحضرت صلعم نے بھی ایسی ہی رعایت فرمائی کہ فرمایا انما بعثت معلما فسبک
شریف میں مروی ہی پس بجاہ المطلب بھی برابر ہوا کہ ہر جگہ تعبیر نبوت بصیغہ علم بطور تعبیر الشی بوصف
الاکمال فرمائی لو لا کلام بطور العلاقہ مجازی ہے مگر یہی حسب قرینہ مقام بشرطیکہ معارض عقیدہ
اسلام نہو جایز ہو کہ مجاز انبیاء نہ بجائی جیسے داود و نذیر کہ تسلیم جیسے نبی ابنکم فرمایا مثل لفظ تشبیہ
اس حدیث شریف کی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اس شبہہ کو کہ یہاں حدیث مرفوع میں
مشبہ اور مشبہ بہ غائب میں بخلاف اثر مذکور کی قسطاس شانزدہم میں دور کر دیا گیا اور قطع نظر اس
سے بموجب اس توجیہ مذکور کی بھی تو تغایر فیما بین مشبہ و مشبہ بہ ثابت ہو گیا پس اس سے حضرت ابوبکر
صدیق اور نیز خلفاء ثلثہ کی سیرۃ جو ہی اس باب میں ہے تھی اونکی سب کی صلابت فی الدین اور اتباع
سنت سید المرسلین کہ حضرت فاطمہ رض کو میراث طلبی سے جواب دیا اور باطلاع رجوع اونکی الیتان
کر دی گئی پھر اونہوں نے اس باب میں حضرت ابوبکر صدیق سے کچھ کلام اور تکرار اور نزاع مدت العمر
نکیا اگرچہ گروہ شیعہ اس روایت کی معنی میں تحریف کرتی ہیں کہ فاکلمت فاطمۃ حتی ماتت یعنی کلام
نکری حضرت فاطمہ رض نے ساتھ حضرت ابوبکر رض کی مرتے دم تک معاذ اللہ غلط ہی اور تہمت
ہی انکو ملحاظ اسحدیث شریف پرتہا لایحل لمومن ان یہجر اخاہ فوق ثلثۃ لیال جیسا کہ نحن معشر
الانبیاء لانرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ میں غلطی کیا ہی یعنی ما موصولہ کو مفعول لانرث ولا نورث کا
کا قرار دیتی ہیں تو یہ مراد لی ونکی کہ گروہ انبیاء علیہم السلام وراثت موروث نہیں ہوتی لوگ جس چیز کے
کہ جسکو صدقہ کر چھوڑیں یہ کیا کمال ہی تو ادنی مومن کی بھی نسبت یہ ہی حکم ہی تو وجہ لانکو

قسطاس چہار دہم

کلام مقام مدح میں اور خصائص میں ہے پس معنی حدیث کی یہہ ہی درست ہیں کہ جو اہل السنۃ نے سمجھی کہ
مفعول بہ فعل محذوف ہی تقدیر عبارت یہہ ہی کہ لا نرث و لا نورث شیئا من الاموال الدنیا
وبیۃ الذی ترکناہ کالفراش والقدح والعصی والازار والقمیص والاداۃ وغیرہا من الحوائج الضروریۃ
فہو صدقۃ اگرچہ یا موصولہ ہی مگر مبتدا ہی اور صدقۃ خبر ہی البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام ہو یا عیش
ہی کمال رتبہ کو جو تجرد محض ہے اور بدرجہ کمال دلالت رکہتا ہی لی تعلق پر کہ ان اولی امور میں بہی
واسطہ ورثہ کی خیال نفرمایا کمال تو کل کو کہ جمیع ہی کو سپرد خدا کیا وہ خاصہ ظاہر ہو گیا پس مجوز رجوع اہم سنہ کا
کہ بہ خیال ہی کہ یہہ عقیدہ باعث زوال ہی کیونکہ شق عصا جماعت اہل اسلام ہی بخز دعاء اللہم اہدنی فیمن ہدیت
کے چارہ نہیں ومن اللہ الہادی **قسطاس چہار دہم** تتمۃ آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا
الآیۃ اگر یہ کہا جاوی کہ نذیر سی اد ہادی اور واعظ اور مذکر ہی تو یہہ قول غلط ہی اسلئی کہ
بموجب مشیت الٰہی جلشانہ وجود واعظ اور مذکر اور ہادی جو نذیر غیر حقیقی ہی ہر قریہ میں موجود ہے
پس معلوم ہوا کہ سلب مشیتہ نسبت نذیر حقیقی مراد ہی جو عبارت سی نبی ہی اور اگر یہ کہا جاوی
کہ در صورت مراد لفظ نذیر سی نذیر حقیقی اور پہر عدم بعثنا و سلی ہی ہر قریہ میں لازم آتا ہی کہ بعض قریہ
میں نذیر حقیقی ہو بموجب نقیض سلب کلی کے جو ایجاب جزئی ہی اور حالانکہ یہ بات پائی جاتی نہیں
تو او سکا جواب یہ ہی کہ سلب کلی کو ہی مفہوم ایجاب جزئی لو ضرور ہی لیکن وجود مصداق او سکا ضرور نہیں فافہم . جب کہ ہی رد
سلب ایجاب کلی ہو یا ایجاب جزئی بالاتفاق ثابت ہوا کہ بعض قریہ میں مذکر اور واعظ ہوا اور بعض میں نہو پس یہہ
اعتراض مسلم نہیں فاحفظ۔ اور وارد حدیث شریف ہی لا یبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام
بعز عزیز وذل ذلیل پس قریہ کیا بلکہ ہر ایک بیت خانہ قائم از قسم عقار شہرہا و قریہا اور امصار خانہ
ہو وان قسم خیمہ ہای لشکریان و مسافران بادیہ نشینان و اہل گذران بر درختان و زیر اکنان تا شاید
مدر و باں جو سب وغیرہ نذیر غیر حقیقی یعنی واعظ اور مذکر سی خالی نہیں رہا جو کہ مقتضائی خاتمیت مطلقہ خالصہ غیر
مشترکہ ہی اور سایہ طبقات علوی سفلی کو بلا مشارکت و بغیر مساہمت شامل و احسل ہے اور ایسی ہی
طرح علی العموم والشمول بلا تخصص اشخاص و بقاع و بلاد معین و بر واعظین و مذکرین نائب اور وارث

اوسکی موجود ہوئی اور قطع نظر اس سے بعض مفسرین نے تفسیر نذیر ہونی سفید بالوں کی ہی کیونکہ ہونی سفید بالوں نذیر
موت سی ہی اور حدیث شریف ہی کفی بالموت واعظا اس سے زیادہ اور کون واعظ ہوگا پس نذیر
حقیقی ہی کو نبی قرار دیا گیا بلکہ غالباً کوئی گہر بہی خالی نہوگا الا ماشاء اللہ ورنہ قرار دو قوم لیتیہا خالی ہی نذیر
قولہ تعالی وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ پس اس آیہ میں نذیر عام ہی کہ حقیقی ہو یا غیر حقیقی یعنی
نبی اور رسول ہو یا غیر نبی اور غیر رسول بخلاف نذیر آیہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الآیۃ کہ وہ نذیر
ہی قسم دیگر سے ہوگا کہ ظہور نذارت حقیقی یعنی رسالت بعض افراد کثیرہ میں ہی تو نسبت ہر امت کی ظہور متکثر
ہوا اور جبکہ ظہور مذکور منحصر فرد واحد میں یعنی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم میں ہوا تو لاجرم ظہور
منفرد ہوا اسی طبقہ ارض علیا پر اور وہ اسی نسبت ہر طبقہ سافلہ کی بذریعہ نذیر غیر حقیقی جو ہادی میں
بہو بجا علی ہذا القیاس حال مضمون لفظ فی امہا اس آیہ میں وما کان ربک مہلک القری حتی یبعث فی امہا
رسولا الآیۃ جاننا چاہیے بنسبت ظہور مذکور کی یعنی ہرگاہ کہ ظہور نذارت حقیقی بعض افراد کثیرہ میں تہی تو ام القری
بہی بہ بین اعتبار متکثر ہوئی اور جس وقت کہ ظہور اوسکا منفرد ہوا یعنی منحصر ہوا فرد واحد میں تو ام القری بہی
منفرد ہوا پس بصورت تکثر اوسکی کہ ام القری سے مراد ہر قریہ کلان تہا اور بصورت دیگر ام القری
سے مکہ معظمہ متعین المراد ہوا چونکہ اصل ام القری قدیم سے ہی اور ہمدین تقدیر ام القری یعنی مکہ معظمہ اوپر
اسی طبقہ ارض علیا کی ہونا چاہیے جیسا کہ ظہور میں آیا تا کہ یہ طبقہ بمعنی سید الطبقات ہو بمقابلہ لفظ سید
السموات کی جو واقع روایت ترمذی شریف ہی پس امر واضح ہوا کہ اسی طبقہ ارض علیا کی نسبت جو طبقہ
کلانتر ہی اور منفرد اوس فرد واحد نذیر حقیقی ہے کہ جسکی نذارت عرش سی فرش تک ہی اور اور
طبقات سافلہ کی ہادی نذیر غیر حقیقی ہیں فافہم بلکہ بموجب تفسیر امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ صاحب تفسیر
کبیر کی کوئی فرد خاص ذی عقل نذیر سے خالی نہیں کہ جس جگہ بہیجنا رسول کا مانند سکان جبال شاہقہ
اور تلال اغا یرہ کی متعذر اور متعسر ہو تجویز کیا ہی بموجب اس کریمہ کی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
اور کریمہ ایحسب الانسان ان یترک سدی تا کہ بذریعہ نور عقل ادراک مطلب توحید اور معاد کر جو کہ باعث
ہی حصول مراد کو کامیاب ہون نہ ادراک جزئیات شرعیات جو کہ محتاج ہیں طرف بیان عقل

کل کے جو مراد ہی بنی ہی اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ امام فخر الدین رازی رح نی واسطی ہدایت ضرور کے
کہ جس سے مسلک نجات حاصل ہو جو اصل فوز المراد ہی ایسی محل میں لغو عقل کو دخل دی تجویز کیا نہ خواتم ستہ
کو منظور ہی رکھے او جنبہ قسمیہ او شرکت فی النبوت کی اور بسبب اتفاق سلف و خلف ہو کر مسئلہ اجماعی ہو گیا
انکار اجماع او خلاف اوسکا نا روا ہی فتامل۔ اور ایک بات اور کہتا ہوں کہ یہ قیاس و اقتباس
نہایت بیجا ہی اسکا ماخذ اس قبیل کی آیات ہیں افلا تعقلون۔ افلا تذکرون۔ و نیز الا من
اتی اللہ بقلب سلیم او نیز فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ و نیز وما یذکر الا اولوا الالباب
یعنی مطلب اسکا یہ ہی کہ جب کفار نی قول خاتم الانبیاء صلعم کو قبول نکیا جو عقل کل تہی تو واسطی ہدایت
ضروری کی جو موجب نجات ہو جاوالا اونکی عقل کے جو عقل جزوی تہی کر دیا تا مرتبہ او رہایت
عقل کل کو بذریعہ اپنی عقل جزوی کی ادراک کریں او حق اور باطل میں امتیاز کریں معلوم ہوا کہ باوجود
عقل کل عقل جزوی بہی کار آمد ہی کہ محض معاون ہی نہ مستقل پس وقت عدم عقل کل کے تو بطریق
اولی واخری کار آمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول دین میں یعنی امر توحید او معاد میں نہ فرعیات
میں کہ وہ بدون عقل کل جو انبیاء ہیں حاصل نہیں ہو سکتی پس نفس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
سی درست ہوا اس باب خاص میں فتامل کنہ المقام۔ قسطاس پانزدہم۔ تتمہ آیہ و لو شئنا
لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دہوکا نہو اس امر کا کہ تفسیر نذیر ساتہہ لفظ نبی کے دلپذیر نہیں ہوتی
تو اب بغور سنا چاہیی کہ نذارت حقیقی خاصہ لازمہ ہی نبوت کا مانند بشارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
ہوا بدون لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیہ شریفہ میں وما ارسلناک الا کافۃ
للناس بشیرا و نذیرا کیونکہ یہاں متعین المراد ہی بشارت اور نذارت حقیقی بدلالت سیاق
کلام جو بلفظ ارسلناک ہی علی ہذا القیاس اس آیہ شریفہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا کے
میں دلالت سیاق کلام موجود ہی ساتہہ لفظ لبعثنا کی اور ظاہر ہی کہ مراد رسالت و بعثت سی
یہ رسالت و بعثت مصطلح شرعی ہے نہ عرفی نہ لغوی۔ اور اگر کہا جاوی کہ اس رسالت اور
بعثت میں فرق ہی ساتہہ لفظ کاف خطاب کی کہ جائز ہی بعثت غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو تو جواب

جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو قرینہ صارفہ قصد معنی غیر مصطلح سی غیر حقیقی ہی دوسری فساد معنی اور لزوم
کذب وخلاف واقع کی موجود ہی جیسا کہ عنقریب اسی قسطاس میں گذرا اور بار دیگر اسکی آتی ہی رسالت
کافہ بحق خاتم النبیین صلعم ہی اور آیۃ لعبثنا فی کل قریۃ بحق اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام ہی
جو ظاہر غائب کیا ملکہ المباحثا وجود تجلی یعنی ساحت فعلیہ میں جو لطیفہ امکان سی نہیں آئی جو تحت
قدرت الہی جلشانہ ہی ساتھہ امتناع غیر ذاتی کی ملکہ خانہ علم الہی جلشانہ میں بطور اعیان ثابتہ بھی غائب
اور حاضر میں کیا ہو موجود اور غیر موجود میں یعنی اس عالم مخلوق میں کیا کچھہ فرق ہی علاوہ برین ہی اور
خود انوار التنزیل میں تفسیر بیضاوی و تفسیر مدارک التنزیل اور خلاصۃ التفاسیر وغیرہ میں تفسیر لفظ نذیر
ساتھہ لفظ نبی اور رسول کے تحت اس آیۃ لعبثنا موصوفہ کی کی ہی یہ کافی ہی مگر اسقدر تحقیق تفسیر لفظ
نذیر میں جو مبالغہ کیا گیا تو بغرض اثبات بعض مطلب ضروریہ مناسبات بحث ہوا اور نیز نظر استقبال
عبارت دافع الوسواس وغیرہ دیگر رسالجات اندرین باب جو تالیف بعض فضلا دین بارہ عدم قبول
صریح اقاویل اکابر سلف صالح کو مانند امام قسطلانی و زرقانی وسیوطی وغیرہ کی مین الفاظ کہ یہ
امر قابل التسلیم نہیں ضرور نہیں کہ ہر کلام سلف قابل قبول ہو کبھی جو ہونگی ہی کلام راست ہو جاتی
ہی جیسا کہ ساتھہ کمال مبالغہ کی نسبت توجیہات شروح بخاری شریف وغیرہ متعلق اثر مذکور
جو اس ضرباء فرماتے ہی قابل ہوی اور اوسکی جواب گذرا ہی کیونکہ اسکی یہ قساطیس آیا موجود ہین
انشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ قسطاس پانزدہم تتمہ آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیۃ
اب جاننا چاہیی لفظ لعبث بروی لغت بچند معنی مستعمل ہے بمعنی برانگیختن وبمعنی فرستادن وبمعنی
لشکر وبمعنی روز قیامت گویا کہ یہ از قبیل اعلام ہی ہو گیا اور داخل اصطلاح شرع شریف ہو
اور لفظ لعبثت بموزن حلیۃ القاری او رقتالیۃ عماد بالکسر لغوی اصطلاح شرعی تو بوقت استعمال ہمراہ
لفظ رسالت اور نبوت کے اتحاد مصداقی او اختلاف مفہومی رکہتا ہی گو لفظ رسالت اور نبوت
مین فی الجملہ علی الاختلاف نسبت عموم وخصوص مطلق ہی وہ امر آخر ہی اور بعد تتبع موارد استعمالات
قرآن نسبت اس لفظ کی واضح ہوا کہ اگرچہ لفظ نسبت رسل اور انبیاء صراحۃ جیسا کہ آیہ

قسطاس پانزدہم

ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم - او آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - او آیۃ ان ابعث
العد لشتیر رسولا - او آیۃ وبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین - یا کوئی آیۃ مثل ولقد بعثنا منہم اثنی
عشر نقیبا - مانند اسکے ہین بغیر قرینۂ صادر ہوا تو معنی اصطلاح شرعی ہوگا اسیواسطے تفسیر بیضاوی
و تفسیر مدارک التنزیل و خلاصۃ التفاسیر مین تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیۃ کی لفظ نبی مذکور ہی
اور جس جگہ ایسا نہوگا وہان معنی لغوی ہوگا یا از قبیل اعلام مثلا وارد احادیث نبوی صلعم ثم بعث
البعث ای سریۃ یعنی لشکر جانا کہ بعد نماز عید معلی سی آنحضرت صلعم کا معمول شریف تھا اگر لشکر بھیجنا
کہین منظور ہوتا تو حکم دیتی اور جیسا کہ یاجوج ماجوج کی حق مین لفظ بعث النار وارد احادیث شریفہ ہی
یعنی لشکر دوزخ اور مانند آیۃ وابعث فی المدائن حاشرین مراد حاشرین سی ملازم وغیرہ متعلقہ فرعون
ہین جمع کرکی لانی والی تھی ساحرون کو ہر گاہ کہ اسقدر بطور مقدمہ تمہید ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیۃ کریمہ
ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا مین بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد ہین لاغیر اگرچہ
اسقدر تحقیق ضرور ہی جو زیر دامان اس اشتہار کرامت کی فہم قاصر الدرک مین سردست گذری
ظاہر کی گئی مگر ہنوز سطرا و رجبا یا اس کلام معجز نظام کی بحکم لا تشبع منہ العلماء ولا تنقضی عجائبہ
وغرائبہ بموجب قول حضرت مرتضی علی رضی اللہ نہایت تا قیام قیامت باقی ہین نہیں جانا جاتا کہ
کہ خلاصہ مطلب اس آیۃ پر ہدایت کا یہہ ہی اگر ہم چاہتی البتہ بھیجتی ہر بستی مین نبی تو بھیج سکتی
مگر ہمنی بالتخاطر تیری ای محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فضل و کرم اپنی سی بدون کسی استحقاق
کی جس سی ہمکو مجبوری ہوئی جو ہماری خدائی اور بی نیازی سی دور ہی کوئی نبی بھیجا نہ جاتا کہ واسطی
اوسکی بعثت جدیدہ مستقلۃ یا غیر مستقلۃ ہو خواہ شریعت قدیمہ جدیدۃ مشترکہ غیر مشترکہ ہو خواہ نظیر ہم عصر
باعتبار زمان حیات شریف روز بعثت سی خواہ تیری بعد ہین ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ
روز بعثت سی تا قیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک ہی زمان ہی خواہ تیری سیر بعثت
کی بعثت مین وہ نیا نبی ہو کسی طبقہ مین طبقات ارضی سے ہو غرضکہ از عرش تا فرش کا ہی
صو محمد حقیقیۃ و فرضا قطعا و قاطبۃ بھیجا نہ جاتا بخلاف عیسی کی کہ وہ انبیاء جدیدہ بھیجتی تہا

بلکہ اس حیثیت مذکورہ موجودہ سے مستثنیٰ تھا سوائے اس کے آپ کی نبوت سابقہ کی اور کچھ بات ہاتھ میں لیکر اطاعت
تیری کی نہ آویگا اور تابع تیری شریعت کی ہو کر رہیں بلحاظ حیثیت نبوت سابقہ قدیمہ یعنی
منسوخ الشریعت باقی النبوۃ ہو کر یعنی تیرے دل کی خیال سے رہیگا علی ہذا القیاس حال الیاس کا ہے
مجھکو لازم ہے کہ نہ اطاعت کرے تو کافر ہوگا اور سنگدل ست ہو کیونکہ مرتبہ شرح صدر
اور فراخی حوصلہ ساتھ کمال الوالعزمی کی مجھکو عنایت ہوا اور جہاد کرا انکی ساتھ ساتھ اس
قرآن کی بالسبب اس مرتبہ عالی نبی کی جہاد کبیرا فسطا الحمد للہ علی ذلک فسطاس مستقیم
جانا جاتا ہے کہ عمدہ منشا اشتباہ اس قول کا یعنی اثبات خاتمیت اضافیہ کا بنسبت خواتم سبعہ کی
حسب مزعوم مثبتین لفظ نبی ہے واقع ازیں کو فقرہ فیہم نبی کنبیکم میں کہ جسکو کہتے ہیں صریح لفظ کو سطح
پر مادی اور مصروف عن الظاہر کردیں قطع نظر اوس جواب سے کہ لفظ خاتم کا تو اس میں
کچھ اثر بھی نہیں جو قساطیس میں پیش و پس اسکی تحقیق بخوبی ہو رہی بڑا تعجب ہے کہ تسلیم اس سے
یعنی تاویل اور توجیہ اور صرف عن الظاہر سے خود مجبور ہیں اور کار نہ کہ بدون اسکی گذارہ نہیں الخ
مثلاً وارد صحاح ستہ وغیرہ حدیث الوضوء مما مست النار اور لفظ مما اکلت النار و مما غیرت النار
ولفظ غیرت النار اور عبارت دافع الوسواس مجدد رحمۃ اللہ علیہ میں منقول قائل تاویل
وضوء صغیر جو عبارت سے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے حالانکہ صریح لفظ وضو سے معنی متبادر
معنی معہود معروف ہی جو مبیح و مجوز صلوٰۃ ہے جو شرع الطہ دسکی ہی ہے جسکو وضوء کبیر کہتے ہیں
علی ہذا القیاس قائل غسل یا کسال و محفوظ ہیں اور حالانکہ صریح لفظ لازم ہیں لکھا ہے اور حدیث
صحیح ہے جیسا کہ قطعی ارد ہے لیکن توجیہ الکار میں بنا ہے سکتی ہیں کہ حدیث درباب احتلام ہے
باوجودیکہ خلاف قاعدہ اصول ہے کہ المعرفۃ اذا اعیدت معرفۃ فہو عین الاولیٰ حالانکہ یا اول سے
آب غسل مراد ہے اور ثانی سے منی اور منی بھی احتلام کی کہ غیر الاولیٰ ہے اور نیز اطلاق لفظ ماء
اور منی کی اس آیت شریفہ میں بار ہمیں تو عبارت سے منی مراد ہے قبیل الصرف عن الظاہر ہے
اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں اکثریہ ہے کیونکہ لفظ اذا ایتع جواب سکتا ہے کہ اذا

ہی مجاز جسکی شان کا یہی خصوص السبب مع فع بیان قواعد میں موجب للاکثر حکم الکل و تنزیل الغائب
العام کالمتحقق فی ادارۃ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیہ اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ یہہ دو
ہر دو حدیث مذکورہ منسوخ نہیں بلکہ حدیث المار من النار منسوخ ہی یا ناسخ حدیث الوضوء مما مست
النار کی ساتھ حدیث تناول لحم کتف کی اور مانند النسخ وضوء مس ذکر کی ساتھ حدیث ہل ہو
الا بضعۃ کیسی ہی جیسا کہ یہ قول ہی محدثین کا ہی با قاعدہ ترجیح عند التعارض جو متعارف ہی
باعتبار قوت سند اور متانت اوسکی کے اور ثقاہت اور ضبط اور عدالت رواۃ کی تو رفع
عذر یہی کہ اول ان ہی ہر دو حدیث مذکورہ کی توجیہ مذکور میں اختلاف ہی اور قطع نظر اس کے باب
تاویل اور صرف عن الظاہر عند الضرورہ مفتوح ہی سلفا و خلفا بالاتفاق لیس اب بعد تمہید ہذا الکلام
اور اشد قرآن اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عربیہ فصیح عرب وغیرہ امثلہ نحو عربیہ بیان کیی جاتی
ہیں جن کا بیان کرنا چاہی اصل حقیقت یہ ہی کہ یہہ فقرہ فینی کمنکیم از قبیل قاعدہ مشاکلۃ
و ازدواج ہے سے جو عبارۃ ہی ذکر الشئی بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبۃ تحقیقا او تقدیرا اسی مانند قول شاعر
کی اطبخوا الی جبۃ و قمیصا واقع اس شعر سند رحمہ مختصر معانی وغیرہ کی قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ
قلت اطبخوا لی جبۃ و قمیصا یعنی کہا قوم منقاوین نے فرمایش کر اور طلب کر تو کسی طعام کو سنوارین
ہم اچھی طرح طیار کرین اور جید کرین ہم واسطی تیری پختگی اوسکی کہا مینی لکاؤ تم واسطی میری
جبہ اور قمیص یعنی سیو تم واسطی میرے جبہ اور قمیص پس تعبیر خیاطت ساتھ لفظ طبخ کی بسبب
وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف الصریح عن ظاہرہ ظاہر ہوگیا اور مانند
قولہ تعالی و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا میں کافی تہا لفظ مثلہا کا جیسا کہ دوسری جگہہ کلام اللہ
مین و جزاء سیئۃ بمثلہا ہی جاوم ہوا کہ تکرار سیئۃ بسبیل مشاکلۃ ہی علی ہذا القیاس مکروا و مکر
اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جزادی اللہ تعالی ان پا مراد مکر ہی نسبت حضرت حق تعالی کی
یہی کہ ایصال الشر بحیث لا یدری صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نی تفسیر کی ہی جاہل
از قبیل صرف الشئی الصریح عن ظاہرہ ہی اور مثل اوسکی انہم یکیدون کیدا و اکید کیدا اتی

اتا ہی کسیدہم اور السیاسی قولہ تعالیٰ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلہا حق عبارت
فعلیہا تہا جو مفید ہوتا ضرر کو مگر یہاں باوجود ذکر لام کی جو مفید ہی نفع کو صریح مذکور ہوا لام
اور مراد ہوئی اوس سے ضرر کی معنی علی کی حسب قاعدہ مشاکلۃ لیس علی ہذا القیاس وقوع لفظ
نبی اس فقرہ اثر مذکور میں جو مشتبہ ہی واقع ہوا ہی بسبیل مشاکلۃ لفظ نبی مشتبہ کی اور مراد اوس
سی ہادی غیر نبی ہی اور کبھی لفظ زائد ہوتا ہی بطور اقحام کی مانند سیئۃ مثلہا آیتہ مذکورہ میں
اور اقحام اسمی ہوتا ہی مانند سیئۃ مذکور کی اور مانند لفظ ذات کی فاصلحوا ذات بینکم کلام اللہ
تعالیٰ میں اور حدیث شریف میں بینما نحن عند رسول اللہ صلعم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید
بیاض الثیاب اور اقحام حرفی بھی ہوتا ہی مانند قولہ تعالیٰ سورہ ص میں فنادوا ولات حین مناص حرف
تا ر مثناۃ فوقانی زائد ہی اور منشا اسکا بموجب لغۃ عرب حجاز ہی کہ جسکی مطابق
قرآن مجید نازل ہوا ہی خواہ صدور اوسکا لغت عرب میں عمداً یا بطور سبقت لسانی
ہو یہ امر آخر ہی کلام اللہ میں اسکو بوجہ زیادہ فصاحت کی قبول فرمایا گیا اور کلام اللہ
واہمہ سبقت لسانی سے پاک ہی فافہم ۔ جاننا چاہئے کہ اقحام بوجہ فصاحت و بلاغت
مزید کی نسبت غیر اقحام کی کلام اللہ میں شایع و رایج ہی باوجود صریح الی التفات کی لفظ
صریح مذکور ہی کیا بلکہ لفظ مذکور بمعنی نظم قرآنی میں تجویز فرمایا گیا حتی کہ بطور اضافہ اور
بیشی کی ساتھہ تجویز اجمال لفظ مذکور کی رعایت فصاحت بلاغت تجویز فرمائی گئی جیسا
لفظ تا ر مثناۃ فوقانی گذرا پس اگر اقوال و آثار صحابہ کرام میں اس قسم کی قاعدہ مستعمل ہوں تو
کیا مضائقہ ہی اور کیا کلام ہی کچھہ استبعاد نہیں پس تقدیر اثر عبارت مذکورہ میں تقدیر
فیہ نبیکم ہی لا غیر جیسا کہ ہوا اس سند کی اور سند مستحکم عنقریب آتی ہی تحقیق مثلک لا
یحتمل میں بلکہ خود معترض حرف آتا ہی ناواقفیت کا محاورات عراقی سی اور عربانی کا فرق از
سی یا کچھہ اور منشا مخفی ہوگا واللہ اعلم کیا منشا الیہ اشتباہ اور غلطی کا عبارت واقع ہوا اس
وساریہم میں ہم سب کو باوجود فضل و کمال کی پیش آیا پس ظاہر ہوا کہ مراد لفظ نبی مشتبہ واقع

اثر مذکور ہی اوسی تغییر سے بچتی جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ نے توجیہ وجیہ کی ہی اور اوسکی قبول ہے
عبارت واقع السوال وغیرہ عبارات میں بعد وتعیدو علا صنده کو وہ سو اس ہے پیدا ہوا اور در صورت
مشاکلت اگرچہ الفاظ نبی متشبہ بیمشکل جزاء سیئة سیئة مثلها لفظ زاید بطور قبحا ہے ہی مگر آخر
تو ہو وانفہ التشبیہ مقتضی ہی وجود طرفین و رعایت التشبیہ یعنی علاقہ تشبیہ کو اس فقرہ اثر مذکور فیرنی
کشنکیم میں لیس ان الدا ہ یا ہمہ کا اسطرح ہی کہ مثلکات نحل میں مقرر ہی یعنی کچھ نظر طرف مشبہ اور علاقہ
تشبیہ اور حرف تشبیہ کی اصلا نہیں سوائی مشبہ بہ کی اپنی متکلم مشبہ بہ ہی کا ملک کہتا ہے کہ تو
بخیل نہیں جیسا کہ حاتم بڑا ہی سخی تھا جیسا شخص یہ کام کرے اور مشبہ کا خیال بھی نہیں ہوتا
ہے بلکہ مراد یہ ہوتی ہی کہ تو یہ کام مت کر علی ہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہ ہے کہ کوئی
طبقات ستہ میں نہیں ہے خاتم النبیین صلعم کی سوای جو کہ مختص ہیں ساتھ خاتمیت مطلقہ
کی بلا التفصیل لا غیر علی ہذا القیاس یہ بھی توجیہ متمشی ہی بنسبت آدمیت او نوحیتہ اور ابراہیمیتہ
او عیسائیتہ کی او کچھ ضرور نہیں ہے مصداق اونکا اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث النبوۃ بلا شرکت
سواے بتشابہ وصف مجازیہ حقیقیہ یعنی مذکورہ یعنی نبوت اصلی کہ نبوت ہر نبی کا اپنی اپنی
خصائص اور لوازم کی ساتھ ہوتا ہی نفس تشبیہ کو اسمیں کچھ دخل نہیں جانا کہ نبوت حضرت لوط
اور حضرت ابراہیم علیہما السلام ثابت ہوئی او کسی کی نبوت عہد خاتمیت میں ثابت نہوی
بخلاف اوس صورت کی کہ یہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث العلمیۃ ہوں اور وصف خاتمیت
سے تو کچھ لگاؤ ہی نہیں کہ اس لفظ کا تو اثر مذکور میں اثر بھی نہیں اور شرکت علمی او اسمی سے خاتمیت کو
کچھ ضرر ہی نہیں فافہم بالفہم التام اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشاکلت سے نہیں
بلکہ از باب تشبیہ ہے بوجہ الفاظ تشبیہ کے تو جواب او سکا یہ ہی کہ منشاء اس اعتراض کا ملفوظ ہونا
لفظ تشبیہ کا ہی فقرات مذکورہ میں مانند لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سو یہ امر قریب واضح ہو چکا کہ
بطور قبحا ہے واسطے تحسین کلام لفظ زاید ہی مانند کاف قولہ تعالی لیس کمثلہ شیء وہو السمیع العلیم کے
اور استعمال تشبیہ میں لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہیں مانند زید اسد و فلان حاتم

مین معلوم ہوا کہ کبھی الفاظ زائد بہی ہوتی ہین اور کبھی متعدد بہی آتی ہین و دھونا لفظ نحو ہو
وا بعض یہی لی اول فرخ ابراہیم یہی توضیح الفاظ مستعملہ باب تشبیہ سے نہین اگرچہ شد
مطلب تشبیہ ہو سکتا ہی لیکن جانتے کہ باب مشاکلت سی ہوا و علاوہ یہ ہین یہ کہ مشاکلت
و تشبیہ قریب بہم فی المعنی ہین او قطع نظر اس سے بسبب تجانس کی جیسا کشاف لی اس قسم
معنوی کی نام مطابقت و مقابلت نامزد کیا ہی بسبب مطابقت جواب کی ساتھہ سوال کی
مانند قولہ تعم ان الہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا بر سبیل مقابلت و انطباق جواب
سوال کی اور حالانکہ یہاں تکرہ لفظی مین لفظ لا یستحیی مکرر نہین اور علی ہذا القیاس و الملی لہم ان
کیدی متین ہے اور مانند کذالک کدنا لیوسف اگرچہ آیۃ سابقہ مین کو واسطہ بہم معنی ہو لیکن
کہ یہی کہ املاء و کید نا بہم مناسب ہین جو مشابہہ تکرار ہی تکرار صریح تو نہین مگر کذالک کدنا
لیوسف اور لا یستحیی مین تو یہ امر بہی نہین پایا جاتا یعنی التعلیم کیا ہمنی یوسف کو و اوضح و آشکار
رکھہ لینی ایسی بہائی ہین پا مین کہے لیکن تعلیم صاحب شرع خود شریعت ہی اور تعبیر تعلیم
کید آیۃ کذ اس کدنا لیوسف مین او تفسیر استدراج اور املاء بلفظ کید جو کہ محقق ہی ان
دونون یعنی استدراج اور املاء کی مضمون کا آیۃ سنستدرجہم من حیث لا یعلمون و املی لہم ان
متین مین بسبب واقع ہونے لمیم مذکور کی اور استدراج اور املاء کی صورت کید میں ہو استدراج اور املاء
آیۃ مذکورہ مین از قبیل عطف تفسیری ہی اور مفید تاکیدی مناسب ہی لفظ متین کو لیکن
ہی التعبیر لفظ نذیر و ہادی واقع ہوئی ساتھہ لفظ نبی کی اس اثر مذکور مین بسبب کمال منہ
کی یہ مبالغہ بوجہہ ہوتی نذیر و ہادی کے صورت نبی مین جیسا کہ اشارہ ہی طرف اسکا
کی حدیث نبوی مین صلعم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل در باب ہدایۃ کی یاد رہا
اور حدیث دوسری مین من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی پہلی حدیث مین تشابہ
صوری علماء امت کی ہی ساتھہ انبیاء بنی اسرائیل کے درباب تکثیر و تعدد، املاء اور انذار کی
دوسری مین ساتھہ نفس نفیس اپنے کی صلعم توجہہ مزیت ایک اور شمارہ وصف کی سبب تقوی یا

همراه علم کی گویا کہ وہ کہتا ہی اگر نبی سی مراد مطلق نبی ہی احادیث دوسری مین بھی نہ آل واحدی
اور تعبیر مذکور مین جو کسی روایت مین سنا ہے بلفظ محمد کہم اور آدم کا ذکر جو واقع ہی تو تشارک اسمی
بعد تشارک وصفی صوری کے علاوہ ہرین ہی لیس اثر مذکور بالضرور واجب التاویل مصروف
الظاہر ہی تا کہ مخالف نہو نصوص قطعیہ کی مانند آیۃ خاتمیہ اور آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الآیۃ
کی جیسا کہ قسطاس اولی مین مذکور ہی فافہم ولا تتوہم پس اگر کہا جاوی کہ معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
مذکور کو دخل نہیں درباره اثبات معانی اور مطالب کی تو پھر اثبات مطلب خاتمیہ خواتم ستہ اثر مذکور
تو کیا مانع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اسمین شرط یہ ہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کی جو نصوص قطعیہ سے
ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع نظر خاتمیہ سی اثبات مطلب کو نوبت دور ہی جو کہ اوسکا موقوف
علیہ ہی یعنی نفس ثبوت وہ ہی بوجہ استحالہ لزوم شرکت وقسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
بنسبت مخالفت نصوص قطعیہ کی جیسا کہ گذرا اور سرا پا تمامہ قسطاس کا یہی مطلب ہی اور
یہ امر علی حسب المقام والقراین معلوم ہو سکتا ہی فقط واللہ علیم اور علی ہذا القیاس قولہ تعالی فتبارک
اللہ احسن الخالقین مجازی احسن المصورین سی چنانچہ درباره وعید تعذیب مصورین وارد حدیث
صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی احیوا ما خلقتم ای ما صورتم روز حشر مصورین کو تکلیف دیجاویگی کہ
انکو زندہ کرو اور حسن تصویر سازی بدون جان اندازی غیر مصوری سی سوای صرف ادعا کی اور کیا
ہی اور نکتہ اس مجاز یعنی صرف الظاہر کا یہ ہی کہ نسبت مصورین گویا درپردہ دعوی خلق انکی
کا وہمہ تہا اور شرایع سابقہ کو اجازہ تہی مگر اس شریعت غرا مطہرہ کی موہمہ کی جہت
سی قطع ہی و تقلیل فرمائی گئی کہ اجازت نہوئی علی ہذا القیاس اولم ییأس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ
لہدی الناس جمیعا مین مجاز یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التنزیل مین اسکی تفسیر
اولم یعلم الذین آمنوا ہی بعلاقہ اس امر کی مناسبت کی کہ یاس او نا امیدی وقت ہوتی ہی
جس وقت علم ہوتا ہی نا مرادی کا علی ہذا القیاس لفظ نبی کا اور اسما اشیاء کی اثر مذکور مین
علی اختلاف الروایات مجاز صریح بطور صرف الظاہر کی بسبب کمال مناسبت کی فقط ہین

انبیا اور رسالت کی براہ مبالغہ واقع ہوا اور لفظ تشبیہ کا اس میں بسبیل صریح سی مجاز مذکور اور
مبالغہ مذکور ہو دونو واسطی صرف اثبات نبوۃ کی صرف لفظ ہی بدون لفظ تشبیہ کافی تہا
اور اثبات خاصیت منظور ہوتا تو صرف لفظ فیہ خاصۃ کہنا تکلم ہوتا تاکہ نبوت بہی اسی ضمن میں
خود بخود بلا تکلف ثابت ہوجاتی کہ ظاہر ہی بدلیل دخول عام فی ضمن خاص اور **قولہ تعالیٰ**
واسئل القریۃ التی کنا فیہا والعیر التی اقبلنا فیہا اور وکم قصمنا من قریۃ ان دونوں مقامات
میں لفظ اہل مقدر ہے علی ہذا القیاس وکاین من قریۃ عتت عن امر ربہا فحاسبناہا حسابا
شدیدا الآیۃ میں اسناد مجازی ہی مانند اسناد مجازی ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون کی
اسواسطی کہ حضرت موسی علیہ السلام رسول مخاطبین فرعون نہ تہی بلکہ در حقیقت رسول اللہ تعالی
کی تہی اور تجری من تحتہا الانہار اور امثال اسکی الحاصل یہ سب قواعد موارد استعمالات قرآنی
میں جو مبنی ہیں بصرف الشیٔ عن الظاہر پر اور موارد استعمالات اخبار نبوی میں اور آثار صحابہ کرام
میں اور تمامہ فصحاء قحح عرب کی نظم و نثر کلام میں علی حسب قراین المقام مستعمل ہیں پس ہی امر مذکور
میں استعمال اسکی کیا مستبعد ہی اور نیز قاعدہ تغلیب یا قاعدہ تکمیل اور احتراس بہی اس امر
مذکور میں جاری ہو سکتا ہی مانند قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان
المنافقین لکاذبون کہ قول منافقین کا یہ کہ ہم شاہد ہیں تحقیق تو البتہ رسول اللہ کا ہی اسمیں اشتباہ
ہوتا تہا کہ منافقین مومنین ہو گئی حالانکہ یہ نقصان تہا اور اللہ تعالی تو جانتا ہی کہ تحقیق تو رسول
ہی اللہ کا اللہ تعالی یاں اس نقصان کی جو واہمہ ہوتا تہا کہ منافقین در حقیقت مومنین ہو گئی بطور
تکمیل فرمائی واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون جس سی یہ واہمہ رفع ہو گیا کہ منافقین ایمان نہیں
لائی ظاہر داری میں کہتی ہیں انک لرسول اللہ علی ہذا القیاس وقالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا
مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لا یشعرون اس میں نقصان تہا جو کہ واہمہ تہا ظلم یا بے پروائی حاجت
نمل کا طرف سی حضرت سلیمان کی اور انکی لشکر کی جو بنظر خیرخواہی سردار گروہ نمل نی کہ نام اسکا
منذر تہا خیرخواہی اسکی ذمہ پر واجب تہی اپنی قوم کو خبردار کر دیا تو اس واہمہ ظلم کو ساتہ لفظ

وھم لا یشعرون کہے دفع کردیا کہ دشمن ظالم ہونگی اونکو تمہاری ای ہو رجو خبر نہیں کہ تا کہ ظاہر ہوا بیزاری
اور وہ غافل ہین تم اپنی اپنی بلو نمین گہس جاو حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک جنس مخلوق
کی فہم کرتی تہی کہ یہہ اونکا معجزہ تہا متنبہ ہوی اور واسطی اپنی ایک نتیجہ نیک اس کلام سے جو مذکور
ہی نکال لیا کہ خیرخواہی رعایا کی واسطے سردار کی لازم ہی مع متاعی نیک از ہر دو کلام کہ باشد
بموجب اس قاعدہ تکمیل و احتراس کے جو راست اور تکمیل کرتا ہی کلام کی نقصان آئی
تقدیر عبارت فیہ بنی کینیکم اور فی کل ارض بنی کنبیکم او فیہ محمد کمحمد کم سے ہی فیہ نادونا ذیر کینبیکم
وغیرہ الفاظ وارد اس اثر مذکور کی سو اسطی کہ ہر گاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی
سی صادر ہوی نظر بکمال مبالغہ و وصف آن نذیرون اور داون طبقات سافلہ کی کہ جو لفظ
صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی او رکلام ہی تمام ہو گئی تو خیال وا سمہ نبوت کا نسبت
اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت و قسمت ہی تو آپ نی فوراً اوسکی تکمیل اور احتراس اور
حفاظت کی اور تلافی کلام مذکور بدینطور کی کہ یہ لفظ فرمایا کنبیکم یعنی یہ نبی مذکور جو صادر
ہوا تمہارا کبھی او ر اصل مطلب کی توضیح کی کہ وہ نبی نہین ہین مگر انذار نبی تمہارے کی ہین
وصف ہدایت میں اور قدم بقدم ہین اونکی علی القیاس او انبیا مذکور کی پس مطلب مانند اس
کے ہو گیا کہ علما امتی کانبیا بنی اسرائیل اور نظیر اس حدیث کی ہی خلف عالم تقی و کا ...
خلقنا نبی جو شان ہی مبالغہ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت مین فافہم
اور جاننا قاعدہ تغلیب کو یہ ہی اعطاء الشی حکم غیرہ یا ترجیح احد المغلوبین علی الآخر اجراء المختلفین
مجری المتفقین مانند قولہ تعالی و کانت من القانتین جو عبارت من القانتات تہا معدود ہو
عورت جماعت مردون مین سی تغلیباً یعنی واسطی غلبہ دینی کی مرد ونکو اوپر عورتونکی شرافتاً
او ر نیز بوجہ قوت و قدرۃ مردونکی اوپر عورتونکی بروی عبادت و عقل و علم وغیرہ بحکم الرجال
قوامون علی النساء اور بحکم حدیث شریف کانت رغبت الرای جو بین حضرت عائشہ صدیقہ رضی
یعنی اہلین مردانہ رای تغلیبا اور یا تعدیل انتم قوم تجہلون جو عبارت تجہلون بصیغہ غائب تہا

المر تغلیبًا لعیسیٰ مخاطب فرمایا اور اسکی رعایت سے بدر کی کہ لفظ انتم ہی اور قولہ تعالیٰ ولله یسجد ما
فی السموات وما فی الارض لفظ ما موصولہ کو ترجیح دی اور لفظ من کی تغلیبًا غیر عقلا کو اوپر
عقلا کی بسبب کثرت عدد اونکی کی فسجد الملائکۃ کلهم اجمعون الا ابلیس میں بعد استثنا ہوجود
ہوا ابلیس گروہ ملائکہ سی بسبب ہونی اوسکی کی مخمور و متواری اونمین اور بسبب تغلیب ساتھ زمرہ
اونکی کی درحالانکہ تہا گروہ جنات سی بموجب کریمہ کان من الجن ففسق عن امر ربہ مگر بلحاظ
الصورۃ استثنا متصل ہی ورنہ بالصورۃ استثنا منقطع از قبیل تغلیب نہیں ہی اور یالیت بینی وبینک
بعد المشرقین فبئس القرین تغلیبًا مشرق کو اور مغرب کی خلافہ با جہت نورانیت اوسکی کی اور
اشہریت اوسکی کی جیسا کہ رب المشرقین ورب المغربین اگرچہ باول ہوسکتا ہی ساتھ مشرقین
جنبی اور شتوی کی ان سب مثالوں مین صریح لفظ ملفوظ ہوا اور مستعمل ہوا معنی غیر موضوع
لہ مین مجازًا باتفاق والا یہ ہی مراد بظاہر نبی پس غور درکار ہی اس شرذکور مین کی بروجہ
تغلیب وصف ہدایۃ نبوت اور ہدایۃ صرفہ یعنی غیر نبوت کی بوجہ شرافت مبالغۃ مجازًا مذکور
ہوا مینی نبی کہہ کر اور کسی آیت مین جو لفظ محمد محمد کم ہی تو بوجہ اشرفیۃ آنحضرت صلعم اور حضرات
انبیاء علیہم السلام سی کہ آپ کا نام مبارک بہی منضم توصیف کر دیا پس اطلاق مذکورین ثانوی
غیر نبی ہی خیانہ والا نہ یہی معنی النصوص قطعیہ ہی جیسا کہ جابجا فساطیس مین مذکور ہی الفقیر
صرف الاقلام کافی ہی شبر الضعاف نکتہ نادرہ معہذا ارشاد حضرت استاذ مولانا محمد اسحاق
محدث دہلوی قدس سرہ الیسا کار آمد مانند نبات سیلاب یا ہی اعتراضات سی فرمائی تہی
کلام حضرت سیدنا امام اگرچہ حسن خداداد رکہتی ہی علی ہذا القیاس حسب آیۃ کلام صحابہ کرام بہی
مگر چونکہ روز مرہ کلامی مین تشبیب فراز براہ تکلفی کا ہی ایہام پیدا ہوجاتا ہی مگر یہ بہی بنظر غایر
دایرہ فصاحت سی بیگانہ نہیں ور نحلکم وما انا من المتکلفین رعایت سجع اور قوافی ہی محمدا
اس وجہ سی ناپسند تہی کیونکہ اس قسم کا اہتمام وتیرہ اہل معقول و ارباب شعر ہی مثلًا از
قبیل خلاف قیاس جو قاعدہ اہل صرف مسلم ہی اور داخل فصاحت ہی کلام حضرت سید امام

مین واقع ہی اور کلام بلکہ علاوہ مین یا مانند لفظ بئر کہ جمع اوسکی آبار خلاف قیاس ہی **قولہ تعالی**
وبئر معطلۃ وقصر مشید اور آبار سبعہ مشہور کتب احادیث مین مانند بئر بضاعہ وبئر لقبہ وبئر
جمل اور بئر حا اور بئر اریس اور بئر رومہ قولہ صلعم من یشتری بئر رومۃ فلہ الجنۃ اور لفظ بئر حا اگر
لفظ مرکب علم ہی تو بفتح با موحدہ ہے اور اگر بکسر با موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
لفظ بئر طرف حا کی کہ نام ہی شخص کا پس اسقدر رکاوٹ اور اصرار بجا اصدار اسقدر دلائل
جلائل کو اول و شواہد پہیکا ہی آیندہ اختیار ہی زائلکا رد پہیکار و تکرار خاطر آزار بر قرار
ہی پہر آدمی لاچار ہی فقط قسطاس شان نزد وفہم اور جاننا چاہئی کہ اکثر روایات مرویہ حضرت
عبد اللہ ابن عباس رض اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض با وجود مرفوع حقیقی کے نہ مانند اسکی کہ جسکو
بہزار خرابی و دشواری بکمال زور آوری عبارت دافع الوسواس وغیرہ مرفوع حکمی کرلی ہی
متروک العمل ہین اور حالانکہ مروی صحاح ستہ وغیرہ ہین اور از قسم نفس اعمال ہین نہ از قسم فضائل
اعمال ہین اور نہ از قسم عقاید نقاصیل حشر مثلہ کہ حسین اولی درجہ کی روایۃ از قبیل احاد وغیرہ
یعنی شاذہ ہی معتبر ہین بخلاف نفس اعمال خصوص فرایض نماز کہ او سمین قوی ہی روایۃ درکار ہی
اور کتاب معتبر بخلاف اثر مذکور کی جو کہ منشا ہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جسکی
ثبوت کی نصوص قطعیہ متکفل ہین اور بالاتر رتبہ مین ہین نفس اعمال فرضیہ سی بہی از قبیل آیات
محکمات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشہر یا اخبار مشہورات بہی بس سی قاصر ہی اور دست بدار
مثلاً حدیث عبد اللہ بن عمر رض مروی سنن ابی داود وغیرہ صحاح ستہ مین سی درباب جمع بین الصلوتین
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا جسکی قائل تہ یکسان مالک اوی خوف مطر ہی حالت حضر مین مدینہ
منورہ مین اور نیز اور الوایہ مثل ابی داود مین حدیث عبد اللہ بن عباس رض بہی السی ہی آئی ہے اور سبر
انما اسلفنا خلاف فقہا دشمنی ہین ہی متروک العمل اور نہ زبان القیاس جلد سید جی علی خیر العمل دربار اوان تنا کلمہ الصلوۃ
خیر من النوم آپ بعد حدیث حجہ اور ہمارا نقل اہل السنۃ سبکے متروک العمل ہی اور اسپر اجماع ہوگیا حالانکہ یہ اسمین نہ دو خبر عقیدہ
اسلام ہی نہ ہی بخلاف اوس معنی اثر کو کی جو بمفہوم متعین خواہ کم ستہ ہی کہ خلاف النصوص

قطعیہ ہی اور خصوص شرکت فی النبوۃ جیسا کہ قسطاس میں تل و سبیل ہے اور پہر عبارت دافع الوسواس
اثر مذکور کو از قبیل قصص و اخبار تجویز کر کی مقبول کرنا چاہتی ہی سو یہ التباس رفع ہو گیا پس
لہذا اثر مذکور کو قول عبد اللہ ابن عباس رض سمجہہ کر سلف صالح سے لئے جو توجیہ کی جسکو ہمنی الزام
و انکار پر الکار تک بہیر ہیات مختلفہ متنوعہ میں واسطی التسہیل اور تفہیم کے محض بنظر حفاظت عقیدہ
اسلامیہ قسطاس میں درج کر دیا کہ کوئی قسطاس بہی خالی نہو گا کیونکہ موضوع رسالہ مذکور یہی ہے
واللہ علم قسطاس صفحہ ۱۰ ہم مشتمل بر تحقیق حدیث لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیا اور نیز
لا نبی بعدی اور نیز آیہ خاتمیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم الایۃ متضمنہ با رہوین دافع الوسواس
میں مذکور جو ایسا قال البعض ہی عبارت مرقوم ہی کہ چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات میں
بذیر حدیث لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیا لکہتی ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ کعیسی و خضر و
الیاس فلا ینافی قولہ تعالی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ
ملتہ انتہی پس معلوم کیا جاتا ہی کہ ہر گاہ معنی نبیا کی من اتباعہ ہوی مانند حضرت عیسیٰ
و الیاس کے یعنی نبی جو بعد میں آوی وہ مستقل الشریعۃ نہو جو باعث ہو نسخ ملت خاتمیہ
کا فقط پس پہر حیات صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاتمیہ مطلقہ کو کیا مضر تہی
حالانکہ زندگانی اونکی جو باعث شادمانی اور کامرانی دو جہانی ہماری حضرت خاتم النبیین صلعم
کی تہی بالطریق اولیٰ بہتر اور اولیٰ ہوتی بنسبت حضرت عیسیٰ و الیاس کے اگرچہ حیات صاحبزادہ
والا تبار کی اونکی ساتہہ بطور مشارکت ہوتی اور وہ پہونچتی مبلغ رجال کو اور پہر تو
کچہہ ضرورت ہوتی اس بارہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم آیۃ خاتمیت کی اور نہ بارہ ولکن
رسول اللہ و خاتم النبیین کے جو بذیل بارہ سابق مذکور ہوا ہے پہر یہ لفظ لکن عاطفہ مخففہ یا
لفظ استدراک مشددہ علی اختلاف القراءۃ بلکہ بجائی خود بالاستقلال باسلوب عبارت دیگر
اثبات خاتمیۃ نازل فرمایا جاتا اور دفعیہ طعن منافقین کا دربارہ نکاح حضرت زینب رض کہ زوجہ
بیٹی سی جو ہوتی نکاح کر لیا وہ کچہہ اور صورت سی فرمایا جاتا بلکہ واسطی دفعیہ اس امر کی ہے

سی آیۃ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الآیہ واقع اسی سورہ احزاب میں کافی ہی اور ہہ ازا سلمنا در
صورت سوال صاحبزادہ ممدوح کی منجملہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور رمز کو یعنی ہمارے حضرت
عیسیٰ والیاس علیہما السلام کی کہ اسوقت صاحب شریعت مستقلہ ہونگی اور رسول معنی خاتم
النبیین کہے جوکہ نہ آوی بعد اوسکی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملت کا تو یہ قول خود از قبیل تکمیل دلیل
ہی یا از قسم قول بالموجب ہی اور دعوی اثبات خاتمیۃ خواتم ستہ مفروضہ کی سیلئی کہ یہ معنی
خاتمیۃ کی اونپر صادق نہیں آتی اسلئی کہ وہ صاحب ملت نہیں ہیں یعنی تابع شریعت
محمدیہ ہیں جیساکہ اعتراف اس امر کا جو عبارت واقع اوسوال نے کیا ہی تحریر بعض قسطاس میں
مذکور ہو چکا اور ہہ از ہم ہذا کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جسکی خواتم ستہ تابع ہیں وہ ان ہی کی ملت ہی یہی
مقام میں فضول سی کہ ظاہر ہی تعارف اور جدودوار اقوال شارحہ حدیث میں اس قسم کی اعتبار
غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہیں وہ الا بنظر بادی کی البتہ تو ادنی اسی ہی مجازاً اپنی طرف
نسبت کر سکتا ہی کہ ہم صاحب ملت ہیں جیساکہ اہل کتاب کا لفظ بنسبت یہود ونصاری
اطلاق شرعی ہی یا قرآن شریف میں جابجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہہ قید
در تعریف خاتم حقیقی کی ہی نہ کہ اضافی کی اول تو یہ دعوی بلا دلیل ہی الا عین مقصود ہی اسواسطی
پہر یہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتم اضافی کی اور نبی ناسخ اوسکی ملت
ہو سکتا ہی گو اوسکی ملت اضافی ہی ہو مگر اسپر استحالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتم
حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جسکا عدم نسخ ہر گونہ حقیقۃً واضافۃً
ومالاً مسلمات شرعیہ سی ہی پس یہ امر باطل ہے پس در حقیقت یہہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
حقیقیہ اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسواسطی کہ اضافہ ایک امر
اعتباری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع منتزع اور فرض فارض کی ہی بلکہ نظر
بامر عدمی ہی پس خاتم اضافی جیساکہ اپنی طبقہ کی نسبت خاتم تہا ویسا ہی منسوخ
شریعت الحقیقیۃ المطلقۃ والخاتمیۃ المطلقۃ بالاضافۃ ہوا کیونکہ کل ذخیرہ خاتم اضافی کا

ہے اس جانب میں اضافہ ہی تہا جسکی بنا او پر اضافہ ہی مرلی بنا دلی ثبات پر بہی بہر دو صورت
بصورت ماموریۃ و ہم بصورت منسوخیۃ لا غیر جدا بناہ دہی الیسی اضافت سی ہی کہ جسکی
بدولت استعداد استجالحالات جدیدہ حاصل ہوی نسبت شرعیۃ مطلقہ اور خاتمیہ مطلقہ کی
جو بجمیع الوجوہ ہر قسم کی آسیب سی سالم ہی ہر ہی الہی پناہ طلبی وار دہی کہ نعوذ باللہ من الجار
السوء، لیکن بہ تصریح جو ہمین عبارت فلا ینافض۔ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین منا ریۃ
عبارت دافع الوسواس بنحو العبارت لا علی نارہی سی بکار ہو گئی کیونکہ صریح تناقض پایا
گیا اور نیز حلقت عبارت دافع الوسواس لگان گئی اور قطع نظر اس سی علاوہ بریں [illegible]
کہ تشبیہ ہی جو فقرہ لکان من اتباعہ کعیسی و خضر و الیاس مین ہی متغایر العلاقہ سی جو
مابہ التشبیہ ہوتا ہی سو اسلئی کہ حضرت عیسی و حضرت الیاس انبیاء سابقین سی ہین اور
سیدنا حضرت ابراہیم صاحبزادہ عالی تبار انبیاء منتظرین مین سی یعنی اپنی انبیاء مین سے
ہوتی اگر زندہ رہتی جیسا کہ اسی صفحہ بارہوین دافع الوسواس کے ایک ہی سطر مین یہ عبارت
اصابہ فی احوال الصحابہ مولفہ حافظ ابن حجر شہاب الدین احمد مکی مرقوم ہی
استدل بعضہم علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی و بسط وجیۃ القول فی ذالک ثم
متعقب بعیسی فانہ نبی قطعا و ثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان و یحکم بشریعۃ النبی
صلعم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ لکل احد من الناس لا علی وجود نبی قد نبی قبل ذالک انتہی
کہتا ہوں کہ اگر بجائی لو استدل بعضہم علی موت الخضر علی موت الیاس ہوتا تو البتہ استدلال
بلا خلاف ہوتا کیونکہ نبوت الیاس بلا خلاف ہی بخلاف نبوت خضر فافہم [illegible] رہ گیا یہ
خواہم ستہ اگرچہ تابع شریعت محمدیہ صلعم ہوی لیکن نبی تو ہوی بنا بر صاحبزادہ والا تبار
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بالغ ہونی [illegible] واجب التوقی و الوفات قبل از نبوت ہوئی بالغ ہو
بوجہ یکو دالا ختم نبوت خاتم النبیین صلعم جو وابستہ بسلسلۂ ترتیب زمانی ہی اور یہ امر
ثابت بثبوت اجماعی بالاتفاق ہی اور منصوص التفسیر بالاجماع یا اخبار وارد ہی [illegible]

آ تا ہی اور خلاف اسکی تفسیر بالرائے میں بالکل غیر متعلق بالقول ہے اور لزوم احتمال کثرت
فی النبوت ہوگا امر مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور در بارہ اس کے دامن خاتمیت کی واجب
الاذعان ہے شرط الایمان والایقان ہی تو پھر صورت اس عقیدہ کی ہونا جان ہی اور میں
کہتا ہوں معنی لا نبی بعد انہ لا نبی بعدی یعنی سوا رکان زمان الحیات اور زمان الوفات
بانتہا زمان و انجلا لعدم نسخ تلک النبوۃ اور علی ہذا القیاس وجود خواتم ستہ قبل زمان بعثت حضرت
نبی آخر الزمان صلعم بوجہ مذکور مستحیل ہے فاسعو فی التقریر الا ربعۃ الثلث فافہم
قسطاس سیزدہم جاننا چاہئے کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الوسواس ورق ۲ صفحہ ۲ یعنی
کے کہ درصورت قبلیت وجود آدم آخر سلاسل تحتانیہ بہ نسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
جو دعویٰ ہے تو یہی دعویٰ خاتمیت اونکی ہے صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ اونکی
ہیں یا مثل انبیاء گذشتہ کی بشرط نبوت وجود اونکی ہے تو کچھ کلام نہیں کیونکہ تمام انبیاء
سابقین گذرے ہی ہیں خواہ مستقل التشریع ہوں یا تابع شریعت دوسرے کی ہوں انبیاء
سابقین میں ہے الا بشرط تابعیت شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھ استحالہ قساطیس
سابقہ میں گذرے موجود ہیں خصوصا خاتمیت جو وابستہ بسلسلہ ترتیب زمانی ہی اور تحقیق علیہا ہے وہ واسطے
اونکے کہاں فافہم واحفظ ۔ جاننا چاہئے کہ مراد شرط تابعیت شریعت محمدیہ سے در بارہ شرکت
مذکورہ قساطیس تابعیت عقائد بالعمل ہی یعنی شریعت ورنہ اشتراک بعض جزئیات اعمال تو اکثر
شرائع میں ہوتا ہی کرہ باعث الفرائض اور استقلال نہیں ہے مراد من حیث الفقہ وغیرہ من حیث
العقیدہ میں تو کچھ کلام ہی نہیں جیسا کہ قول امام مقرر ہے بہ در تفسیر حسینی تحت آیۃ وان من شیعتہ لابراہیم ۱۲
اس تحقیق کا ہی در تفسیر لباب بر امام زفر رحم نقل میکنند کہ ضمیر عائد بحضرت رسالت صلعم کنایہ غیر مذکور و
ابراہیم علیہ السلام اگرچہ بصورت سابق بود با معنی متابع او بود زیراکہ چون ہر دو ان بالفضل و مقرر گشتہ
و دین او راستودہ و برای او دعا کردہ کہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الآیۃ پس پیش از تو آمد لیکن انبیاء رو لو
گر آخر آمد ہمہ را پیشوا تو ہی ۔ اخوان خلیل ہست تکلان چو ان تو ۔ گر آخر آمدی ہمہ را پیشوا تو ہی ببین

ظاہر ہے کہ اتباع شریعت من حیث العمل اللہ کو مراد نہیں بلکہ بمقتضائے فضل و علو تربیت ہے فتمسک ـ
قسطاس نوزدہم اور ظاہر ہے کہ بنا بر امتناع حیات صاحبزادہ سا بنا حضرت ابراہیم
کے اور ترتب البتہ اونکی کے لئے جناب رسالتمآب بالاثر گرامی کی صلعم نہیں مانا حضرت عیسیٰ و الیاس کی ہو تابع
ملت ہیں ہو سکتی اور اوسکو یعنی تابعیت مذکورہ کو کچھ دخل نہیں امتناع حیات مذکور میں تا کہ دسیرا امر متفرع ہو
کر منافی نہیں قول اللہ تعالیٰ یعنی خاتم النبیین کو جو خلاصہ ہے تقریر عبارات دافع الوسواس کا پس معلوم ہوا
کہ تفسیر مندرجہ عبارت مذکور ہرگز صحیح نہیں ہے بلکہ بنا حیات مذکور ہے او پر انتفا نبوت کی جو تابع ہو سکتی
ہے بلکہ جو اوپر قادح ہوتی ہے خاتمیت کو اور شرکت فی النبوت کا مضمون تو بہر صورت نسبت اس صاحبزادہ کی بے بنیاد
جان ہی ہے ویجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ فی النبوۃ لمحمد صلعم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا
کرم اللہ وجہہ کان شریکا لمحمد صلعم فی النبوۃ وہذا منہم کفر انتہی پس بخوبی ہویدا ہوا کہ بموجب اس تحقیق تمہید یا
اوسکو سالم ہی کی وجود نفس ثبوت اور وحدت بر ابر ہے کہ مستقل الشریعۃ ہو یا تابع خود ہی ہے اور جبکہ شرکت فی النبوۃ نار وا
ہے اور جبکہ نبی رہنے زیر بیرون حقیقت مستلزم ہے ثبوت خاتمیت شریکا کہ وہ حقیقت میں مضر ہے خاتمیت حضرت خاتم النبیین
کو عالم ہی ہے کہ ثبوت خاتمیت شریکا ہے حقیقتاً یا اضافتہ ہر دو قسم باطل ہے چنانچہ اکثر قسطاس ملکہ کل غالبا شیون
میں دلایل عقلی و نقلی سے کہ موضوع کتاب ہذا ہے ہے فافہم پس تفسیر اس حدیث لو عاش ابراہیم لعد ہی لکان نبیا کی بموجب عبارۃ
اصابہ فی احوال الصحابہ کے جو اصابہ ہے یعنی لو عاش ابراہیم بعد ہی لکان منتہی النبوۃ پس ظاہر ہوا کہ عبارات
دافع الوسواس بلا خط اطلس بکمال تنقیح زلف بالکل بلا دریافت مبنی و معنی جمع کر دی ہے پس کا ابر انتفا نبوت
واسطے صاحبزادہ والا تبار صلعم کی نسبت جو قادح خاتمیت ہے تبار روا نہ کیا گیا تو بہر خواتم سے تو مستحق اس منصب عالی
کی بالطریق اولی نہیں ہیں بر صورت قبلیت زمان کی اور استقلال شریعت اونکی کی اور شان سابق میں اور بغیر
انتفا نبوت موجود ہونی اونکی کی بعد بعثت آنحضرت صلعم کی تا قیامت منسوخ الشریعت اور معزول الشریعت
ہو کر منسوخ النبوۃ والرسالت مانند حضرت عیسیٰ و حضرت الیاس کی کہ تابع اس بعثت محمد علیہ الصلوۃ والتحیہ
کی بالفرض اگر ایسا ہو تو کچھ کلام نہیں مگر نبوت اسکا واسطے خواتم کی مانند حضرت عیسیٰ و الیاس کی ہرگز نہیں
جیسا کہ آخر قسطاس ہشتم میں اور دیگر کل قسطاس ہژدہم میں بالتحقیق گذر چکی اور در صورت قبلیت اور عدم

استقلال مرتبت کی وہ ایسا ہی ہو گا اس تشریعیہ کی قبل نزول اسکی جو کچھ استحالجات قسطاطیس میں مذکور
ہیں ہنوز موجود ہیں ایسا جانا جاتا ہے کہ جس حالت میں خاتمیت علی الاطلاق واسطے آنحضرت صلعم کی
نسبت جمیع طبقات کی عبارت دافع الوسواس سے وسواس ثابت کر چکی ہو اور اثر مذکور میں بھی اثر خاتمیت
اضافیہ کا بھی اثر ظہور پذیر ہوتا ثبوت خاتمیت اضافیہ کی جو باعث ہی ایسی استحالجات شدیدہ مذکورہ
کا صرف بر بنا رائی ہی اپنی کی کہ معنی اطلاق خاتم کا کیا لیس ہوا اسی تردد وسواس اور کیا تعبیر کیا جاوے
ایسی معلوم ہوا کہ یہ الفاظ خطاب خاتم ایجادی ہیں شرعی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اسکے صفحہ
سیزدہم میں دافع الوسواس میں نسبت حضرت حق تعالی و تبارک کی بھی خطاب شیئی عبارت مذکور کے لئے
تجویز کیا مگر استقرار جہر ابی کی کہ بدلالت عقل مستثنی کیا حالانکہ بموجب مذہب مختار و اصح و ارجح
بیبی ہو متداول ہے اور شئی مختص ہے ساتھ ممکن بالمعنی الاخص کے نہ کہ بالمعنی الاعم کہ تا کہ شامل ہو ذات
حضرت حق تعالی کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلمین و حکما کی یعنی وہ سمری ہی سی سر طرف ہے
حاجت جہر ابی استثناء کی نہیں ہے خصوص اصطلاح متکلمین بر فرض لحاظ اجماع مسلمین ہو کر لقب شرعی
کے ہونے کی لیاقت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خاتم کی کہ سلف و خلف سے پایا نہیں گیا پس معنی

واللہ علی کل شئی قدیر یہ ہی ای علی کل شئی من شانہ ان یکون مقدورا اور معنی واللہ خالق کل شئی
اور معنی وہو علی کل شئی وکیل ای من شانہ ان یکون مخلوقا ومن شانہ ان یکون موکولا ای یدخل
فی وکالتہ لیس جب حدیث شریف سنن ابی داود وغیرہ کی نہا عن الاغلوطات ایسی قسم کی مغالطے
دینے کے کلام جس سے اسلام میں شبہ واقع ہو اہل اسلام کو زیبا نہیں کچھ اور نظیر دینی جاتی ہی
خوشنکہ بموجب اس قسم تقریرات مذکورہ کی فساد و آدر بطلان قول عبارت دافع الوسواس منہ صفحہ
یازدہم درجواب ابطال البعض جو یہ ہی کہ اقول صورۃ ثالث کی یعنی صورت قبلیہ خاتم کی حضرت خاتم النبیین
سے بطلان کی کوئی وجہ نہیں اور داخل ہوتا افراد النبیین میں مفتر اونکی خاتمیت کی نہیں اسلیے
کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا حسب ہمارے خاتم پر
منافی ہوگا لو اوسکی خاتمیت اضافیہ میں کچھ فساد نہ ہوگا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہوگیا اسواسطے کہ

انبیاء علیہم السلام کی نسبت خاتمیت اونکی کی جو بسبب عدم الوہیت اونکی کی نسبت ... حضرت کی نہیں ہو سکتی تھی
اضافیہ تھا لیکن ہر گاہ وہ شی کو بدلائل کو ر اکثر قسطاس میں باطل کیا تو اطلاق اونکا ظاہر ہو گیا لیکن
اعتراض کا تعین قال البعض کی جس کا جواب عبارت دافع الوسواس کے ملفوظ اقول صفحہ ۹ میں تحریر کیا ہے وہ یہ کہ خود
عبارت دافع الوسواس کے دیباچے میں ہم کہا ہیں ایک امر رہا اور باقی ہے کہ اب خاتمیت کو خاتمیت ...
درست ہو دری ہی امر ... افراد النبیین میں بالصورۃ شرط اتباع شریعت حضرت خاتم النبیین صلعم
باستحالہ عمل شریعت پر خصوصا ایسی ہو کر شریعت پر عمل اوندے ورود شریعت کو بوجہ عدم وجوب عمل کے جو
مترتب ثواب ہی اور عدم مواخذہ کی بسبب ترک عمل کے بدلیل رفع القلم و اکتسا ... جیسے خصوصا
چنانچہ قسطاس سابقہ میں مذکور ہوا اور جسے محروم رہی اور بالصورۃ ہو گئے اونکی کو مستقل الشریعہ ...
افراد النبیین میں باشد اور انبیاء سابقین کے یا تابعیت ہو گی اگر بعد اونکی کی شریعت میں ... اگرچہ ...
کچھ کلام نہیں مگر کچھ مفید نہیں کیونکہ پھر تو سب ہی انبیا خاتم ہو جاویں مگر حضرت عیسی علیہ السلام ...
تو خاتم اضافی ضرور ہی ہو جاویں جیسا کہ عبارت دافع الوسواس اس امر کی ہی دلیل ہے اور اونکی
تخصیص کی قسطاس میں خصوصیت قسطاس تھیم میں مذکور ہی بخلاف اور انبیاء سابقین کی کہ اونکی نسبت عموم
نبوت خاتمیت جانب عبارت مذکور سے ابی نہیں ہے مگر ... کہ بوجہ مذکورہ نسبت اور انبیاء کچھ ...
لیکن خلاف مفروض کا ازالہ تو نسبت ... لازم آتا ہی رہا باطل ہی گرچہ ... اور وہ ...
... فی النسخہ صحیح ... تو ہم قسطاس مستقیم اور قول خاص ... دافع الوسواس ...
... حضرت خاتم النبیین صلعم خاتم حقیقی ... کی نسبت خاتمیت ...
گذر چکی ہو اور خاتم حقیقی ... نو ... مخالف ... ہیں ...
حقیقی کو فقط لیس جانا جانا ہی ... خاتمیت حقیقی ... حقیقی ... واحد
متحقق الوجود بالاجماع بلا نکیر ... اضافیہ کا ... اجماع ... لا نبی
ممنوع التوجیہ ہو ... اجماع ... زمانی خواتم کی ... زمان خاتم ...
لازم آتا ہی کہ اگر ... تقسیم ... زمانی ... متقدم ...

میں محدود ہو جائیں یا سلسلہ نہ ہو گا اور یہ صورتیں خلاف مدعا ہیں کیونکہ امر مذکور ترتیب کو بوجہ مقتضائے ماہیت زمانی تھی ضرور ہونا
چاہیے اس تفتیش سے معلوم ہوا کہ وہ امر مذکور مقتضائے ماہیت زمانی ہے وہ طبقات جو اوپر بیان ہوئے مکانی ہیں
جو فوقیت و تحتیت ہے بخلاف زمان جو از قسم معنی ہے جو حرکت ہی سے معلوم ہوا کرتا ہے مکان کو تبدیل یا منہ زمان سے دخل کلی
ہی ندارد اس کو فقط ترتیب ہی سے ربط الا کہ اتفاق سے یا تشبیہ سے جب ایک ہم اس کی بیعت ہے کہ نسبت ترتیب سلسلہ کلی تھی ہے
بہ نسبت اجزاء مکان کے فی نفسہ اور بالذات اور یہاں تصرف مکانی فی نفسہ اور بالذات کیا بلکہ جو دونوں ظرف یعنی ظرف
دیتا ہے کہ یہ ہیں بالنوع عدد اصطفا یا انبیاء بالضرور لازم آیا ہے نسبت اس طبقہ علیا کی ہے وہ جس لازم آیا
بانسبت طبقات ماتحت در پیش ہے یعنی خلاف سلسلہ ترتیب زمانی کی نسبت جو خاتم حقیقی کے ہے اسی طرح ترتیب جو خاتم حقیقی
متقدم ہو گا طبقہ کی انبیاء ہیں جہت وال ترتیب سلسلہ کے بیچ خاتمیت حقیقیہ نے بالکل دست برداری نہ کی
نسبت جمیع طبقات زمین کے کیونکہ خاتمیت حقیقی میں اصل ہو کر اضافت میں متلاشی ہو گئی اور خاتمیت اضافی میں
دست برداری ہو گئی بالضرور کیونکہ منشاء اعتبار و اضافت جو حقیقیہ تھا وہ ہی جاتا رہا تو سلسلہ حول ہو گیا جو
مثال مشہور ہے اور خطاب خاتم النبیین کا جو نبی آخر الزمان ہے مبدل ان نبی آخر المکان یا آخر الطبقۃ العلیا انبیاء کی جو جم
کا لقب انبیاء آخر الطبقات السفلی یا انبیاء اور آخر الامکنۃ السفلی علی ہذا القیاس جائز ہے کیونکہ خاتم انبیاء طبقہ علیا
اگر بعد خاتم النبیین صلعم طبقہ مذکور کیا جائے جمیع انبیاء جمیع طبقات کا ہی ہو بعد میں خاتم النبیین صلعم آویں تو
ایک جہت سے سیمان ذہن میں جس حالت میں ترتیب زمانی کا دخل نہ ہو اور مقتضائے مکانی کو پیدا ہو کر اس کی
شان ہی ترتیب زمانی نہیں اور طرفہ یہ ہے کہ فقط یہی مسلک جو خاتم خود اختلاف پیدا ہو گیا باوجود منشاء واحد
کی جو وہ مکان ہے کیونکہ لحاظ ان کا مجوز وجود خواتم ہی قبل عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کیا اور بعض
کا مجوز خواتم ہی بعد عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی تو وہ دونوں ہی بلکہ وجود انوار النبیین
بعد وجود خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کہ اور یہ وہ ہی جس سے ہونا مجوز ہے وجود خواتم کو ساتھ ہی معاصرت خاتمیت
خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی یہی کیا منشاء ہی جب ترتیب کو جو ایک سد سکندری ہی ہٹ گئی تھی وہ ہی
بیچ ضلالت کی شرکت فی النبوۃ کی ضمن افراد یا قسمت فی النبوۃ فی ضمن افراد یا کی مضمون بھی چھپا ہوا
بقضیہ یا حکم کا ہجتہ ... بالعینیہ شرعیہ تحتانیہ مذکورہ اکثر قسم الطبیعی کے وہ تو بیند جان اس عقیدہ کی بھی ...

یعنی مذہب میں مذہب اگر مدار ہو اس کی خاتمیت حقیقیہ میں کہ یہ سر بعض ہو پہنچا اگر چہ لا کر دو کہ یہ
اوسط ہیں ہوں کسی نبی اور حدیث کا تعارض ہوگا تو زیبا نہیں حضرت قاسم کا کہنا المقام اللہم احفظنا من زلة
الاقدام ہرگاہ بعینہ عادتہ کا نسبت حضرت خاتم حقیقی کے مسلم عبارت دافع الوسواس میں دانستہ کو قرار دیا نسبت
جمیع طبقات ارض کے بہ صورت ثلثہ بمعنی ستیہ وغیرہ پر کیا وجہ ہے کہ بعینہ مذکورہ خاتمیۃ اضافیہ کو نسبت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام طبقہ ارض علیا کی نزد بعض مانع ہو قبل از رفع آسمانی ہم بعینہ بدل الخ ان سے مختلف ہیں کہ عبارت
دافع الوسواس نے تو یہ لقب دیا مگر الزام خلاف مفروض لیا کر شہ سی سنہ موجود ہی اور اوپر سے جیسی مرادی بعد
صدق تعریف خاتم اضافی کی اور حضرت عیسیٰ کی قطع نظر او استحالہ مذکورہ قسطاس میں سکی طرف
متوجہ ہیں او نہو کی الزام نہ تسلیم کیا ایک فرد کو لیا بخلاف نسبت خاتم ستہ خود ہم التقی سیاق کی و نکی
اضافیہ کو بالخ نہ ہو د عذر او ونکی جانب سے سوئی عبارت دافع الوسواس کی یہ کہ فرق فیما بین اوکی اور خاتمیۃ حقیقیہ کا
طبقہ ارض علیا پر خاصا او طبقات سافلہ میں جکا تو یہ عذر نا مقبول ہے جب یہ تسلیم ستہ خود اتم ستہ خاتمیۃ مطلقہ
حقیقیہ کو متساوی الاقدام نسبت جمیع طبقات کی بلا تفصیل حسن و حکم کی او ظاہر ہے کہ طور جیکا مسلم
وغیرہ ان سے حشا کسی کا نہیں ہوتا ہے او جکا عموم او شمول او سکا سب سے برابر ہوتا ہے جہاں تک اوسکا اثر
تحریر کیا جاوے وہی قرار دیا جاوے جو کہ مقصود ہوتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ ستہ خود اتم کی نزدیک امر فارق حضرت
مستقل طبقات میں بارہ اثبات خاتمیت اضافیہ کی جیسی استحالہ مذکورہ لازم آتی ہے اللہ اعلم قسطاس میں ستہ علیم و
اور حالانکہ سلفا و خلفا اطلاق لفظ خاتم جو بصراحت قوت حکمت لی اوپر عبارت دافع الوسواس میں بعض کی جبکا
اعتراف خود عبارت دافع الوسواس مذکور تحریر ہوئی صفحہ میں کسی ہے ہی نقل کہ بنا بر علیہ یعنی اطلاق خاتم کا کیا
ہیں جان لجائے کی یہ امر کہ از اختراع و ابتداع سخت ہیں کہا م ہی ہے کہ خاتمیت و فضل اضافیہ ہو در حقیقت
مقرر کیا امر معقول ہونا فی نفسہ درست ہے اور شرع ہے یا اور ہی یہ حال یہ اطلاق خلاف شرع نہیں قدیل بدعت شنیعہ خلاف عقیدہ
اور خلاف تعبیر وردیہ شرعیہ جمیع ہے جیسا مثلا لقب خلیل واسطے حضرت ابراہیم خلیل الرحمان کے کقولہ تعالی واتخذ اللہ
ابراہیم خلیلا اور لقب مسیح اور روح اللہ واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کقولہ تعالی
انما المسیح ابن مریم رسول اللہ کریمہ روح اللہ و کلمتہ القاہا الی مریم اور واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے

[illegible]

پس لقب خلیفہ قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفۃ علی ہذا القیاس واسطے حضرت داود کے یاداؤد
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل کل الطعام کان
حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ ۔ واسرائیل وممن ہدینا واجتبینا وغیرہا خواہ ثبوت
القاب احادیث واخبار وآثار سے ہو خواہ متوارث سلف کیا ہے جو بلا نکیر متلقی بالقبول
ہوکر متوارث ہوکر ثابت الاصل بالاجماع ہوگیا ہو سو یہ لقب بھی سرزد ہوا کہ حجت شرعی ہے اس
طرح پر ہے لقب خاتم النبیین خاتم نہیں پایا گیا جانا چاہئے کہ جیسے اسمائے الٰہی جل شانہ توقیفی ہیں ایسے ہی
اسما اور القاب انبیاء علیہم السلام بھی توقیفی ہیں مثلاً اسما حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جیسا
کہ روایت ہے جبیر بن مطعم سے انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی اور حاشر اور مقفی بلسان حدیث شریف
واخبار وآثار ثابت ہیں اور اور الفاظ مرادف اونکی داخل القاب ہونگی اور یہ لقب خاتم الانبیاء کو
کہ معتبار کیا اور متعاقب اور متناوب کیا وقت بلفظ یا بتحریر خیال کے خطرہ کسی امر طرف
سوا ہی خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا اعلام مخصوصہ ہوگیا بلکہ مخصوص سے مانند محمد کی بلکہ اوس
سے بھی اشہر کیونکہ علم اور کنیت کی واسطے اوروں کی اجازت ہے شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
حقیقۃ نہ اضافۃ نہ حالاً نہ مآلاً اور لفظ پیغمبر اور رسول بھی معنی قاصد اور ایلچی دنیا میں بھی مستعمل ہے
بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فافہم والا یوں تو لفظ جوہر کہ جسکا مفہوم قایم بالذات ہے باعتبار مفہوم
کی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جل شانہ ہوسکتی ہی مگر شرعاً ناروا ہی اگرچہ
عقلاً محل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہر ہے کہ الفاظ القاب نامعقول تو ہوتے ہی نہیں ثانیاً اور رہا
معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطے القاب شرعیہ کی نقل درکار ہی ذلا بد لصحۃ الاطلاق من الاذن
الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الکلام والاصول چنانچہ گذرا قسطاس میں اسی واسطے
متکلمین نے اس قول کو یعنی اطلاق لفظ جوہر کو اوپر ذات حق تعالیٰ کی مزلف کیا نہ جانا چاہئے کہ القاب
خوش سے حق تعالیٰ جل شانہ نے منع فرمایا ۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
نہ مستدلکار و تحکم سنا ہے لقب ناخوش کی برا ہے نام فسق کا بعد ایمان کے مثلاً بعد مسلمان ہونی کی

کسیکو دو نصاریٰ ہنود وغیرہ کو اپنی یہودی عیسائی وغیرہ مت کہو کیونکہ یہ اوسکی حق میں ایک لقب ناخوش
ہی یعنی اوسکی خلاف مرتبہ اور خلاف آبرو کے ہی اگرچہ لغۃً ہر وہ کسی اعتبار کر فی نفسہ لیسا بلید ہو
پایا جاتا اگر اب اوسکی انداز کی خلاف ہی بمنزلہ صریح لقب ناخوش کے ہی مثلاً کسی ملیح وتحت امی
کو نواب یا بادشاہ یا شہنشاہ کر لیکا رہی تو وہ لقب ناخوش کے قبیل سی ہوگا بادشاہ نواب کو
بہی او دوسرا معین کو بہی ناخوش آویگا علیٰ ہذا القیاس لقب خاتم النبیین بہی حق مین غیر
خاتم النبیین کے ہر ایک کو ناخوش معلوم ہوگا تا وقتیکہ کوئی حجت قوی مصحح اطلاق نہ پائی جاوے
بخلاف اوس صورت کی کہ کوئی غرض صحیح صرف لطور ملاحت یا لسان کے ہو کہ اوسیر کوئی نفع
متر تب ہو وہ موجب ناخوشی مذکور نہیں خواہ مصطلح ہوجاوے یا ہو جاوے وہ داخل تحت قاعدہ کو
کی نہو گا مثلاً آیت وما محمد الا رسول کو آیت محمدیہ کہنا اور آیت ما المسیح بن مریم الا رسول کو آیت مسیحیہ اور اگر
یہ ہی تاہی بالقول ہو کر لقب مشہور ہوجاوی تو الیت اور ملاحت رکہتا ہی کہ فی نفسہ ناخوش
نہیں کہا بلکہ مناسبت رکہتا ہی فافہم اور کہا بلا ارادہ اوسی عبارت دافع الوسواس کو کہ اسی مطلب
کو کسوت کلامی مین پیرایہ بہی بندیا کہ لفظ خاتم کا لسلب ان خواتم کی صادق آتا ہی
بلکہ یہ کہا کہ لہذا معنی اطلاق خواتم کا کیا گویا در پردہ دعویٰ شارعیت کا مقصود ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ صادق آنا ایک امر معقول ہے اور اطلاق ایک امر مشروع ہی یعنی نہیں
اور بمذاق اہل اصطلاح کی اور یہ ضرور نہیں کہ جس جگہ ماخذ پایا جاوی وہان مشتق کا بہی اطلاق
مشروع ہو اگرچہ مشتق مسکے حکم کی علت ماخذ ہی لیکن وہ بہی شرعاً بعد حکم کی معتبر ہوتی ہے
قولہ تعالیٰ السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما یعنی قطع ید کی علت سرقہ ہی نہ کہ وجود وصف
وجود ماخذ علت ہی اطلاق مشتق کے باوجود اذن شرعی کے مانند سخاوت کی ہو کہ مرادف
ہی لفظ جود کا حالانکہ وصف سخاوت ذات حقتعالیٰ جلشانہ مین پایا جاتا ہی مگر اطلاق سخی
نامشروع ہی کیونکہ اذن شرعی نہین پایا گیا بخلاف جواد کی اور مانند لفظ مشتق کے کہ جسکی
معنی قدیم او رنفس اور حجر کے ہین باعتبار اختلاف وضع لفظی کے حالانکہ اطلاق نفس اور حجر

کا بھی مانند عیش کے نامشروع ہے اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مرادف
ہے لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مرادف ہے لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طبیب کی جو
مروّج ہے اور سیر اطلاق لفظ حکیم کا مگر حقتعالی کی نسبت اطلاق طبیب نامشروع ہے بخلاف
لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہے مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
قدس سرہ نے حجۃ البالغہ میں یہ روایت نقل کی ہے **قسطاس لیث وہم** جانا چاہیے
حضرت خاتم النبیین صلعم نے اپنی خصائص میں کسکو شامل نہیں فرمایا اور دوسو کا نہو کسیکو
نبیوں میں بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کی سموا باسمی اسواسطے کہ اسماء اور اعلام ایسی
عوصہ میں سے نہیں ہیں سوائے خصوصیۃ وضع خاص علمی کے کہ اوس وضع خاص میں
شرکت نہیں ہوتی ہے بلکہ کمال خصائص اوصاف سے تعلق رکھتے ہیں نہ اسماء سے حتی کہ ثبوت
کا قرآن مجید سے ہے سورہ مریم علیہا السلام میں لم نجعل له من قبل سمیا کیا معنی کہ پیشتر
ن علیہ السلام سے کوئی اس نام کا نہیں گذرا بلکہ بعد میں بہت ہوئے اور چونکہ کنیت میں
جملہ کوئی وصف پائی جاتی تھی لہذا ابتداء اسلام میں واسطے رفع ابہام ایہام شرکت
ی کے امتناع رہا بعد چندے نظر غایر بعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سے صادر
ہوا کہ آواز دیتے تھے ساتھ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوئے
ں کہ آپکو نہیں آواز دی بلکہ اور شخص کو پکارا تھا اجازۃ کنیت کی بھی ہوگئی اسلئے کہ بدرجہ
ور اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہردو امر نسبت ایک شخص کے یعنی محمد ابو القاسم نام رکھنے
کی اور یہ امر کہ بعد نہیں ہوتا ہے آگہ ہوتا ہے پھر چونکہ اصل وصف آنحضرت صلعم تھا رسول اللہ
علاوہ نبی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاص ہیں اور رسل انبیاء علیہم السلام بھی شامل
خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کی ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کوئی سائی نہ تھا
ہوئی اور آیۃ شریفہ خاتمیۃ میں بھی شرکت لفظی اور آیات بینات مشترکات کو جو کہ
متشابہ لگتی کا سوتا نہوئی تھی یہ آیۃ خاتمیہ بھی مکرر نہوئی جو جا کہ لقب خاتم النبیین کا

جو کہ اعلیٰ رتبہ کا ممیز اور باعث امتیاز ہی انہیں سے نبی اور رسول کی حقیقیہ و اضافیہ حالت
و مآل ملابستہ و جوانات و عارضیہ بہی شریک نظر آیا جسکا کوئی بہی منکر نہیں پر بڑا تعجب ہے کہ عبارت
دافع الوسواس وغیرہ عبارات کو عساکر وسواس نے ایسا گہیر لیا کہ کچہ بیان نہیں بخلاف لفظ
رسول اور نبی کے اور نیز خاتم بلا اضافت کی اسکی کچہ حاجت نہیں نیز تہا کیونکہ انہیں
کوئی قسم کا التباس نہیں حتی کہ انگشتری تک کو خاتم کہا جاتا ہی خواہ بکسر تا ہو
جو بمعنی ختم کنندہ خواہ بفتح اوسکی ہو بمعنی بالختم کالعالم بمعنی بالعلم ہے اور حالانکہ عبارت مذکور
نے صفحہ ۷ میں در جواب قول قال البعض خود اعتراف کیا کہ الف لام النبیین فقرہ خاتم النبیین
میں بوجہ استغراق کے شامل ہی جمیع افراد النبیین کو کہ اوس میں خود آنحضرت بہی داخل ہیں
بباعث تسلیم قبلیت زمان خود آنحضرت کو بذیل زمرہ سارے انبیا سابقین زمان حضرت خاتم النبیین
سی صلعم اور بسبب انکار اتحاد زمان اور نیز معیت زمان سی کیونکہ قبلیت بعدیت زمانی میں ترتیب
سلسلہ شرط ہی اور اضافہ مذکورہ مزعومہ عبارت مذکورہ کو خاتمیہ مطلقہ کی ساتہہ ہرگز کچہہ لگاؤ
اور اضافت اور نسبت نہیں بدون منشار شرعی کے جیساکہ قساطیس میں جا بجا معلوم
و مذکور ہی مگر کیا بلا زور آور ہی ہے کہ توڑے الی نہیں ٹوٹ سکتی گویا سد سکندری ہے
یاجوج ماجوج و دکار ہین ایک امر مزعوم موہوم کو ایسا امر عظیم بالشان کر دیا کہ گویا ارسال
رسل اور انزال کتب کا مطلب اسیواسطی ہوا تہا اس بحث کی کوئی ضرورت شرعی نہیں
تہی کوئی امر ارکان عقائد اسلامیہ اس میں مقرر نہ تہا صدہا آثار اس قسم کی اذیال کتب میں ہیں
سلف و خلف نے کچہ بہی اس قسم کی توجیہ نہیں کی بلکہ توجیہات اونکی خصوص نسبت اس امر
کی بلحاظ اسکی کہ قول امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رض سی جنکی شان میں حضرت صلعم
نے فرمایا اللہم علمہ الکتاب والحکمۃ اور آخر سر کلام موضوع کی ایک معنی ہو لی ضرور جا بجا ہیں
اور یہہ کلام تو انکا نزدیک میں کی ہے سلف صالح نے باستد شراح بخاری قسطلانی وغیرہ
امام زرقانی وغیرہ یہہ توجیہ کی کہ لفظ نبی سی مراد ہادی ہی اوسکو عبارت مذکور پڑہ لے

اور مین حقد و مین تلبیہ و مین ہاونہ کی لبس پشت ڈال کی از قبیل عمر رائیگان ظہر نا کر دیا اور ایک شور و شغب
اور فتنہ و فساد عجب لبس المسلمین بر پا ہو گیا خرافات بسیط ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی ہی مگر جب مرکب
ہو تو بحث دشوار ہی ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیۃ خاتمیۃ طیبہ کی یہ بیان کرنے
چاہیئیں جو مذکور رسول لی ہیں جیسا کہ صاف معنی اسی امر مذکور کی سلف صالح مذکور نے
بیان کئی کہ جس سے مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تفاسیر اور تراجم
سلف کی ہو جاوی تا کہ خلف کو بھی اوسمین جای کلام نہووی جیسا کہ بلا تکلف محالت
آنحضرت صلعم کا انکار کیا تہا ویسا ہی خاتمیۃ مطلقہ کو بھی بلا اضافت مان لینا تہا
اور اب بھی کیا گیا ہی وہ بیہ صحابہ رض متابعت حق تہا چنانچہ شان میں حضرت عمر فاروق رض
کی ہی وقافا عند کتاب اللہ ترجمہ آیۃ خاتمیۃ یعنی نہیں ہے محمد صلعم باپ کسی کا مردوں تمہاری
مین سی ولیکن وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جاننا چاہئی لفظا مضمون جملہ
اول یعنی ما کان سے من رجالکم تک غیر ملائم معلوم ہوتا ہی ساتھ جملہ ثانی کی یعنی ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین کی مگر بعد دریافت شان نزول کے نہایت چسپان معلوم ہوتا
ہی اور مناسب جو کہ خاصہ ہی کلام حضرت ملک علام جل شانہ کا پس جب کہ زید بن حارثہ رض
متبنی آنحضرت صلعم کی ساتھ حضرت زینب رض کی نکاح کیا اور باہم تنافر پیدا ہوا اور
نا چاقی سخت ہوئی آخر تکرار بسیار رہنی لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم یہ ہوا کہ اگر زید
طلاق دیدیگا تو مین اپنی حبالہ نکاح میں لاؤنگا مگر بخوف عرف یہ خطرہ بھی ملحوظ ہوا کہ منافقین
طاعن ہونگی کہ متبنی کی زوجہ سے یعنی بہو سی نکاح کر لیا تو یہ آیۃ خاتمیہ نازل ہوئی وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس یعنی چہپاتا تہا اپنی جی مین اوس چیز کو کہ جسکو اللہ ظاہر
کرنیوالا تہا اور ڈرتا تہا تو آدمیوں سی اور اللہ سزاوار تر ہی کہ ڈری تو اوس سے فلما
قضی زید منہا وطرا یعنی جبکہ پورا کیا زید نی اوس زینب سی حاجت کو یعنی
طلاق دیچکا تو خاوند بنایا ہمنی تجہکو اوسکا لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائہم

تاکہ نہو موے تنگی بیچ بیبیوں منہ بولی بیٹیوں کی الحاصل زبان طعن منافقین دراز ہوئی کہ بہو کی ساتھہ نکاح کر لیا تب یہ آیۃ خاتمیۃ نازل ہوئی کہ تم خوب جانتی ہو کہ نہیں ہی محمد صلعم باپ کسی کا مردوں بالغ تمہارے سے اس نفی میں زید کو بہی داخل کیا ہی بالضرور زید لےکو رکار سول مقبول باپ نہیں ہے اور اس قید مردوں سے حالکم سی نکل گیا باپ ہونا حضرت حسنین رضی کا بہی اگرچہ مجازاً انکو حضرت نے بیٹا فرمایا لعل ابنی ہذا جو اکثر روایات احادیث میں وارد ہی اسلیئی کہ حضرت حسنین رضی مردوں تہا ہی میں سی نہیں ہوئی بلکہ مردوں آنحضرت صلعم میں سی ہین انکو ایسی جرأت نہ چاہیئی کمال اسائۃ ادب سی کچہہ خیال بہی ہی کرو کہ کون ہی وہ تو رسول ہے اللہ کا اور اس سے بہی ایک رتبہ بڑہ کر رکہتا ہی کہ خاتمہ مختصہ اوسکا ہی ہی منصب عالی لگانہ کسیکو انبیاء میں سی نصیب نہیں ہوا کسی طرح حالاً و مآلاً حقیقۃ و مجازاً اتفاقاً و اعتباراً وہماً و فرضاً کہ وہ خاتم النبیین ہے کوئی نبی اور رسول ملقب نہیں ہوا ساتہہ اس لقب کی جیساکہ اسکا رتبہ بڑا ہی ویسا ہی اسکی بی ادبی کا گناہ بہی بڑا ہی مثلاً تعظیماً حرم محترم مکہ معظمہ کے حق میں آیۃ نازل ہے ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم یعنی ارادہ گناہ پر بہی عیلکو ہی عذاب الیم کی کہ اس امر خاص میں کوئی بقعہ سوای اسکی مانند بیت المقدس مسجد اقصی اور مسجد نبوی صلعم بہی شریک نہیں ایسا ہی مرتبہ کبری اور درجہ قصوی خاتمیۃ ہی بطرح مخصوص ہے ساتہہ اس ایک ہی ذات عالی صفات کی بلاغیر اور مغایرۃ عطف بالواو فیما بین لفظ رسول اللہ اور لفظ خاتم النبیین کے مخصوص اسطی قطع واہمہ شرکت کی ہی اس رتبہ خاصہ مختصہ اور خصیصہ مخصوصہ سی ظاہر و باہر ہی اور واسطی صحۃ عطف کی اسقدر تغایر عموم خصوص مطلق کا جو کہ فیما بین رسول اللہ و خاتم النبیین کے ہی کافی ہی پس ہرگز نہ یہہ مرتبہ خاتم المراتب ہی اور لفظ نبی عام اور شامل ہے رسول کو بہی تاکہ خاتمیۃ آیۃ خاتمیۃ میں شامل ہو رسول کو بہی اور نبی کو بہی بخلاف خاتم المرسلین کہ اوسمیں ایک قسم کا احتمال

ہوتا تہا کہ شاید خاتمیت بنسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہوا گو مرسل بہی
بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر بنظر اصطلاح شرع ما بین نبی اور مرسل جو فرق رکہا گیا ہی کہ
مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ النبیین مناسب ہوا تاکہ شامل
ہو کل افراد کو پس رسول مقبول اور نبی رحمت مشمول خود صاحب شریعت ماخوذ بحیثیت
خاتمیت رسالت و نبوت ہرگز نہی لا غیر پس مغایرت عطف مذکور خصوصا ہو سیلہ لفظ استدراک
علی قراءة التشدید و فتح لام رسول علی کونہ جزا الاسم لکن المحذوف و ہو الضمیر و الانذر لیعہ
صرف عطف ایا احد بفتح لام رسول علی قراءة التخفیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم النبیین نہیں
ہی کس لیئے سوا ای اس فرد کامل خاص کے جو یگانہ زمین و زمان اور کون و مکان ہو جب
حکم کن فکان ہی کہ یہی ملقب ہی ساتہہ اس لقب عالی خاص باختصاص کے لا غیر اور اور
اس آیۂ خاتمیت سی من حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خاتمیت کی منصب رسالت بہی
شرط ہی لہذا لفظ رسول اللہ اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں سابق ذکر
کی جو امر خاص ہی پایا جاتا ہی کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطی رفع اس اشتباہ
کی کہ شاید خاتم اوس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ النبیین جا بجا خاتم النبیین
ساتہہ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یوں نہیں کہ بطور عہد خارجی کی ہی جو لام معہود کا
تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیہ بہی ہی وکان رسولا نبیا پس بموجب قید عبارت
دافع الوسواس و ہی بعد وغیرہ کی کہ خواہ مستقل تابع شریعت محمدیہ صلعم میں ہا ہرگز ہرگز خاتم النبیین
نہیں ہو سکتی اسلئی کہ وہ صاحب شریعت نہیں جو کہ شان ہی رسول کی اور خاتمیت بلے
رسالت نا ممکن شرعی ہی اور ہر گا ہکہ یہ مطلب آیۂ خاتمیت سی دستیاب ہوا کہ خاتم لی رسالت
نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث میں لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا مراد نبوت سی
نبوت یا رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں متمذہب کے ہیں

اثبات خواتم ستہ اضافیہ کیا اور حیثیت کیا جو منشا اوسکا صرف ایک امر عقلی ہے محض بیکار اور
فضول ہے شرعاً اور تحریف دین متین ہے اور بدعت اور ایجاد زلون فافہم بالفہم الاتم پس
اپنی طرف سے حسب رویہ اہل معقول ایک امر فضول گھڑ گڑھ لینا اور اس قسم کی باتیں بنا لینی
مانند مجوزین خواتم ستہ جو اس باب میں عبارت دافع الوسواس میں ہے اور بات سے کیا اور علماء
کو بہرا یہ حصول سے عریانی ہی بایہہ ہی محض معقول ہے کہ خلاف اکابر علماء سلف و خلف
لکھا جائز ناکرین مانند عبارت دافع الوسواس کی کہ لہذا معنی اطلاق خواتم ستہ اضافیہ
کیا لیس کمال اشارہ اوسے بلی العاقل تکفیہ الاشارۃ والاوقت ہی نا وافی ہے لہذا بکمال
سرزنش یہ آیہ خاتمیہ بحسن خباثت نازل ہوئی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ زید ایک شخص زاید
ہی ہی ہی تو اوسکی اس مرتبہ خاص میں اوسکی صلبی پسر کو بھی شریک نہ کیا اور اس ہی
لیے اوسکی حیات کو اوسکی بعد وفات کی بھی منظور نفرمایا کیونکہ اگر وہ منصب پدری کو
پہونچتا تو یہ مرتبہ غیر محل میں بجمیع وجوہ دلایا نہیں کیسے شان بد لازم آتی کہ اس مطلب کو زبان
دُر افشان ہدایت ترجمان حضرت خاتم النبیین صلعم سے صادر کیا لا نبی بعدی سے حدیث
میں لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا ولکن لا نبی بعدی سے جابجا غور کیجئے ممکن تھا کہ خواتم ستہ کو یہ
مرتبہ ملتا اور صاحبزادہ محروم رہتے بلکہ اوسکی صورت یہ ہے کہ قبل از بعثت ہمارے خاتم النبیین صلعم
جو بعمر چالیس سال میں ہوئی ولادہ صاحبزادہ لایق المرتبہ المذکورہ کی جو مشار الیہ بالنصوص
المذکورہ ہیں یعنی حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ ظہور پاکر ساتھ مرتبہ خاتمیہ اضافی مذکور کے
نسبت کسی طبقہ زمین سابقہ میں منجملہ طبقات باقیہ کی مبعوث ہوتی کیونکہ ضرور نہیں جو نبی
ہو اوسی طبقہ کا ہو جیسا کہ بعثت عامہ خاتم حقیقی حضرت خاتم النبیین صلعم کی تو وصول بعثت
تا طبقات سافلہ ممکن ہوا اور ضرور نہیں کہ اوس ہی اقلیم یا اوس ہی قوم کا ہو اکثر انبیاء
علیہم الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئی طرف غیر قوم کے بھی چنانچہ قولہ تعالی کذب اصحاب
الایکۃ المرسلین اور والی مدین اخاہم شعیبا اسواسطے کہ اہل مدین قوم حضرت شعیب علیہ السلام

والی عاد اخاہم ہوداً والی ثمود اخاہم صالحاً کہ یہ قاعدہ کلیہ
تفسیر قرآنی ہی اور نسبت اصحاب ایکہ کی جو ایک بستیہ تہا دہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
تہی لفظ اخاہم نفرمایا کذا قال شیخی واوستاذی مولانا محمد اسحاق المحدث قدس سرہ اور نیز حسب
بموجب تحقیق عبارت داخع الوسواس رسول ہونا ملائکہ و جن کا طبقات سافلہ میں ثابت اگرچہ
نزدیک جماہیر علما جن نہیں ہے رسول انس کی طرف سی کما فی فتح المبین شرح الاربعین للنووی
ولیس من الجن رسول عن الله عند جماہیر العلماء رجالا بلکہ ملائکہ سماوی ہیں اور اوترنا اونکا زمین میں
واسطی خصوصیات بشری کے بشکل رجل ہوکر ثابت تحت تفسیر ببابل ہاروت وماروت اور
کرامات اولیاء امم سابقہ سی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پل جہپکی
میں حاضر لانا تخت بلقیس کا براہ تحت ارض قال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیاء امت محمدیہ کا تو کچھ ٹھکانا کچھ حساب اور بیان
ہی نہیں سب کو معلوم ہی چنانچہ درمختار میں مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ فتشمنا
شنشماہ پر ہو اور عرصہ دراز سی ظاہر میں نہ ملا ہو اور اوسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
منسوب بزنا نکرنا چاہئی اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاویگا بوجہ جواز وامکان طی ارض
براہ کرامت پس نذکور بصورت تلقین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تہا اور بصورت عدم تلقین
صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس رشتہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت
ابراہیمؑ حضرت طیبؑ حضرت طاہرؑ حضرت قاسمؑ حضرت امام حسنؑ حضرت امام حسینؑ
اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضافہ حضرت محسن صاحبزادہ
کی عدد ستہ کی تکمیل ہوسکتی ہی ترجمہ حسن حسین محسن بزبان سریانی شبیر شبر ومشبر کچہہ
ضرورت تلاش خواتم ستہ کی نہوتی اور بوجہ امر جبی کے آحاد موجودہ طبقہ عالیہ اور نبوت
کو استعداد بہی ہونا بخلاف کنعان پسر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
فطری نبوت سی تو کیا بلکہ نفس ایمان سی بہی محروم تہا بموجب آیۃ انہ لیس من اہلک انہ

عمل غیر صالح الاٰیۃ چنانچہ موافق اسکی ظہور مین آیا اور ان حضرات صاحبزادگان کے حق مین کیا کچہ بشارات دربارہ استعداد مراتب عالیہ بالاتر مرتبہ نفس کمال ہی اور اسلام سی وارد ہین کتب احادیث اور سیر مین مذکور ہین ع الله اعلم **قسطاس لست وسویم** اور جس حالت مین بنا لقب خاتم کی حقیقی ہو یا اضافی بموجب قرارداد عبارت دافع الوسواس مقرر ہو چکی اور بنا رتباری سلسلہ نبوت کی ہر طبقہ مین اور اوسمین ضرور ہوا عقلاً ہونا ایک مبدء کا اور ایک مقطع مختتم کا اور مشابہ ہونا مبدء کا ساتہہ ہماری آدم کی اور مقطع کا ساتہہ ہماری خاتم کی فقط ہین امر آخری کہ اسکا نتیجہ عنقریب ظاہر ہوگا تو پہر کچہ ضرورۃ نہ تہی نزول لفظ خاتم النبیین کے واسطی خاتم حقیقی کے قرآن شریف مین اسلئی کہ یہ مطلب ثبوت خاتمیۃ واسطی خاتم حقیقی کی تو خود ثابت تہا عقلاً جیسا کہ اس اثر مین بہی معنی خاتمیہ کی واسطی خواتم ستہ کی عقلاً لکالی یا ضرور رہا کہ اثر مذکور مین بہی یہہ لفظ خاتم النبیین مذکور ہوتا اور تفاوت افراد باعتبار اولیۃ یا اوسطیۃ بلا اتحاد نوعیۃ امر آخر ہی اسلئی صرف حصول اسقدر مطلب مذکور کی سبب خواتم طبقات ستہ متساوی الاقدام ہین پس اخذ مطلب تشابہ سمجہ کر ہی یعنی مشابہہ دینی خواتم ستہ کو ساتہہ خاتم حقیقی کے جو خاتم طبقہ ارض علیا مین صلعم بوجہ مذکور از قبیل ترجیح بلا مرجح ہے بنظر صرف استدلال عقلی کے کیونکہ صرف لحاظ عقل مین تو بحیثیت بنا ہی سلسلہ مذکور برابر ہین وہ نتیجہ مذکور ہو عود یہی پس جب دیکہا کہ لفظ مذکور صرف قرآن مجید ہی مین ہی مخصوص واسطی خاتم طبقہ ارض علیا کی جو خاتم حقیقی ہے اور اثر مذکور مین کچہ اسکا اثر بہی نہین تو بالضرور معلوم ہوا کہ بنا لقب امر شرعی ہی اور وہ موقوف ہی اوپر نشان شرع شریف کی تو لقب مقتصر ہوا اپنی مورد پر اور تائید حدیث قدسی بمعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی لولم اختم بک النبیین لمجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا علاوہ برین ہی جو تفسیری آیۃ خاتمیۃ کی او مخالف ہی اوسکی وہ معنی اثر مذکور جو مرحوم مثبتین خواتم ستہ ہی جسکو تفسیر آیہ خاتمیۃ سمجہتی ہین اور اوسکی مقابل مین توجیہہ سلف کو غلط جانتی ہین اور موجبین کو منکر اثر تجویز کرلی ہین حالانکہ یہہ توجیہہ سلف

[illegible]

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی راوی خود صاحب اثر ہین کہ یہ مطلب بعض قسطاس
مین گذرا ایسی کوئی قید عقلاً بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
ہو یا بطور حقیقت بہرحال ناجایز ہی شرعاً کیونکہ کمتر از تحریف نہین بلکہ یہ ہوسکتا تہا کہ اگر یہ
لقب خاتمیہ کلام اللہ شریف مین ہوتا اور حدیث قدسی ہوتی اور اثر ابن عباس رض مین لب
ہی صاف مذکور ہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف مین مذکور ہی تو توجیہ یفسیر تیرہ کلام اللہ شریف
قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رض حجت ہوتی اور منسلک ہوتا
سلک القاب شرعیہ مین اور وسیلہ اس ہی رابعہ شرعیتکی حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
خود بخود ہر ایک خاتم کو پہونچ جاتا کیونکہ منشار شرعی پایا جاتا پہر گنجایش اضافت ممکن ہی
پس اب ضرور ہوئی وہ تفسیر اور توجیہ اثر مذکور جو سلف کیا رسی ہوئی جس سی توفیق درمیان
آیۃ خاتمیہ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اوسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
لی سرتاپا کی پیچ ہی غور ہی کہ کون منکر ہی اثر مذکور کا بلکہ نزاع نہین جو اثم کا یہ مطلب ہی کہ ہمارے
معنی کا اور ہماری تفسیر کا انکار نکرنا چاہئی اس سی انکار اثر لازم نہین آتا پس ظاہر ہوگیا
کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات مین سوای خاتم النبیین کے ہرگز ہرگز حالاً و مآلاً
حقیقۃً و اضافۃً و مجازاً و فرضاً ثابت نہین اور یہ اضافت اور اعتبار جو ایک امر عدمی کے
قبیل سی ہی کہ تابع اعتبار معتبر ہی بدون اذن شرعی ناروا ہی فتامل و تیقظ۔

قسطاس بست و چہارم

قسطاس بست و چہارم مشتمل تحقیق آیۃ حمیدہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الایۃ یعنی نہین محمد صلعم مگر رسول تحقیق گذر چکی پہلی اس سے تمام رسول پہلی کہ لام استغراق
کا ہی الرسل مین باستثنار خاتم النبیین جانا چاہئی کہ اس آیۃ حمیدہ سی واضح ہی کہ سوای
ہمارے خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہین پہلی کہ جس حالت مین پیشتر اون سی سب
رسول گذر چکی اور اونکو حقتعالی نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر نفرمایا تو معلوم
ہوا کہ اگر کوئی اور بہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یون ارشاد ہوتا وما محمد

الا الخاتم قد خلت من قبله الخواتم اور ظاہر تہا کہ جب خاتم ہی گذر گئی اور باقی نہ رہی تو
غیر خاتم تو بطریق اولی گذر جانی چاہئین تہی اگر شبہ کیا جاوی کہ پہر بجای وما محمد الا رسول
فرمانا چاہئے تہا وما محمد الا خاتم قد خلت من قبله الرسل تو جواب اوسکا یہ ہی کہ آیۂ مقام استدلال
مین نازل ہی اور گذر جانی اور وفات پانی تمام رسل کے جس سے استدلال کیا گیا اوپر
وفات آنحضرت صلعم کی لہذا وصف مشارک کی ساتہہ تعبیر فرمایا یعنی وصف رسالت کی
ساتہہ پہر اگر شبہ کیا جاوی کہ آنحضرت صلعم کی بہی خاتمیت ثابت نہو یہ بہی مانند سایر رسل کے
صرف رسول ہی ہون تو جواب اوسکا یہ ہی کہ خاتمیت آپ کی آیت خاتمیت سی یعنی ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین سے بجای خود ثابت ہی پہر یہ شبہ ہوتا ہی کہ خاتمیت مانع ہو گذر جانی ہمارے
حضرت صلعم کو یعنی آپکی وفات شریف کو تو اوسکا رفع اس طور پر ہی کہ عموم نصوص واردہ
دربارہ وفات وممات عام وخاص کے علی الاطلاق خاتمیت مزاحم نہین ہو سکتی وفات
شریف کو قوله تعالی کل شیء ہالک الا وجهه - کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذو الجلال
والاکرام - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فهم الخالدون - کل نفس ذائقة
الموت - ونبلوکم بالشر والخیر فتنة والینا ترجعون - مگر یہان سوق الکلام بالنظر
بسوی مطلب یہ تہا کہ اگر وفات ہو گئی تو کیا تعجب ہے جتنی رسول تہی سب گذر چکی اور انکی
شرایع منسوخ ہو چکین مگر شریعت اس رسول مقبول خاتم النبیین کی تو صلعم تا قیام قیامت
قایم رہی گی اگرچہ وہ وفات پا گئی اب بعد اس رسول خاتم النبیین کے صلعم اگر کوئی رسول
صاحب شریعت جاریہ نیا رسول ہو یا قدیم ہو نہین آ سکتا الا یہ ہی رسول خاتم النبیین ہر
طرح پر خاتم ہی اور اوسکی وجود باجود سی یہ ہی مطلوب تہا افان مات او قتل انقلبتم علی
اعقابکم - پس اگر وفات پاوی اوپر فراش کی یا شہید ہو جاوی کہ جہاد پیشہ ہی تو پہر جاوگی
تم اپنی ایڑیون کے بل پہر پہر اگر شبہ کیا جاوی پہر کا تکیہ عموم نصوص واردہ فی ہذا الباب کا لحاظ
تہا تو نزول اس آیۂ وما محمد الا رسول الآیۃ کا کیا ضرور تہا تو رفع اسکا یہ ہی کہ واسطی مزید

کرنی حاجت اور ارادہ نسبت صحابہ کرام کی بسبب شدت محبت کی ساتھ رسول مقبول کے
صلعم تقاضا ہی بشری تسلیہ نزول اسکا ہوا جبوقت کہ احد مین شیطان نی آواز شہادت
آنحضرت صلعم غلط کر دیا تہا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا پس واضح ہو کہ کوئی رسول ہمعصر
یا بعد عصر باعتبار زمان حیات اور وفات کی ہر حیثیت الشریعت المنصوبہ المامورہ الجاریہ
الفقہیہ الیہ بعدہ باقی نہین رہا جبکہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر سی رفع
دخل ہوگیا بطور جواب وسوال مقدر کی نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا بعد مین آنحضرت
صلعم کے علی ہذا القیاس وجود حضرت الیاس اسلئی کہ یہ سب منجملہ رسل خالیہ سی یعنی
گذشتہ سی ہین اور خلو عام ہی اس سی کہ حقیقی ہو مانند موت حقیقی ہونا ذبح کی یا موت حکمی
کی مانند رفع الی السما بنسبت حضرت عیسی علیہ السلام اور غیبوبۃ نظری بنسبت حضرت الیاس
علیہ السلام لہذا لفظ قد خلت اس آیہ مین نازل ہوا بخلاف لفظ ماتا اور توفی وغیرہ فافہم اور
صرف اس ہی موت حکمی پر جو یہان واسطی ایک غرض خاص مذکور کی ظہور مین آیا یعنی نسخ شرایع
سابقہ کی اکتفا نہ کیا جاویگا بنسبت حضرت عیسی اور حضرت الیاس کے علیہم السلام بلکہ موت
حقیقی قطعا بنسبت اونکی آنیوالی ہے کہ سر آفریدہ کی گلوگیر اور دست گریبان ہی امر ناگزیر ہی
اور جاننا چاہیی کہ یہ سب اقسام خلو مذکور خالی نہ ہو عزل و نسخ شریعت اونکی سی اور اتباع
شریعت حضرت خاتم النبیین سے صلعم کیونکہ یہان بہی مطلب ہی خلو مذکور سی اور خلو بصیغہ
ماضی موکد بلفظ قد ساتھ ظرف قبلیہ کی زیادہ تر دلالت رکہتا ہی اوپر قطع واسمہ وجود کی
بہی سکے بطرز مذکور اور جب کہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام غلبہ محبت مین بار جو اس
سو بہی یہانتک اس بیحواسی مین خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آنی لگی حتی کہ اوس
ہی حالت مین حضرت عثمان رضی حضرت عمر رض کو السلام علیک کا جواب نہ دیا نوبت
شکایت بحضرت صدیق اکبر پہونچی عذر لا علمی و بی شعوری جانب سی اونکی پیش ہوا الحاصل
حضرت ابو بکر صدیق رضی ممبر پر خطبہ پڑہا اور ضمن مین آیۃ تلاوت کی وما محمد الا رسول الایۃ

تب لوگون کی آنکھیں کہلین اور وہ حالت فرو ہوئی سبحان اللہ کیا رتبہ صدیقیت ہی کہ تمام صحابہ
موجود تہی یہہ استقلال اور یہ فہم اگرچہ صاف و صریح مطلب یہی تہا خیال مرتحل کیونکہ جو ہم
مذکور مستور و مخمور ہو گیا تہا البتہ اعظم نفع اسلام پر نظر رکہنی چاہئی دربارہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ
اور ترتیب خلافت وغیرہ مین جو عقیدہ اہل سنت و جماعت ہی فافہم اور تحقیق اس آیۃ وما محمد
الا رسول الا نبیاء اور نیز آیۃ وما المسیح ابن مریم الا رسول الاٰیۃ بخوبی گذری قسطاس نمبر دوم مین جس سے
رفع شبہہ آیۃ مسیحیہ کا ہو گیا **قسطاس بست وپنجم** متعلق عبارت دافع الوسواس واقع صفحہ
چہارم حکم وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ مین بشہادت اثر مذکور کی بطور قطع و یقین کی نہین کیا
جاتا یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوی بلکہ بطور ظن کے ہی اور اسکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کے
ساتہہ ضروری ہی تفصیل انبیاء مین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی قطاس جائی غور ہے
کہ اس مرسی تو عبارت دافع الوسواس و من معہ و من تبعہ لی خود اطمینان کامل کردی کہ وجود
انبیاء طبقات تحتانیہ قطعی اور یقینی نہین تاکہ منکر اوسکا کافر ہو بلکہ ظنی ہی کہ اوسکا منکر کافر
نہین ہو نیز معلوم ہوا کہ وجود اونکی خاتمیت کا تو کہان کہ جسکا اثر مذکور مین اثر بہی نہین اور اگر
ہوتا بہی تو ایسا ہی ظنی الثبوت ہوتا ۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ۔ پس باوجود اسکی پہر
اس مسئلہ مین غلو و افراط سمجہ بہی ثابت قطعی کے اور حالانکہ منکر نفس طبقات کو بہی جو مقر ہی اونکا
یعنی انبیاء مذکورہ کا فر نہین کہا جا سکتا اور یہی صفحہ چہارم دافع الوسواس مین یہ عبارت موجود
ہی کہ منکر نفس طبقات بہی کافر نہین مگر بڑا تعجب تو یہ ہی کہ اس مسئلہ وجود انبیاء طبقات تحتانیہ
کو بعد بیکار کردینی اثر مذکور کی اثر کو بوجہ عدم کفایۃ اثر مذکور کی قطعیہ کو اور ضروریۃ کو اور
قائم مقام کردینی ظن کو بوجہ کفایت ظن کی اس محل مین حالانکہ اصل بناء بحث مذکور یہی ہی اور
بہ یہ مسئلہ کفایۃ ظن بجائی خود مستقل ہے کچہہ موقوف نہین اوپر بحث اثر کی اور باینہمہ جو کچہہ باقیہ
کا بحث طلب مذکور ہی وہ بہی واضح ہو جاویگی وہ بحث عام ہی کچہہ خصوصیۃ خواتمیت سی نہین رکہتی
حالانکہ مذکور ناولیں عام اوپر دعوی خاص کے بعید ہی تحت قاعدہ ایمان اجمالی جو ضرور

ہی داخل کیا قطع نظر اس سے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم ستہ مفروضہ ایمان مفصل معین پایا جاتا ہی
جیسا کہ یہ اثر لعین بالاستحار کرلی ہی فیہ آدم کا دکھم الخ اسلئے کہ اثر مذکور مین ایمان بالاجمال
نہین بلکہ یہ از قبیل ایمان تفصیلی وتعینی سمجھا جاتا ہی نہ اجمالی کیونکہ ایمان اجمالی وہ ہی کہ
مؤمن بہ کا علم بستہ ہو شامل جمیع افراد کو جیسا کہ مجموعاً مجملاً اس آیہ مین ہر دو صنف مذکور
ہین قولہ ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک پس یہ خواتم ستہ منجملہ انبیاء
مقصوص علیک متعین الاسما متعین الذکر بالاستقلال سے ہو لی جاہئین بانناء حضرت آدم
وحضرت نوح وحضرت ابراہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو مثل ہین کہ جنکی اوپر
ایمان تفصیلی ہی بجا ہی جو دمستقل ہے نہ مانند اون انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھ ذکر
قرآن وحدیث مین نہین سوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نوح نبی مثل ما اوتی رسل اللہ
مجموعاً مجملاً مطابق مضمون آمنت باللہ ورسلہ کی مجموعاً مجملاً ذیل وجیل مین زمرہ جمیع انبیاء
کی بلا تفصیل ہو جانا جاہی کہ ایمان اجمالی عبارت ہی ایمان بالتفصیل سی بنسبت جمیع انبیاء
قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تا کہ غیر نبی کو شامل ہو اور وہ غیر نبی داخل ہوا ور
کوئی رہ نہ جاوی حالانکہ یہ خواتم ستہ غیر قطعی الثبوت مین نزد زاعمین ہی بلکہ ظنی الثبوت ہین
چنانچہ عنقریب گذرا اور یہ کفایت ظن ایمان اجمالی مین نزدیک زاعمین جو بدرجہ یقین معتبر
ہی تو بنسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور نہین ورنہ یہ ایمان اجمالی غیر نبی کو نبی کر سکتا ہی
اسلئے کہ اعتبار ایمان اجمالی محض واسطی رفع ایسی اشتباہ کی ہی کہ تفصیل مین خصوص تعداد تفصیلی
مین نام بنام لقب بلقب مانند خواتم ستہ کی ہو سکتا ہی کہ شاید غیر نبی نبی ہو جاوی یا عکس اسکا
لہذا کتب عقاید مین عدم تعداد انبیاء در بارہ ایمان کی اولی اور احوط کہا بلکہ واجب اور آکد
سمجھی گئے پس خواتم ستہ اگر انبیاء قطعیہ کی زمرہ مین داخل ہین تو ایمان اجمالی مین داخل ہین
ورنہ فلا پس ثابت ہوا کہ منشار اسکا افراد قطعیہ ہین نہ ظنیہ فافہم اور جانا جاہی کہ مراد منہم من
قصصنا علیک سی عام ہی اس سی کہ انبیاء مقصوص الاسم یا مقصوص اللقب ہون یا مذکور

وتفسیرہ والبیان الطویل ہو والبیان القصیر ہو ہائے حالانکہ ثبوت اس ایمان اجمالی کا نص قرآنی یقینی
قطعی الثبوت سے اور احادیث متواترات المعنی سے اور نیز مشاہیر سے بطور مزید موئدات ایسا
ہی ہے کہ جیسا ایمان تفصیلی بنسبت انبیاء منصوص — قطعی الثبوت الیقینی سے جو ثابت ہے
نص قرآنی وغیرہ سے اور اس امر مذکور کا اسمیں کچھ اثر نہیں ہے نہ کچھ دخل کیونکہ شہادت اس
امر مذکور کی بطور علم قطعی اور یقین مسلم طرفین سے ہے پس جب امر تحقیق کے معلوم ہوا کہ انبیاء
معلوم التسمیہ والالقاب معدود بالعدد المعلوم کہ جنکو خواتم ستہ کر تعبیر کیا جاتا ہے متعلق بایمان
تفصیلی ہونے چاہئیں نہ اجمالی موافق زعم زاعمین اسواسطے کہ زمرہ منصوص علیہ سے ہیں پس
استدلال صحیح نہیں تقریب تام نہیں ہے دعوی بے غلط رہا اور نیز خوب روشن ہو گیا کہ واسطے
ایمان اجمالی کے ہرگز دلیل ظنی کافی نہیں ہے جو ایسے افراد غیر قطعی الثبوت ہیں اگرچہ زمرہ
منصوص علیہ سے ہوں نہ کہ ساتھ وصف نبوت کی مانند حکمت اور احسان وغیرہ کی
قولہ تعالی ولقد آتینا لقمان الحکمۃ الایۃ سورہ مریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا — وضرب اللہ
مثلا للذین آمنوا امرأۃ فرعون الایۃ — ویسئلونک عن ذی القرنین الایۃ الیتہ اونکی حق میں
واسطے ثبوت نبوت ظنی کے جو منشا اختلاف کا ہے کہ وہ مفید نہیں ہے اسی ظن کے کوئی
دلیل ظنی کافی ہو سکتی تھی مگر صحیح یہ ہی کہ ہرگاہ اقوال مشہورہ معتبرہ راجحہ رزینہ عدم نبوت
انکی نبوت میں قرار پاچکی وہ ہی مذہب قرار پاگیا گو نفس وجود انکا ساتھ اوصاف
دالہ ولایت اور کرامت کی بحیثیتہ کذائی نص قرآنی میں جو ہاں بلحاظ وصف نبوت کی
پایا گیا اسکا انکار کفر صریح ہی کہ یہ امر قطعی الثبوت ہی پس حال خواتم ستہ تو ایسا بھی نہیں
اور بالفرض اگر ایسا ہی ہو فہو المراد کہ بموجب قول صحیح غیر نبی ہوئی مگر ولی کامل ہادی جیسا کہ
سلف صالح کا قول ہی بشرط الطیبی بشرط وجود مکلفین طبقات سافلہ مگر باوجودیکہ عبارت
دافع الوسواس وغیرہ منتبین خواتم ستہ خود اعتراف عدم قطعیہ ثبوت نبوۃ اونکی کا کرتی ہے
وحکم دیتی ہی کہ نہ منکر اونکا کافر ہے نہ مکلف ہے عقیدہ کی نہ اسپر اجماع منعقد ہے ثبوت

لنصوص قرانی سی نہ روایات اخبار متواترات سی اور نہ دلیل ظنی کو جو خبر آحاد سی بطور مذکور
کافی سمجھتی ہے بلکہ صرف ظن کو اس باب میں کافی سمجھتی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا اور جو کچھ اوسکی حمایتی
ہی دیکھی پہر اس پر بہی بنا کر وصا ہے نہیں بلکہ دلیل اثبات نبوۃ کی ساتھہ قطعیت کی بلا دلیل
ہوتی ہی اسلئی کہ دلیل ہی اثبات نبوۃ بالاجمال کے جو نصوص قرآنی از قبیل امور مقطوع ہیں
دربارہ اون انبیاء کی جو واقعی النبوت ہیں جیسا کہ ہمنی عنقریب تحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
پس کمال حیرت سی بالکل غفلت ع مثنوی مولانا روم ع دیدہ اسی کرہ خرد مند جانا چاہیے
کیا بلکہ پوچہا جاتی کہ ہرگاہ اعتبار ایمان اجمالی مذکور میں بشرط صالحیت افراد واسطی کفایت
قطعیہ کی معلوم ہوئی تو پہر دخل افراد غیر صالحہ للقطعیۃ یعنی خواتم شدہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجمالی
میں محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا دو حکم متغایر متباین کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
من حیث الانفراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیت مذکورہ اور پہر وہ مفقود مثلاً
ترکیب رس باخیتہ میں جو اجزاء صالحہ غیر متنافرہ سی ہی بسبب امتزاج کی قوت قید کرنی
اسبغول وپیل کے یقینی ہی بخلاف کسی ایک جزء کی بالانفراد یا چند جزء کی بالاجتماع جو کمتر از نصاب
ترکیب و امتزاج ہوں یا بالاجتماع بالاجزاء المتنافرۃ بالتنافر فلذالک پس ظاہر ہوا کہ ہیئۃ تالیفی
کا اثر ہی مشروط ہی واسطی ایقاع حکم مطلوب کی ساتھہ صالحیت مذکورہ کی واسطی سارے اجزاء مذکورہ
کی ختیا و ہی اقدام پس بنا اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی معقول بر ایک محسوس کے
ظاہر ہو گیا مثلاً اجزاء کسی نسخہ مرکبہ کی تا وقتیکہ صالحیۃ تالف و توانس ہمدگر ہی محروم
ہونگی کیفیت مزاج مطلوب ہرگز حاصل نہوگی اور نسخہ مفید نہوگا قطعاً بلکہ اگر سم قاتل ہی
ہو جاوی تو کیا بعید ہی پس بلا وجود کسی منشاء قطعی الثبوت اور صالحیت کی کسطرح قوت
درجہ قطعیت باحسن فیہ یعنی بعد رتبہ اجمال مذکور حاصل ہو سکتی ہی ہاں البتہ ایمان اجمالی ضروری
ہی بعنوان کہ جو انبیاء علیہم السلام متحقق النبوۃ ہیں علم الہی جل شانہ میں ہمارا اونکی ساتھہ
ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ ورسلہ کی کہ قطعی الوجود اور قطعی النبوۃ ہیں

برابر ہی کہ انبیاء معدودہ اور مقصوص علیک کی قبیل سے ہون جو بوقت ظہور علم الٰہی جل شانہ
کی بذریعہ وحی کی کہ نبوۃ اونکی بالتفصیل ہے ساتھ ذکر طویل کے یا ذکر قصیر کے اور امر مذکور
یہ ہی کہ مقصوص باسم ہون یا باللقب یا بالحکایات والقصص بفتح القاف اور بکسر ہا کے
انپر ایمان قراوی لازمی بھی قطعی ہی اگرچہ ذیل اجمال مین اونکے ساتھ ایمان قطعی حاصل
ہی یا اس قبیل مذکور سے نہون یعنی غیر مقصوص علیک ہون موافق اس آیہ کی فمنہم من
قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک پس بس یا لوحظ اجمالاً کالملائکۃ والکتب والرسل
یکفی الایمان بہ اجمالاً وما لوحظ تفصیلاً کجبرئیل وموسی والانجیل اشترط الایمان بہ تفصیلاً
فمن لم یصدق بمعین من ذالک فہو کافر فالتلقی لیس بکاف فی الایمان ۱۲ من کشاف
اصطلاحات الفنون للحاجی قاضی محمد اعلی المحقق التہانوی قدس سرہ نقلاً من العینی شرح البخاری
والفتح المبین شرح الاربعین وشرح المواقف ۱۲ اور جاننا چاہیے جو افراد غیر مقصوص
علیک ہین اگرچہ غیر مقصوص علیک ہین لیکن بموجب اس آیہ شریفہ مذکورہ کی اسقدر تو
معلوم ہی بمقابلہ مقصوص علیک کی کہ وہ متحقق النبوۃ تو ہین گو ہمکو تفصیل وتعیین مذکور
اونکی معلوم نہین یہ بھی فی الجملہ شبیہہ تفصیل وتمیز مین بوجہ اعلام الٰہی ساتھ تحقیق نبوۃ کے
جیسا کہ مفاد فقرہ کریمہ ومنہم من لم نقصص علیک ہی اور اعلام عام ہی کہ بالتفصیل ہو یا
بالاجمال کہ ظاہر ہی پس امر فاصل درمیان من لم نقصص علیک کی اور درمیان مزعوم
اور مظنون کی اعلام الٰہی جل شانہ سے معلوم ہوا کہ اجمال اس باب ایمان مین یعنی
رکھتا ہی عزل النظر ہوا س تقابل مذکور سے بھی یعنی بلالحاظ مقصوص علیک اور غیر مقصوص
علیک کی مضمون یہ کہ کل کو اسقدر امر کی طرف لحاظ ہو کہ افراد متحقق النبوۃ خواہ مقصوص
علیک ہون یا نہون پر اونکی ساتھ ہمارا ایمان قطعی ہی پس جو اس تقسیم سے اس قبیل سے ہرگز نہین
اور نہ اوس قبیل شبیہہ مذکور سے کیونکہ تحقق نبوت تو اونکا خود مظنون ہی نزدیک
مشتبہین اونکی کی ہی جیسا کہ عنقریب گذرا اور اوقسطاس مین بھی مذکور ہوا اور

عنوان بیان مثبتین مذکورین حاکی ہے مقصود حلیک ہوئی اوسکی ہے کہ نام ہباہم اثر
مذکورین مذکور ہی کہ جواز قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال لیس دعوی اجمال بھی غلط
گیا اور تحقق الحق ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا علاوہ
بریں ہے کہ اور یہ جو اتمہ ستہ مانند حضرت خضر اور ذوالقرنین بھی تو نہیں اگرچہ یہ دونوں
بھی مقطوع النبوۃ نہیں مگر وجود اونکا ساتھ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ خاتم منظر
سے تو قطعی الثبوت تو بھی کہ سورہ کہف میں ہے ۔ فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ من لدنا
علما ۔ حق خضر میں ۔ اور یسئلونک عن ذی القرنین الایۃ یہ مقام مدح میں بنا ہے اور ایسا مدح
الہی اولیا اور صاحب کرامات ستہا ہی بخلاف خواتم ستہ کی کہ افراد مقدرہ محتملہ
اور مظنونہ میں سی ہین یہ مطلب ہی عقیدہ اسلامیہ کا کہ ایمان بالانبیاء والرسل بالاجمال
ضروری ساتھ افراد متحقق النبوۃ متیقن النبوۃ کی نہ کہ ساتھ افراد مظنونہ محتملہ
مقدرہ مفروضہ مزعومہ کی مانند خواتم ستہ یا مشکوک النبوۃ مرجوح النبوۃ کی مانند
خضر و ذوالقرنین جو غیر راجح ہیں مثلا قول حضرت عاقل مکلف کا کل من کان عبدی فہو
حر واقع ہوگا اوپر اوسکی جو اوسکا غلام خالص ہوگا نہ کسی حر پر بلکہ نہ اوسکی کسی ناقص
الرق پر نہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بانبیاء اور رسل حقہ محققہ
نہ مظنونہ محتملہ مخترعہ مفروضہ اور نہ مرجوحہ تاکہ تبادل صحیح اجمہ ربیہ کہ مراد ونسی بلا دی
غیر ہی ہیں ۔ قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون فافہم کنہ المقام والمرام پس
غور ہوگیا قول ع بیارت دافع الوسواس کا جو صفحہ چہارم میں مذکور ہی کہ اگر دلائل ظنیہ
مطلقا مفید باب نبوۃ میں ہوتی علماء متقدمین کیوں آپکی ادعا پر دلائل ظنیہ پیش
رتی فقط اسواسطی کہ مذہب جمہور انکی نبوت پر ہی نہ لقمان اور ذوالقرنین اور خضر
غیرہ کی پھر گسپتی نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ غیر انبیاء ہیں کیونکہ ظن کافی نہیں ہے
ن الظن لا یغنی من الحق شیئا ۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ۔ پس واضح ہوگیا

کہ ظن بہ باب اجمال ایمان بالانبیاء مین کافی ہے نہ باب تفصیل ایمان بالانبیاء مین کافی
ہی بلکہ یقین ہے کافی ہے بشرط مذکور کہ جسکا منکر کافر ہوجاوے اور نسبت ایمان
لانے کی اور نیز تکلیف شرعی ہوا مدلول ہے اطلاق لفظ انبیاء پر واقع ہوگا اونہین افراد
محققہ پر نہ افراد مظنونہ محتملہ مخترعہ پر خواہ ہمکو معلوم ہوں یا نہ ہوں بطریق اسباب علم کی
جو شارع کی طرف سی مقرر ہوئی مانند نصوص قرآنی اور احادیث متواترہ بالاتفاق
ورنہ علی القول احادیث مشاہیر تو ہوں جو سرحد یقین کو پہونچی ہیں بعد وعصمتہ کذب سی دور
ہوگئی ہین اور گونہ احتمال کی گنجایش رکہتی ہین کہ جس سے عین یقین کو نہین پہونچی ہین ورنہ
پہر تو متواتر ہی ہوجائینگی جیسا کہ اصول مین مقرر ہی خصوص بحث سنتہ تلویح مین ہے
نہ احاد کافی ہین ایسی باب مین اگرچہ باب تفاصیل حشر مین علماء نی احاد کو قبول کیا
ہی یہ بہی کتب اصول مین موجود ہی خصوص تلویح وغیرہ مین یہ امر آخر ہی مگر یا محض ظنیہ
مین اگر احاد فائدہ بخش بہی ہونگی تو سوای ظنیت کی نہونگی پس فائدہ کیا فائدہ کہ
پس بیفائدہ ہوگئی عبارت مذکور دافع الوسواس کی واللہ اعلم سے ظاہر اخلاصہ عبارت کا
دافع الوسواس یہ ہی کہ ہم نسبت ایمان اجمالی کی ساتہ جمیع انبیاء کی تو مکلف ہین اسلئی
کہ مفاد لفظ ضرور سوای تکلیف اور کچہہ نہین اور تکلیف بدون دلیل قطعی غیر متصور تو معلوم
ہوا کہ یقین ضرور ہی بخلاف نسبت ایمان تفصیلی کے ساتہہ اونکی یعنی جمیع انبیاء کی مکلف
نہین کیونکہ اوسمین یقین ضرور نہین تو دلیل قطعی بہی نہین پس مکلف بہی نہین پس یہ
جملہ اوسکا کہ اس باب مین ظن کافی ہی منافی اور مخالف ہی کیونکہ مراد کفایتہ ظن سے
یہی ہی کہ جو فائدہ یقین سے متصور ہو تا وہ اس ظن سے متصور ہو یعنی ظن قایم مقام
یقین ہے تو بمنزلہ دلیل قطعی ہی تو اوسمین یقین ضرور رہا پس معلوم ہوا کہ ایمان اجمالی
اور ایمان تفصیلی ہر دو نون مین یقین ضرور ہی اور قطعیت ضرور ہی پس منکر ہر دو قسم
کا یعنی انبیاء مجملین کا اور انبیاء مفصلین کا کافر قطعی ہے پس جو وانبیاء طبقات مجملہ

کا اجمالاً اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار اوسکا کفر ہوا پس صریح تخالف ظاہر ہوا
اور اثر مذکور کا کہ منکر اوسکا کافر نہیں اور کوئی مکلّف بالاعتقاد نہیں زائل ہو گیا
اور شہادت اوسکی منعکس ہو گئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکص دلیل ہی اور کہاں
تک تفتیش عبارت مذکور اور من محہ وستجہ کیجاوی فقط اور دہوکا نہو کہ کبہی اطلاق ظن
اوپر یقین کے بہی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم اور وارد بعض احادیث
شریفہ فما ظنک باثنین اللہ ثالثہما اور قول حضرت عمر رض کا ہذا الظن بک واسطی شک کی درباب شک کا تیمم
مردمان کوفہ ما احسن یصلی اور جواب اونکا کہ مین موافق سنت کی نماز پڑہاتا ہوں واقع
سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اوہین واسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی اور
حکم اوسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو امر فارق ہی درمیان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
ظن بجائی یقین اس آیۃ میمونہ مین واسطی احتمال سوء خاتمہ کی ہی نعوذ باللہ منہ کیونکہ ملاقات
معتبر ہی ساتہہ حسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی الیقین ظن مستعمل ہوا علی ہذا القیاس اور
بہی توجیہات وجیہہ ہین پس معلوم ہوا کہ وہان یعنی آیۃ ملاقوا ربہم مین ظن کافی ہی قطعیہ کو دوا الا
دہ ہو سکین نہون یعنی درباب ایمان بالانبیاء ظن کافی نہین یقین ہے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
کیونکہ یہان کوئی نکتہ نہین بنا بر نکتہ مذکور کی اور اگر کفایۃ ظن با یمعنی نہین کہ مفید یقین ہو بلکہ
کفایۃ اوسکی بطور نفس معنی ظنیہ خالصہ ہی تو کچہہ مفید نہین چنانچہ خود اعتراف زاعمین ہے کہ منکر اوسکا
کافر نہین اور ظاہر یہی مراد اونکی ہی پس اس صورت مین تو یہی حکم سرایت کرتا ہی طرف جمیع انبیاء
علیہم السلام سے کہ حتی کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم حقیقی کی ہی صاحم منتظر التسویہ بین سایر افراد
انبیاء علیہم السلام نفس نبوت مین یعنی منکر نبوت جمیع انبیاء علیہم السلام کا کافر نہو کیونکہ ثبوت نبوت
جمیع انبیاء بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل النظر کر چکی ہی عبارت دافع الوسواس اس دلیل
اثر مذکور سی اور جہم گئی ہی اوپر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء
کی ساتہہ ضرور ہی تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی فقط

اور تحقیق اس فقرہ عبارت انواع وسواس کی تفصیل انبیا رمین الیقین ضرور نہین بمستتر اس ہی ما
قسطاس مین گذرچکی واللہ اعلم **قسطاس لسبت وششم** مین کہتا ہون کہ ظاہر یہ قول
امام نووی رح لیس من الجن رسول عند جماہیر العلماء مخالف ہی آیہ شریفہ یا معشر الجن والانس
الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی الایۃ کی لیکن توجیہ اسکی یہ ہی کہ جب ضمیر مخاطب مجرور لفظ
منکم مین طرف مجموع معشر الجن والانس کے راجع ہی بلا تفصیل وتفریق ہر دو جماعت کی مجموعہ باعتبار
نفس مکلفین کے تو کفایت ہی تا کہ رسل کے کسی جماعت سی ہو واسطہ تبلیغ وتصدیق مطلب
آیہ شریفہ کی یعنی عدم ضرورت رسل جن کے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ نہوا کوئی رسول حقیقی جن
سی جیساکہ مذہب جمہور ہی مانند یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان حالانکہ خروج مروارید ومرجان
ہی دریای شور سی نہ شیرین سی اور وجہ ترجیح وجود رسل انس کے اور عدم وجود رسل جن کے عنقریب
آتی ہے اور فائدہ قید رسول حقیقی کا یہی ہے واسطہ اخراج رسول غیر حقیقی کے اس جگہ استفہام
صورۃ منفی ہی یعنی الم یاتکم رسل منکم مین سے نسبت معشر جن کے جو کہ مراد ہی ہادی اور مقتدا
سی گروہ جن ہے اور بصورت دیگر یعنی وجود رسول حقیقی گروہ جن سی تو وہ محمول ہے اوپر
زمان قبل از بعثت ہماری رسول مقبول حضرت خاتم النبیین صلعم کی جیساکہ قول بعض متقدمین
ہی مانند ابن حزم کی لیکن توجیہ صحیح نہین ہسکتی کہ یہ تخصیص رسل جن ساتھ ہین بلکہ رسل انس ہی ساتھ
بعثت مذکورہ ختم ہوچکی پس قول جماہیر بدین توجیہ کو جو مبنی کی ہے جو واقعی ہے مرجح ہوا
مگر پھر بھی مین کہتا ہون کہ ظاہر آیہ موصوفہ یہ ہی کہ جیسی کہ رسل انس کی نسبت بعضہم مجموعہ
متعلق ہو ایسی ہی نسبت رسل جن کا بہی متعلق ہوتا پس وجود رسل جن ثابت ہوا لیکن وجہ مذکور رجوع ہوئے تو ان سے جو مخالف
خلف کو وہ بہی اولی ہے بلکہ واجب ولازم ہی جو منظر تحقیق مطالب آیہ شریفہ ہے
اور روایات معتبرہ صحیحہ سی تاکہ مخالفت نہو مفاد عموم نصوص آیات قرآنی اور اخبار
صحیحہ کو مانند قولہ تعالی ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر الایہ وغیرہا اور اکثر جا آیات
قرآنی مین واسطے بنی آدم کی تفریدہی ہمارے جانب سی حضرت حقتعالی شانہ کے

مثل یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی
غیر ذالک بخلاف جنات کی کہ اونکو بتبعیت بنی آدم ندا مین شریک کیا ہے اسلئے اس ہی آیہ
یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا اسکے
اور مانند فبای الاء ربکما تکذبان اور کہین ندا نہین ہوئی کہ یا بنی الجان جیسا کہ عورتون کو
اکثر جا تابع کیا ہی مردون کے بہت احکام مین معنی و مرادا نہ لفظا و عبارۃ الا ما شاء
اللہ مانند قولہ تعالی یا ایہا الناس اعبدوا ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی یا ایہا
الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم اور نیز صراحۃ مانند یا نساء النبی لستن کاحد من
النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول الایۃ حالانکہ بعض جابین مانند اس قول حق تعالی کے ندا ز
ہی بنی آدم کی عورتون کو کیونکہ سبب ازواج مطہرات الشان تہین کوئی ہی جن نہتین
اور سورہ احقاف مین مذکور ہی و اذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما
حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین تا ایۃ و من لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز
فی الارض الایۃ اس سے صاف وصریح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی قدر القیاس
حاضر ہونا جنات کا خدمت میں حضرت رسالت پناہ صلعم کے مکہ معظمہ مین متصل محتسب کی مسجد
صلاۃ کی جو غلط العام مشہور ہی جنۃ المعلی مقبرہ اہل مکہ کا جو روایت ہی عبد اللہ بن مسعود صحابی رض
سی کہ آنحضرت صلعم نے ایک دایرہ خطی زمین پر کہینچ کر فرمایا کہ ابن مسعود اسکی باہر ہونا وہ کہتی
ہین کہ پہر میں بڑی جوان طویل القامت اوسکی پاس کو گذرتے تہی اونکو کچہ آسیب ہو سکتا
تہا چنانچہ ترمذی شریف مین روایۃ ہی کانہم الزط ایک جیل ہے ایک قوم حبش مین سے
یعنی ایک گروہ ہی اونکو زط کہتی ہین اور ایک روایۃ مین اون ہی عبد اللہ بن مسعود رض سے
کہتین دور سے اونکی آواز سنتا تہا خوب سمجہہ مین نہین آتی تہی اور بعض روایۃ سے جو نہونا
حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اوپر تعدد وقوع لیلۃ الجن
کے شاید اوس مین ابن مسعود رض نہون اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع بطن نخلہ

مین مابین طائف اور بطن نخلہ کے جسوقت کہ آنحضرت صلعم نماز صبح گذار رہی تہی اور جماعت
جنات مذکورہ وہی جاتی تہی او قرآن اور وہ ایمان لائی چنانچہ سورہ جن قل اوحی
الی انہ استمع من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یہدی الی الرشد فآمنا بہ الخ شاہد ہی
اس سورہ مین مذکور ہی کہ دو ایکونون علیہ لبدا کہ جنات مین سی نبی نہین ہوا مگر رسول
ہوی رسول اللہ کی طرف سی اپنی قوم کی طرف یعنی منذر اور ہادی ہوی غیر نبی کہ صریح
قول اللہ تعالی ہے ولوا الی قومہم منذرین نہ لفظ مرسلین اور نہ لفظ نبیین اور لفظ سمعنا کتابا
انزل من بعد موسی بہ صاف واضح ہے کہ سامع ایسی کتاب کی ہین جو نازل ہوئی اور غیر
اونکی کے اوصاف مفہوم ہی اونکا یہودی ہونا لفظ من بعد موسی سی اور صاف واضح
ہی اونکا قائل ہونا ساتھ منسوخیہ کتاب مابین یدیہ کی توراۃ وانجیل وغیرہ لفظ مصدقا
لما بین یدیہ سی اور نیز لا پرواہ ہونا اونکا سب کتابون منسبین سے من حیث التابعیۃ نہ صرف حیثیت
العقیدہ بالحقیۃ ساتھ لفظ یقومنا اجیبوا داعی اللہ کی و ایمان لانا اونکا ساتھ دین اسلام کے
اور ہدایت کرنا اونکا اور دنکو ساتھ ایمان لانے کے اوپر اس کتاب کی اور پہر کر جانا اونکو اپنی
قوم کیطرف منذر اور واعظ ہوکر اور ہادی غیر نبی ہوکر اور وعید کا سنانا اون اشخاص کو جو نہ
قبول کرین دعوت رسول کو بموجب اس لفظ کی ومن لم یجب داعی اللہ الآیۃ یعنی داعی
حقیقی خود حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور مجازی یعنی ہادی اور منذر وہی جن مذکور پس کیا
عجب ہی کہ بصورت وجود مکلفین کے طبقات سافلہ ارض مین بطور ان رسولون جناب
نصیب کے ہادی غیر نبی ہون خواہ جن ہون خواہ انس ہون اور ہمنام بہی ہون
انبیاء طبقہ ارض علیا کی آدم و نوح و ابراہیم و عیسی و محمد جیسا کہ امام قسطلانی اور زرقانی
اور سیوطی وغیرہ علیہ الرحمۃ نی توجیہ وجیہ اور صحیح کی ہے پس قول دافع الوسواس کا جو صفحہ
نوزدہم مین ہے کہ تاویل بلا دلیل معتبر نہین لغو ہوگیا اور قباحت اور معنی اثر کی جو فہمیدہ
اونکی اور ہین واقعہ کی ہین ظاہر ہوگئی اور خود دافع الوسواس کا صفحہ بستم مین اقبال ہے

اور جن کے رسول ہونے میں جمہور سلف و خلف قائم ہیں مگر رسُل رسُل میں یا نند تحقیق امام
قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہو چکا پس معلوم ہوا کہ انکی جنات بھی تابع شریعت رسل
بنی آدم ہی ہوتی اور عکس اسکا کہیں قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہوتا قولہ قبل الرسل
من الجن رسل الرسل الیہم فتولوا و لوا الی قومہم منذرین عنیادی ۱۲ و فی حاشیہ قولہ رسل الرسل
المراد بہ الرسل یا تکم رسل منکم رسل من الجن ارسلہم الرسل من البشر الیہم لینذروہم ویدعوہم الی
الایمان فقد اتی الجن رسل لکن لا من اللہ بل من الانبیاء پس معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہیں
یعنی ہادی نہ کہ نبی پس یہ جب ہی سے تحقیق ہوا اور اثر ابن عباس رض کا اور اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ممکن ہے بموجب اس کریمہ کی منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کوئی نبی جنات
میں زمرہ غیر مقصوص علیک سے ہوا ہو تو یہ بطور دفع ہے کہ آخر کوئی تو مقصوص علیک میں سے
بھی ہوتا اور انحصار رسل بنی آدم کی یا کوئی اشارہ ہوتا بالاجمال پس یہ شبہہ بالکل وہم ہے کہ بخلاف
تاسیس علما اہلکی برخلاف ہی اور شرف بنی آدم اخبار و آثار میں اور آیات میں اور جنات
کی جو کچھ مذکور ہیں وہ مذکور ہی ہے از انجملہ یہ کہ مسکن و ملکا البضن الجنہ یعنی بہشت کا اور فنا رجنت ہی
کہ وارد اصادیث ہی اور وجہہ اسکی یہ ہے کہ میں کہتا ہوں عنایت خاصہ خداوندی سے
جنت میراث میں ہم بنی آدم کو جا ملی ہماری آدم علیہ السلام سے پہنچی۔ یا آدم اسکن
انت و زوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور و تلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون
تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا۔ ہر گاہ کہ اس آیت میں لفظ عبادنا عام ہے
شامل ہو سکتا ہے جنات وغیرہ کو بھی مگر بنظر مطلب صریح ان دونوں آیتوں کے اور
او بیز بالسوا انکی آیاتت دیگر بھی خصوصیت میراث ہم بنی آدم سے متعین الکرادہیں جوانہیں سے
اتقیا ہیں پس ان دونوں آیتوں سے مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور انتفاع نعما جنت
سے مخصوص ہے اولاد و اتقیا کی ساتھ جو شائستہ ہیں ساتھ تقوی اور اعمال صالحہ کی کہ ادنی
مرتبہ اوس تقوی کا نفس ایمان ہے والا محروم الارث ہو گا نعوذ باللہ اور یہ استعداد فطری

بعنایت خداوندی لقب آدم اور اولاد اوسکی کی ہوئی بالاصالۃ بخلاف جان اور
اولاد اوسکی کے فافہم۔ اور جاننا چاہئے کہ جن ماخوذ ہی جنّا سی یعنی پوشیدگی قولہ لعتم
لیتما جن علیہ اللیل رای کوکبا۔ علی ہذا القیاس جنون اس ہی قبیل سے ہی کہ پوشیدہ کر دیتا ہی
عقل کو پس جنات بسبب پوشیدگی نظر سے شبیہ بنسوان و زنان مستورات ہیں لہذا منصب
نبوت اور رسالت سی جو مخصوص ہے ساتھہ مردون کے محروم رہی اور بعوض سکونت
جنت حضرت آدم علیہ السلام کی سکونت زمین میں برای چندی بطور جرمانہ لعبدو خطا خوردن
دانہ گندم سکونت زمین عنایت ہوئی نظر و لحاظ میراث جنت بطور میراث کی ساتھہ خلافت
کی جسکی صراحت قرآن مجید میں نازل ہوئی۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اور نیز توارث
بہی اسکا ثابت ہوا آیۃ سورہ ص سے یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الہوی الایۃ محتمل تہا کہ شاید خلافت بنی آدم زمین میں محض
سکونت بالکانہ ہو بدون حکومت شاہانہ سلطانانہ اوسکو رفع کیا ساتھہ لفظ فاحکم
بین الناس کے اور خطرہ نگذری کہ صرف حکومت بین الناس تہی جنات پر نہ تہی وہ
مدفوع ہوی کہ حضرت سلیمان اونکی فرزند کی آگی جنات لی کیا کیا کچہہ پانی نہ بہرا۔
وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فہم یوزعون۔ اور نیز حضرت داود علیہ السلام
کے آگی پہاڑون کا اور لوہی کا اور جانوران پرندہ کا کیا حال تہا تابعدار تہی اور لوہا
مانند موم اونکی ہاتہہ میں نرم تہا۔ یا جبال اوبی معہ والطیر والنا لہ الحدید ان اعمل سابغات
وقدر فی السرد واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر۔ اور جاننا چاہئی کہ علم لازمہ ہی خلافت کا
وہ لقب آدم علیہ السلام اور بنی آدم ہی ہوا جنات کی تو کیا اصل تہی یہان ملائکہ بہی
تہک رہی اور سپر ڈالنا گئے یہ کہہ کے سبحانک لا علم لنا وعلم آدم الاسماء کلہا الایۃ۔ وقال یا ایہا الناس علمنا منطق
الطیر و اوتینا من کل شئ اور فہم جو لازمہ سلطنت و حکومت اور علم ہے۔
ففہمناہا سلیمان خصوص عطا کی خلافت یہی کہ محتاج ترجمان بہی نہو جو اللہ تعالی نے ختم

سلیمان ع کو عطا فرمائی ہے سو جاننا چاہیئے ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی استعداد
ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی وہبی کے تھی باوجود امی ہونے
کی علم اولین و آخرین کا بر وجہ اتم حقتعالی شانہ علام الغیوب نے سب سے زیادہ عطا فرمایا
چنانچہ لقب امی اگرچہ بنسبت غیر اونکی کے سخت ناموزون ہے اور بمنزلہ ہجو کیا بلکہ کمال
ہجو ہے مگر اونکی نسبت فخر سے عنایت فرمایا۔ قولہ تعالی النبی الامی الآیۃ بقول شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ✿ کتب خانۂ چند ملت بشست ✿ اور معہذا کلام
اللہ اور کلام بشر بلکہ بغیر کسوت الفاظ اور کلام کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کر کے
حاجت روائی اونکی اور تسلیہ قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
زیادہ کہان تک کہون جسقدر رکہون گا وہ تہوڑا ہے ✿ قسطاس پنجم
مشتمل بر تحقیق معنی خاتمیہ نبوت مختصر بات یہ ہے کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا معاصر ہو باعتبار زمانہ
حیات کے اور متعاقب العصر ہو باعتبار زمانہ وفات کے ورنہ زمان خاتم روز بعثت اوسکی
سے زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہین کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہین اور وہ معاصر
مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالاعتبار المذکور نہو صاحب شریعت ماموره منصوبہ غیر منسوخ
برابر ہے کہ وہ شخص شریعت مذکورہ مین مستقل ہو مانند حضرت موسی یا غیر مستقل ہو مانند
حضرت ہارون کے اور برابر ہے کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ درصورت ماموریۃ و منصوبیۃ استقلالاً یا اتباعاً و لحوقاً قدیم ہو
یا جدید شرکت فی النبوۃ و الشریعۃ الخاتمیہ یا قسمت اوسکی بہرحال لازم آتی ہے اور
یہہ شرکت اور قسمت مذکورہ شرعاً ہرگز ثابت نہین نہ حقیقۃ نہ اضافۃ ختم ہوئی معنی
خاتمیہ کی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بس بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور حضرت
نوح علیہما السلام باوجود ہونے منفرد الشریعۃ کی کہ بلحاظ وجود اور نبی کا اونکی عصر مین
حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہین ہوا خاتم نہین ہو سکتی بس یہہ

در حقیقت شرکت اور قسمت ہی ہے پہر تفرد عادتی صوری لیے اعتبار ہی اور قطع نظر
اس سے اولیت انبیاء بعد اونکی ہو اور نسبتہ تابع انکی شریعت کی آئی اور نہ حضرت عیسی علیہ السلام
خاتم ہوسکتی ہیں بوجہ نسخ شریعت اپنی کے مع بقاء النبوۃ القدیمہ اور پہر بعد از نزول از آسمان
بتبعیۃ شریعت محمدیہ ہوگی جو خاتم الشرائع ہے اسواسطے کہ متعاقب اونکی خاتم النبیین کے
کہ جسکی خاتمیت میں نہ دخل ہے حقیقۃ نہ اضافۃ اور نہ حضرت الیاس علی ہذا القیاس جیساکہ
مدلل ہوچکا یعنی اگرچہ منشاء اضافتہ عقلی ہو واسطے حضرت عیسی علیہ السلام کیا مگر منشاء نقلی یعنی
جو اذن شارع ہی وہ امر ابدی ہی سو وہ مفقود ہی جنانکہ اکثر قیاطیس میں مذکور ہی
اذ لابد للاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی کما فی کتب الاصول کما مر مرارا اور
اگر کہا جاوی کہ واسطے آدمیت ثانیہ نوح کی بہی کوئی منشاء شرعی نہیں یعنی لقب آدم ثانی جو
بمعنی اول اضافی ہی یہ لقب اونکا بہی اسی قبیل سے ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ منشاء
اولیتہ اضافی اور آدمیت اضافی اونکی کا یہ توجیہ حدیث شریف اول الانبیاء نوح
وارد ابن ماجہ داخل صحاح ستہ ہی جو شراح اور محشیین نے کی ہی کہ اول المرسلین
نوح علیہ السلام فقط یعنی اول رسول من حیث التبلیغ والرسالۃ الکافیۃ العامۃ الشاملۃ
التامہ اولیتہ اضافیہ بلا امتناع الشرکت علی حسب الاتفاق الی کما وقع لآدم علیہ السلام
اولا فی الحقیقۃ یعنی آدمیت نوح علیہ السلام جو ماخوذ بوصف رسالیت مذکورہ تہی یعنی
تمام روی زمین پر تہی جیسی کہ واسطی حضرت آدم علیہ السلام کی تہی نہ کہ صرف
آدمیتہ یا صرف نبوۃ اور رسالت اسواسطی کہ بیشتر حضرت نوح علیہ السلام سے
اور آدمی اور غیر نبی گذری تہی اور نسبت حضرت آدم جد اعظم آدم اول کی نبوت
بہی ساتہہ اولیتہ حقیقی کی تہی جیسا کی آدمیتہ حقیقی تہی پس واسطی نوح علیہ السلام کی لقب
اولیتہ اضافی شرعی ثابت ہوگیا موافق حدیث مذکور کی یعنی نبی اول اضافی اور رسول
اول اضافی نوح علیہ السلام ہیں شرعا و عقلا بخلاف حضرت عیسی علیہ السلام کی جیسا

کہا اور خواتم ستہ اور قطع نظر اس سے کہ رتبہ عالی در باب رسالت و نبوت فیمابین
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطے لقب آدم
ثانی یعنی اول اضافی ہونی حضرت نوح علیہما السلام یہ توجیہ مشہور بین العلماء ہی بلا نکیر
بالاتفاق کہ اجماع حجیہ مسلمہ الکل ہے بعد طوفان جب تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور یہ جو پہلاو
ہوا تو اونہوں ہی سے ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصہ التفاسیر جدی
مولانا محمد کرم فاروقی تہالوی نے شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ نے بحوالہ تفسیر
بحر مواج وغیرہ لکہا ہے انہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فان جمیع الناس بعد الطوفان من
اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سے دربارہ توجیہ اور بعض حدیث شریف ابن جحج
مذکور کی کہ ارجح قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المرسلین ہیں یعنی اول رسل
اولو العزم میں سے ہیں یعنی بصورت مشہور رہ کو کچھہ خدشہ نہیں پیدا ہوتا معنی مذکور ہیں بعض
اضافتہ مذکورہ میں بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہے کہ اولیتہ اضافی
اس صورت میں واسطے حضرت نوح کی نہیں ثابت ہو سکتی الا بصورت اولو العزمی حضرت آدم
علیہ السلام کی سوا اسمیں یعنی اولو العزمی حضرت آدم علیہ السلام میں بالضرور کلام ہے
اس باعتبار یہہ بہی معنی رہی کہ اولیتہ پہلاو مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سے ہوئی یہ نسبتہ
اور انبیاء علیہم السلام کی ساتہہ وصف نبوت اونکی کے اور اور انبیاء کی کیونکہ یہہ جوہر
ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا منفک نہیں ہے شامل ہے ہر فرد نبی کو بخلاف
رسالت اور اولو العزمی کے کہ اسمیں تفاوت افراد ہے اور یہہ وصف نفس نبوت در باب
پہلاو مخلوق کے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر ہے آدمیتہ آدم اول
اور آدم ثانی میں کہ اصل منشاء برکت نشو نما ظاہری اور باطنی تہا بخلاف اضافت
خواتم ستہ خاتمیہم اور اس توجیہ پہلاو مذکور اس لقب میں الیا دخل ہے کہ بفرض محال تغیر
اگر صرف آدمیتہ آدم اول اور آدم ثانی ہی بغیر وصف نبوت ہوجاکہ وصف

اولوالعزمی تب بھی یہہ ہی لقب صادق آوے حقیقةً بہ نسبت حقیقی کے اور اضافةً بہ
نسبت اضافی کی حسنانہ وہما فرضنا بخلاف خواتم ثلثہ کی کہ ہنوز متحقق الوجود نہین
بلکہ مشکوک الوجود ہین اور ان دونون حضرت آدم ہیں مینشا شرعی او عقلی دونون موجود
ہین واسطے اثبات اضافیہ کی قابل ہے جاننا چاہیئی کہ نبوت حضرت عیسی علیہ السلام مین شرکت
تین انبیار کی ہوئی قولہ تعالی اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم
مرسلون حضرت عیسی خاتم حقیقی مرتبہ اضافی پس لغو ہوگیا قول عبارت دافع الوسواس کا
ہم عقلاً بھی مانند شرعاً کے کہ بطفیل حضرت عیسی کی خاتم اضافی حضرت عیسی علیہ السلام مین خصوص
نسبت انبیار بنی اسرائیل کے — اور یہہ تغیر اسلوب عبارت مذکور علاوہ بریں ہی کہ ادعاء
خاتمیہ اضافی حضرت عیسی نسبت انبیا کی عموماً تہا یہہ نسبت انبیار بنی اسرائیل خصوصاً ہوا
خیر سلمنا یہہ تو خواتم اضافی نسبت انبیار بنی اسرائیل کے اشخاص اربعہ ہوئی پس مجموع عدد
خواتم نو ہوا وہو خلاف المفروض اور یہہ عذر کہ توابع تہی حضرت عیسی علیہ السلام کی سو
یہ عذر باطل ہے اسواسطی کہ تابعیت مانع نہین خاتمیہ کو درصورت جواز شرکت نبوت کی
جیساکہ نبوت مشترک تہی حرج نہین ورنہ اضافت در اضافت خاتمیت مین لازم آتی ہے
سو اسمین کوئی فائدہ مفید معتد بہا نہین اور یہہ اضافت جو بمعنی نیابت ہی کہ جب سے
فی الجملہ کچھہ کمی درجہ کی پائی جاوی بعد نبوت نفس نبوت کی تو کچھہ اصل مطلب فوت نہین ہوتا
پس اعتراض مذکور بدستور قایم رہا اور بصورت عدم تسلیم نبوت اشخاص ثلثہ مذکورہ ہمارا
مدعا بآسانی ہی کیونکہ یہہ غیر انبیار تہی صرف ہادی ہوئی اور نیز اطلاق مرسل مجازی لفظ
قرآنی سی ثابت ہوا پس اگر اثر مذکور مین علی ہذا القیاس اطلاق نبی اوپر غیر نبی کے
بوجہہ مناسبت ہدایت ہوا تو کیا تعجب ہی کیون سلف صالح پر مانند سیوطی و زرقانی
وغیرہ کی الزام تاویل اثر مذکور عاید ہو حالانکہ بر سر تحقیق یہ امر محقق ہی کہ ترجیح ہی نبوت
کو ان اشخاص ثلثہ کی جو صریح الوضاحت ہی قرآن شریف سی اسواسطی کہ دعوی

سالت ان مرسلون ثلثہ کا مقرون تحدی ہوئی اور حجت اور برہان اون معجزہ
ے ساتھ ہوئی جو خاص معجزہ حضرت عیسوی تہا ابرا اکمہ او ابرص جنانکہ علم تفسیر سے
روایات مشاہیر و معتبر باتفاق مفسرین ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی نہین
ن بلکہ اصطلاح شرعی تہی مگر بصورت ہولی اونکی نبی پر سر تحقیق یہہ شبہہ کہ پہر اونکو نص عرانی
ن ساتھ لفظ مرسلون کے کیون تعبیر فرمایا بہ بطور سرطرف ہی بوجہ اجازت حضرت
ی علیہ السلام کی درباره دعوت یا حجت اور برہان کے نیابت ضلع دیگر مین ایک قسم
نقلال رسالت کی بروی صورت معلوم ہوتی تہی نہ بروی حقیقت اطلاق لفظ مرسلون
اسب ہوا مجازاً نبوت سی نہ صرف بادی غیر نبی سی فتدبر اور معہذا بدلیل اتحاد نوعی
نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ ستہ مین بہی ہمراه وہان کے عیسی کے
یا ہی انخاص ثلثہ ہون تو کچہہ بعید نہین الحاصل خلاف مفروض عدد زائد از ستہ جہ
اعتراضات مذکوره لازم آیا و اللہ اعلم و علمہ احکم اور علاوه یہ جرح ہی کہ باوصف
رق تعریف خاتمیت بالاضافت کی ویہ جیاسی ستہ طبقات سافلہ ستہ کی لقب خواتم اضافی
یا جاوی مانند حضرت عیسی کے اور اگر دیا جاوی تو وه خواتم ستہ خواتم اضافی نہین
ں بلکہ حقیقی ہوی جاتی ہین نسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقره اثر مذکور فیہ محمد کمحمد کم و عیسی
ا کم کی اسلئی کہ طبقات ستہ کی محمد مانند محمد طبقہ علیا کی صلعم ہولی جاہئین اور ایسی
عیاسی ہی ہولی جائیں یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
ر نہ سلسلہ اضافت در اضافت جاری ہونا چاہئی اور وه خلاف قرار داد ہے
لون امر ہی اور معہذا در صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیده جو قسطاس
ا کیم مین بخوبی مفصل مذکور ہین دیکہنا چاہئی اور یہہ اختباط پیدا ہوتا ہی کہ عیاسی طبقات
ستہ خاتم اضافی نہین ہو سکتی مانند حضرت عیسی طبقہ ارض علیا کی جو اقتضا ہی
ہی عیسیاکم کا ہے اسلئی کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فصل ہونا چاہئی ساتہہ درجہ خاتم

حقیقی کی مانند طبقۂ ارض علیا کی اور یہ امر طبقات سافلہ میں نہیں پایا جاتا اسلئے کہ
وہاں کے خواتم اضافی غیر عیاسی ہیں بوجہ تفاوت درجات کی یعنی لقاط سلاسل طبقات
کی بالیل حاوی و محوی کیونکہ محوی بالضرور کوچک ہوتا ہی حاوی سی اور تقاضا
النظم طبعی سلسلہ ان قرار پایا جو مسلم ہو چکا کہ خاتم اضافی بلا فصل ہو خاتم حقیقی سے اور
وہ عیاسی ہے جمیع طبقات کی نہ کردہ افراد جو بالائیں بدرجہ عیاسی ہے پس اتحاد نوعی
میں جو فاصلہ رہی افراد نوعیہ کا تفاوت نا روا ہی وہ نازعوا یہاں پایا جاتا ہے
وہ باطل قطعا فافہم بالفہم السابع الثاقب اور دربارہ اتحاد ملتہ تو البتہ مانند اتحاد
ملتہ تحقیق مذکور جو عنقریب گذری وہ یہاں بدستور قائم ہی العذر العذر الجواب
الجواب واللہ اعلم بالصواب۔ اور سرگانہ کہ خاتمیت اضافی بطور ترتیب سلسلہ زمانی
ہوئی جو امر اجماعی کہ مسلم الطرفین ہی یعنی خلاف اسکا بسیاری قسطاس میں شکست کھا
چکا اور زمانہ خاتم حقیقی زمان حال اور زمان استقبال مذکور کو جو عبارت ہی زمان حیات
اور وفات سی بدلیل استمرار تا قیام قیامت شامل ہو امام ہو اگر یہ امر فرضی آنی نہیں
بلکہ بدیہی یقینی ہی پس خاتم اضافی ہرگز مجامع زمان حال اور زمان استقبال
نہیں ہو سکتا پس لغو ہوا یہ قول عبارت دافع الوسواس کا کہ جاری ہی خاتم اضافی
زمان خاتم حقیقی میں ہو بھی ہوں کیونکہ خاتمیت مذکور اگرچہ امر اضافی ہے کہ اوسمیں
لحاظ مفہوم خاتمیت حقیقی متصور ہی مگر وجود عینی خاتم تو حقیقت امر اضافی نہیں وہ منوط
اور مربوط ہی فی الحقیقۃ ساتھ ترتیب زمانی کی جو وہ ایک امر حقیقی ہی او محض فرضی
اعتباری ہی پس تجامعیت کہاں فافہم باقی رہا وجود خواتم کا زمان ماضی میں نسبت زمان
خاتم حقیقی کی البتہ یہ امر ممکن ہے کہ خاتم اضافی اسمیں ہو سکتا ہی بوجہ وجود خاتم
حقیقی کے مابعد اوسکی اور بوجہ وجود اوسکی کے قبل خاتم حقیقی کے اور مابعد اور
متسلسلین بسلسلہ نبوت کی انبیاء اسی طبقہ کی اور وجود عینی خاتم مذکور زمانی نہیں ہو سکتا

اسواسطی کہ منشا ر ما نعتیہ جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ یہان لظاہر لازم ہنین آئی مگر
بنظر خفی لطور بعض دلایل مذکورہ بعض قسطاس ہین بہر قطع نظر وہ بھی اسجا ر شرعیہ مذکورہ دیگر
قسطاس از قبیل الزام ما لا یلزم قبل ورود شرع وجہ ثانی لازم آتی ہی ایز
قسطاس بسبتا و شتیتھم مگر مین کہتا ہون بنظر عمیق یہہ قول عبارت دافع الوسواس
وغیرہ کا کہ یہہ خواتم ستہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہین اور مراد اونسی اضافی لیتی ہین اور
پھر خاتم طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہین مخدوش ہی بلکہ بوجوہ غلط محض ہے اسلئی کہ مآل
اس قول مذکور کا یہہ نہین ہی کہ وہ خواتم ستہ خواتم اضافی ہین بلکہ یہہ مآل ہی کہ وہ
خواتم ستہ خواتم حقیقی ہین اسلئی کہ ہرگاہ ہر یک سلسلہ ہر یک طبقہ کا بجائی خود فی حد
ذاتہ اپنی طیاری مین مستقل ٹہرا تو خاتم بھی وہان کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
مذکور بوجہہ مذکور دوسری طبقہ تک ہرگز تجاوز نکری گی کہ ظاہر ہی اور خلاف مفروض
باطل ہے اور بدیہی اسکا قائل ہے بلکہ خاتم اضافی ہر ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہان کے
طبقہ کی خاتم حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسی علیہ السلام خاتم اضافی طبقہ ارض علیا
کی پس اس صورت مین بہر صورۃ تعدد خواتم حقیقی لازم آیا اور یہہ تعدد حقیقی مذکو باطل
ہی ہان اگر معنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوتا مگر پھر خاتم حقیقی بھی جو د حقیقیت
خاتم حقیقی مسلم الکل ہے وہ بھی بالمعنی المذکور خاتم اضافی ہی ہوی جاتی ہین یا ال کار
بنظر غایر جملہ خواتم یعنی ستہ مع خاتم حقیقی جو حقیقی ہے سبکی جاتی ہین بالفرض محال
تسلیم بھی کیا جاتا تاہم چندان حرج نہوتا بشرطیکہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی کی ثابتہ رہتی
ورنہ یہہ تو نہین ہوسکتا کہ در حقیقیہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی ثابت ہوا اور عموم خاتمیہ حقیقیہ
باشرکت واسطی خاتم حقیقی کے ثابت نہوا اور ہرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام تہا
اسطی خاتم حقیقی کے یعنی نبوت اوسکی اوسمین تو شرکت تجویز ہوئی تو مرتبہ خاص جو خاتمیہ
ہی کیونکر اوسمین شرکت تجویز کیجاوی اور اگر واسطی تجویز خواتم ستہ کے خواہ مخواہ درجہ

بالا ہر ہر طبقہ مین درجہ خاتم حقیقی وہان کی سی تجویز کیا جاوی تب بہی لقد دخو اتم حقیقی سے
بوجہ مذکور دامن گذاری نہین ہو سکتی اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ ہرگاہ جہات طبقات
جداگانہ مستقل ہوئی تو پہر یہہ دعوی کہ محمد رسول الله صلعم جو خاتم طبقہ علیا کی ہین وہ خاتم
حقیقی ہین غلط ہوا جاتا ہی کیونکہ اونکی استقلال مین فرق لازم آتا ہی اور بالفرض اگر
اب باوجود تحمل الزام خلاف مفروض یہہ قول دافع الوسواس وغیرہ رجوع کرین طرف
قول صاحب مرغوب المسلمین نصیحت المومنین فی رد قول الجاہلین کے کیا معنی کہ تخصیص
خاتمیہ حضرت خاتم النبیین حقیقی یعنی خاتم طبقہ ارض علیا کی ساتہہ اس ہی طبقہ علیا کی لا غیر
قبول کرین قوع قطع النظر اس تحقیق سی اور جواب شافی بہت اون ترہات ناوا فی کے اون قسطاسون
سی جو اوسکی متعلق ہین حاصل ہو سکتی ہین ۔ اور جانا چاہیی کہ اور قسطاسون سوای
قسطاس بستم کی الا ماشاء الله جو دلائل ہمنی قائم کیی ہین وہ غالبا بر بنا ر انحصار خاتمیہ
اضافیہ درمیان خواتم ستہ ہین اور نیز بر بنا ر معنی اضافتہ مصطلح ہین اور بقید احد
الازمنہ الثلاثہ اور یہان یہہ امور مذکورہ سری سے ہی مفقود ہین لیکن یہ بحث اضافتہ
ہی دراصل بوجہ انقلاب اپنی تقریر عتیاں ضافتہ خود ہی اضافتہ ہو گئی فافہم کل الفہم
قسطاس بست نہم ہرگاہ یہہ تحقیق بدلایل محققہ متحقق ہو چکی کہ قسطاطیس ہین کہ زور
بعثتہ حضرت خاتم حقیقی سی تا قیام ساعتہ یعنی فنار کلی تا انقاد زمان ہمان خاتم حقیقی ہی ہے
لا غیر تو پہر یہہ قول ہر قایل کا باطل ہے کہ بعد زمان خاتم حقیقی ممکن ہے کہ خاتم اضافی
ہون پس خاتم اضافی اور حقیقی تو بصورت بقا افراد انبیار اور افراد کتب اور افراد
امم متصور ہی ۔ ولقد ارسلناک الی امتہ قد خلت من قبلہا امم لتتلو علیہم الذی اوحینا
الیک وہم یکفرون بالرحمان سو یہ امور مذکورہ بموجب وعدہ الہی جلشانہ سب ختم
ہو چکی کوئی فرد افراد اقسام ثلثہ مذکورہ ہی خصوص افراد انبیار ین سی جسکی تابع
ہین افراد کتب اور افراد امم تحت تکوین و ایجاد جو متعلق بارادہ الہی ہی باقی نہین رہا

قسطاس بست نہم

اگرچہ تحت قدرت اللہ سب اشیٰ مذکور داخل ہین اسمین کلام نہین کلام ہی فعلیت مین نہ
امکان مین سو اسکی تحقیق کماحقہ بخوبی قسطاس مستقیم مین بعبارت فارسی درج کی گئی
اور فتوی اسکا بہی بعبارت فارسی بتصدیق مواہیر علما ہمراہ دیگر فتوی آخر رسالہ ہذا
مین کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلا رکا بتحقیق معنی لفظ ارتفاع کلام اللہ وارد
حدیث شریف ہوگیا ہی درج ہی فقط قسطاس مستقیم جانا چاہیی درصورت تعدد
اوادم جو کہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل تفتیش ہی قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور
بوجہ ظنیت اپنی کے خود قابل استدلال نہین پایا اوادم طبقات تحتانیہ منجملہ اولاد حضرت
آدم طبقہ ارض علیا ہین جو ابو البشر بموجب نصوص قرآنی اور اخبار نبوی صلعم ہے
قولہ تعالی ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا وبث منہا رجالا کثیرا ونساءا
یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ یا اور کسی
آدم کی اولاد سی ہین یا بجای خود مستقل ہین اپنی آدمیت مین علی ہذا القیاس تعدد
حوات پس اگر اور کسی آدم کی اولاد سی ہین تو اوسکا نشان مثل ان حضرت
آدم علیہ السلام بنصوص قطعیہ درکار ہی مع نشان زوجات یعنی حوات ستہ اور
استقلال اونکی اپنی ادمیت مین ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیت کی نشان مذکور
درکار ہی پس درصورت احتمال اوسط خبر تباین ذاتی ثابت ہی مع الامثلیۃ۔ ثابت ہوگی
بطور افراد تحت حقیقت واحدہ کی صرف مابہ الامتیاز تشخصی و فردی کافی ہوگی کہ جسکی
تمیز کی واسطی عوارض ہی کفایت کرسکتی ہین اور ظاہر ہی کہ والدیت اور مولودیت کو
اسمین کچہ دخل نہین متساوی الاقدام ہین تمام افراد نفس نوعیہ مین جو حقیقت واحدہ
ہی پس پہر دو شق مذکور بابۃ التشبیہ کیا امر ہی جو مصحح ہی فقرہ فیہ آدم کادمکم کا کیونکہ
امر مبہم سی رفع اسکا ضروری تہا وہ صرف امر علمی ہے یا امر وصفی یا مرکب پہر
وہ اسواسطی کہ یہ امر یعنی مشبہ او مشبہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہین خواہ متغایر

ذاتی ہوں خواہ صفاتی خواہ مرکب مذکور خواہ علمی بالقصور تعیین رافع ابہام ورنکا ہی
درصورت تغایر علمی کوئی فائدہ معتدبہا نہیں سوائی شبہ کی حوئی کی مگر بصورت وصفی
صرف التیہ فائدہ مذکورہ ہی اور بصورت مرکب از علیا اور بصورت تباین ذاتی فیما بین
آدمیہ آدم طبقہ ارض علیا وا وادم طبقات سافلہ ظاہر ہی کہ نسبت ماہیۃ آدمیت
اونکی کی ہی مثل حضرت آدم طبقہ ارض علیا اور اولاد اونکی کی خبر مفصل یا مجمل قرآن مجید
میں یا روایات متواترات یا مشاہیر میں متلو یا مروی ہوئی قولہ تعالی خلقہ من تراب
ثم قال لہ کن فیکون — ولقد خلقنا الانسان من نطفۃ الآیۃ — انا خلقناہ من نطفۃ امشاج
نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا — یا بنی آدم جا بجا قرآن مجید میں ہے یا مانند جان ابو الجن اور
اولاد اوسکی کے — وخلقنا الجان من مارج من نار — اور نیز مانند ابلیس شیطان لعین
کان من الجن ففسق عن امر ربہ — اور مانند اولاد ابلیس شیطان لعین — افتتخذونہ وذریتہ
اولیاء من دونی وہم لکم عدو بئس للظالمین بدلا — پس ہویدا ہی کہ اقتضا لفظ آدم کا ذکر
واقع اثر مذکور حوام تشبیہی ہے اور تمثیلی یہی کہ از قسم نوع وجنس حضرت آدم علیہ السلام
ہوں مگر آدم مبہم الاوصاف ہیں پس ضرور ہی کہ کوئی امر رافع ہو ابہام واقع فی
التشبیہ بالاوصاف والاعراض ہیں اندرینصورت مذکور یعنی بصورت نوع وجنس واحد
متحد الحقیقۃ متمیز بتشخیص الفردیۃ بالفرد وا وادم ستہ مذکور طبقات سافلہ یا اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سی ہوں یا بعکس اسکا یا ہر دو صنف آدم مذکورہ سافلہ کسی اور
آدم بالاتر کی اولاد سی ہوں پس ہر دو شق متاخر باطل ہے اسلئی کہ خلاف
نص قرآنی ہی کہ آدم طبقہ ارض علیا کی نہ ماں ہی اور نہ باپ — ان مثل عیسی
عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون اور نہ کوئی نص قائم ہوئی ہی
کہ اور اوادم کی ماں اور باپ کی پیدا ہوئی ہوں اور سب آدمی طبقات سافلہ
کی اونکی اولاد سی ہوں مانند آدم طبقہ ارض علیا کی قطع نظر اس سے یعنی اتحاد کہ آدمی

سی استحالہ عقلی لازم آتا ہی اسلئی کہ ایک شخص بلا واسطہ بسبب صلبی خیالاتخاص کا ہو
مگر اصلا یا و اسلا قاتی ازینہ بہ صورت خارج از محل سخن ہے چنانکہ بذاق عقل شاملی
کیونکہ متقابلین میں قضیہ اصل و عکس ایکجانب من حیث المجموع افراد ستہ مین نہ افراد
فردا فردا اور جانب دوسری صرف فرد واحد حضرت آدم طبقہ ارض علیا میں بسبب
اعتبار خلاف مفروض محقق ہے اعتبار سی فافہم اور قطع نظر اس سی ہی اور خرابی بد
لازم آتی ہے نہ صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض یعنی تحت اور فوق
بصورت بدایتہ جانب تحت سی اور اختتام جانب فوق کی نظر بر ترتیب سلسلہ مکانی
نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو جاوی ہے سلسلہ مکانی کو بوجہ
نسبت عموم خصوص مطلق سکے کہ مکان کو زمان سی چارہ نہیں بہ عکس اسکا اسبق اور اقدم
ہی ترجیح بلا مرجح سی جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
اقدم اور اسبق ہونا چاہیی آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہیی آدم طبقہ
ارض علیا کا ساتوین نسبت مین ہر دی پیدائش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
کی اور بفرض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہ مذکور یعنی بذاق عقل مذکور اختلاط و
التفاق لازم آتا ہی جو کہ باعث ہی زیادہ تر دشوار ہی کا کہ بالکل اخلاق سی بالاتر
ابہام سی ہی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین اوادم طبقات سافلہ
اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا اور کسی آدم بالاتر کی اولاد سی قرار دیی جاوین گروہ
ابو البشر ہو پھر اوسکا طبقہ اعلی تر طبقات ہو تو عدد اراضی آٹھ ہونا چاہیی یا کسی طبقہ میں
منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا آوادم سبعہ سی سا تھ کسی آدم دوسرے
کی ضروری حالانکہ یہ سب امور لوازم معنی اثر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
یعنی ہادی غیر نبی ہی خلاف نصوص قطعیہ ہین اور نیز خلاف قرارداد مجوزین اوادم
سبعہ مین علی ہذا القیاس حال اواسط طبقات سافل یعنی انواع برا ہیم و عیاسی فافہم

الحاصل انہیں بن شرلی بدون اسکی کہ تسلیم کیا جاوی یہہ کہ در صورت ثبوت اثر
مذکورہ فی الاثر المذکور یعنی اوائل اولاً وآدم علیہ السلام طبقہ ارض علیا سا فائیتہ
یا اولاً وعطلاً وجان سی جو ابو الجن ہی مراد ہو اور یہہ وہ ایک ایک شخص سلسلہ ہدایۃ میں ان
سی کروہ مشابہہ ہی آدم طبقہ ارض علیا کی ساتہہ اولیتہ میں بنسبت اوس طبقہ کی
نبوت اصل وصف آدمیتہ کی یا وصف جنیتہ کی بیچ وصف ہدایتہ کی جو عبارت ہی
دانی اور خدا شناسی اور راہ بینی اور راہ نمائی حق سی خواہ بپیرایہ نبوت ہو در صو
ہیولی اولاد آدم کی جو ابو البشر ہی قبل از بعثتہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم
خواہ بکسوت ہدایت صرفہ بغیر نبوت لیکن آپ عام تہی آس سے اولاد آدم مذکور ہی ہو یا
جان مذکور ہی ہو بخلاف صورت نبوۃ کی کہ وہ مخصوص ہے علی الاصح والارجح ملکہ یا
علیہ ساتہہ آدم اور اولاد آدم ابو البشر علیہ السلام کی علی ہذا القیاس حال اواسط
اور اواخر ہامات اور عجایب مکرر بالضرور ہی کہ اواخر سلاسل طبقات سافلہ مذکو
ہو اوصاف مذکورہ میں بعد بعثتہ حضرت خاتم النبیین صلعم طبقہ علیا کی بلباس ہدایت
بغیر نبوت بوجہ انقطاع نبوۃ واختتام نبوۃ کی کہ ظاہر ہی قدم بقدم ہوں اتباع
جیسا کہ مسلک ہی شراح بخاری قسطلانی و زرقانی اور سیوطی وغیرہ اکابر سلف
پس تشبیہ بنقطہ سلسلہ مذکورہ کی از اول تا آخر حسب حیثیتہ خود ظاہر و باہر ہو گئی اور
نفی تشبیہ مذکور اثر مذکور جو منزلہ اقدام ارار فضلا ہو گیا ہی کہل گیا - اور جو
کہ بنسبت اوادم یعنی اوائل اور بنسبت اواسط یعنی الواح وغیرہم فی الجملہ منشا
پایا گیا کیونکہ اثر مذکور میں بلفظ فیہ آدم کآدمکم ہی بخلاف بنسبت خواتم یعنی اوا
کیونکہ اثر مذکور میں یہ لفظ ہی نہیں پایا گیا جو منشاء مشابہت ہوتا نساتہہ خاتم
جو منصوص بنصوص قطعیہ ہی واسطی خاتم النبیین خاتم حقیقی کے بالخصوص اور
اس ہی اگر یہہ حدیث قدسی لولم اختم بہ النبیین لخلقت لا انبیا تکون لعابد ونبیا جیہ

حضرت ابن عباس رضی ہی بجائی تفسیر میں اثر کی جیسا کہ تحقیق اسکی اکثر قسطاطیس مین
کی گئی ہی مع عزل النظر استحالہ شرکت فی النبوۃ او قسمت فی النبوۃ سی جبانکہ اکثر قسطاطیس
مین علم کو ہم ہی مروی ہوئی تب بہی کیا مضایقہ تہا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمیت جو ایک امر جو
ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید نطق کی ساتھ حیات کی نسبت
انسان کی کہ انسانیت کو چارہ نہیں حیات سی جسکی ظہور کی بعد اوسکا ظہور ہی اور اوسکی
وجود کی بعد اوسکا وجود ہی ہر گاہ وہ نبوت ہی بسبب لزوم شرکت او قسمت کی ناجایز
ہی تو خاتمیت تو بطریق اولی بل آکد و اوجب ناجایز ہوئی پس منشا و اضافت شرعی محض
لی اضافت رہ گیا ہرگز منشاء اضافت نہیں ہو سکتا زمان بعثت حضرت خاتم النبیین
صلعم سی لیکر تا قیام قیامت یعنی فنا رکلی تک کیونکہ یہہ زمان خاتم النبیین ہی ہے صلعم
باقی رہا یہہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز بعثت انحضرت صلعم سی پیشتر جو کچھ استحالہ
اکثر قسطاطیس مین مذکور ہوی قابل ملاحظہ ہین موجود ہین فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجوع فی کلما باقسطاس سی و بکلیم بطور تتمہ قسطاس سابق تشبیہہ صفی مذکور دو حال سے
خالی نہین جمیع اوصاف مین ہی یا بعض اوصاف مین بصورت بعض اوصاف اوسکا
تعین ہونا چاہئی جو رافع ابہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ و غیر جلیلہ ہو وصف جامعیتہ ہی چنانچہ بظاہر یہی ظاہر ہی کیونکہ بموجب بعض روایتہ
مذکور لفظ فیہ نبی کنبیکم بوجہہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس یہ ظاہر
ہا کہ زلتہ آدم طبقہ ارض علیا باعث دانہ گندم اور اغوا ر ابلیس اصاحی اور توبہ اور
ود ملائکہ اور ہبوط بر زمین اور خلافت زمین اور فوقیت علمی اوپر ملایکہ کی او تعدد
بتہ النعم انسانی و اسطی اداء مناسک حج ہر ایک طبقہ سافلہ مین بسبب عدم وجود
بعض طبقات کی طبقہ ارض علیا مین خصوص حسب زعم بعض مشتبین جو اہم مانند صاحب
مذہب المسلمین بالنسبت اونکی حج ساقط ہی بسبب عدم وصول کے سبب حج تک جو بیت اللہ

ہی پس ان امور مذکورہ کا ثبوت درکار ہی اور اونکا لازمہ ہونا چاہیی مانند لوازم طبقہ
ارض علیا کی بوجہ مذکور پس ضرور تہا کہ ضرور اونکی مفصل مجمل قرآن مجید یا اخبار متواترہ یا مشہورہ
مین ایسی انداز سی کہ حاوی ہوجاتی جمیع اوصاف کو یا تذکرہ بعض افراد عظیمہ منجملہ اوصاف
تا دلالتہ ہوجاتی باقی افراد پر ضرور ہوتی علی ہذا القیاس وجود آبا لیسہ ستہ اضافیہ اور جواز اتصاف
علی ہذا القیاس مع ابیل و قوابیل حالانکہ وجود ابلیس فرد واحد مین منحصر ہی منصوص قطعیہ
قولہ تعم یا ابلیس ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک اگرچہ تعدد شیاطین مع زار ابلیس ملعون مذکور
ثابت ہی مادر اراوس شیطان کے لفظ کی جو مرادف ہی لفظ ابلیس کا نہ ظاہر کی کہ یہ
دونون لفظ متحد المصداق متغایر المفہوم ہین - اگر یہ عذر کیا جاوی کہ ثبوت مثل
حضرت خاتم النبیین حقیقی ثابت نہین اور نیز مثل ابلیس لعین ہی ثابت نہین لہذا
ہم ایجاد آبا لیسہ اضافیہ باطلاق لفظ ابلیس اضافی نہین کر سکتی پس انصاف ضرور
ہی کہ بہر اطلاق لفظ خاتم اضافی بدون ثبوت شرعی تجویز کیا جاوی بڑا جور
ہی حالانکہ اطلاق لفظ شیطان اوپر ابلیس کے ثابت ہی من غیر عکس - وقال
الشیطان لما قضی الامر الآیہ - پس باوجود اسقدر پابندی اطلاق شرعی کے
پہر اسقدر بے قیدی اور بیباکی دربارہ اطلاق خواتم ستہ اضافیہ کی اوپر انجام
ستہ کی بہت کچہہ بعید از انصاف ہی فافہم بالفہم التام الا ان حصحص الحق کما حصحص فی
اکثر القساطین بل فی سایرہا انشاء اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ - بالجملہ قطع نظر
ان امور سی بعد اسقدر رضا کر بیزی و خاک بیزی کی لعذر اینمعنی کہ غرض اثر مذکور مین
صرف نفس تشبیہ ہی نفس نبوت مین کیف ما اتفق وکیفما امکن کیونکہ اثر مذکور مین اول
سی انبیاء علیہم السلام کی نام مذکور ہین مع وصف نبوت مذکور نہین چنانچہ بعض روایات
اثر مذکور مین نام حضرت خاتم النبیین صلعم ہی مذکور ہی محمد کمحمدکم واسمہ ہوتا تہا کہ لفظ
نبوت سی معرا ہین اور اماصدق ان اسماء کی مگر بمقتضای سیاق روایت فیہ

انبیاء علیہم السلام بنسبت حضرت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہوا کہ مصداق ان اسحار کے
بہی ماخوذ ہیں ساتھ وصف نبوت کی اثر مذکور میں سو یہ امر مسلم ہے مگر یہہ وہ
ہی استحالہ موجود ہیں یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
باعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مجازی شرعی وہم عقلی ہے ضمن میں زمان
حال و استقبال ہم کے یعنی روز بعثت آنحضرت صلعم سے تا زمان وفات شریف
زمان حال ہے اور زمان بعد تا فنا کلی بموجب قولہ تعالی کل من علیہا فان و یبقی وجہ
ربک ذی الجلال والاکرام ۔ زمان استقبال اور درحقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
بوجہ عدم انتہاء نبوت خاتمیہ تا قیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
نہیں باقی رہی بموجب قول حقتعالی و تبارک کہ جسکی طرف کوئی نبی اور رسول
کوئی کتاب لیکر آوے ولقد ارسلناک الی امۃ قد خلت من قبلہا امم لتتلو
علیہم الذی اوحینا الیک وہم یکفرون بالرحمان الایۃ اور ضمن زمان ماضی
استحالہ الزام مالا یلزم بحکم ۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً بصورت اتباع شرع
خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوسواس وغیرہ مسائل میں
اوسکی کیے ہیں اور بصورت بغیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکورہ فی الکشر
القسطاس سے دامنگذاری از قبیل مادونہ خرط القتاد ہے اونپر لیسا پیش
کما ینبغی نظر اندازی کرلی جاہئے اور کہانتک سیاہی سفیدی پر سے دہوئی
جاوے فقط واللہ اعلم بالصواب ۔ قسطاس سے وہم اثر مذکور میں
طرف جار مجرور فیہ ادم کا دیکہ کر جسکا اثر تا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتہ
ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کا دیکہ یا متعلق ہو ساتہ مضارع کی
بمعنی حال یعنی یکون فیہ آدم موجود الآن یا بمعنی استقبال یعنی یکون فیہ آدم
فی ما یاتی پس درصورت ماضی دلالت علی گذر جانی سب ستمیون ان اسحار کی

یعنی سب اوادم اور سب خواتم اور سب اواسط کی سب طبقات تحتہ مین بعد تشریف حضرت
خاتم النبیین صلعم سے پس ہین جو کچھ استحالہ بربنا ر شرط نا لجتیہ شریعت محمدیہ وارد ہوئی
ہے بیستر کی قسطا سونہین موجود ہین اور بصورت تقدیر فعل مضارع بمعنی حال دلالت کرتا ہے
اوپر موجود ہونے سب اوادم یعنی سب اوایل اور سب اواسط اور سب خواتم
کے ہمراہ زمان برکت نشان زمان حیات حضرت خاتم النبیین صلعم کے یا زمان
بعد وفات آنحضرت صلعم کے بوجہ امکان صدور اثر مذکور کی صاحب اثر سے ہر دو زمان
مذکور مین اسواسطی کہ صاحب اثر نے ہر دو زمان مذکور کو پایا اور زمان حال
سے مراد ہی زمان صدور اثر مذکور صاحب اثر سے پس اس صورت مین بھی خاتمیت
خاتم حقیقی صلعم کی خالص نہین رہ سکتی اور پھر یہ شرکت اگر محل حقیقت مین واقع
ہو تو سب اضافی حقیقی ہوسے جاتی ہین مگر صواب شق اول ہے کہ ظاہر ہی
غرضکہ یہ دونون امر شرعًا وعقلًا باطل ہین کہ ظاہر ہی اور بصورت احتمال استمرار
صیغہ مضارع مذکور تب تو پھر سب ہی انبیا و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم
مجامع ہوسکتے ہین زمان واحد مین اسواسطی کہ استمرار منافی اور مناقض ہے
تخصیص زمان کو جو حافظ ہی ترتیب سلسلہ کو اور یہہ امر باطل ہے عقلًا وسمعًا نقلًا
و عرفًا ہر چند عبارت دافع الوسواس اور اور عبارات فضلا رچار سو آس پاس اع ر دو ر
دور اندہ دوڑین اس میدان لق و دق مین اور خانہای بے چراغ و مشعل مین
سوای حیرانی اور پریشانی کوئی ثمرہ پیدا نہوا فلہذا کہا جاتا ہے کوئی صورت
خلصی کی سوای پیروی توجیہہ سلف صالح کے نہین نظر آتی کہ اسکی مشعل اور چراغ
یہی ہے یعنی طبقات سافلہ مین ہادی غیر نبی مسمی بدین نسماء قدمہم لقدمہم وسکی مین
جسکی کمالات کی فیض کا اثر او سیر ریزان ہوا ہی اور اس مطلب کو کوئی ترمان ہو
مضر نہین فافہم ولا توہم چنانچہ اس قسم کی فیض کی تحقیق بطرز جدید ولذیذ عنقریب

قسطاس مین آتی ہے فانتظر فلا تکن کالجباری فی الصحاری یا ایہا الذی لطلب
المطلوب قسطاس سی وسو فہم اور یہ اسنحالجات بصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور
مجامعیتہ یعنی اتحاد زمانی ہین جو کہ متبادر ہی اس اثر سی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر
لفظ کان اعو ریگردن جو کہ متعلق ہین موضوع ہین و اسطی ایجا کیے اور صورۃ قبلیتہ و بعدیتہ اتی کی نابی معیتہ دیکا محال
لیونکہ صورۃ یعنی ہر دو صورت جو افضل اور مفضول و علۃ اور معلول ایک ہی زمان مین ہوتا ہی اور
علی ہذا القیاس قبلیتہ رتبی جو حاکی ہے شرف رتبہ سی وہ بہی اس ہی قبیل سے
ہے اور شرف رتبہ مجامع ہوسکتا ہی بعدیتہ زمانی کو بہی خصوص حضرت خاتم النبیین
صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون یعنی اگرچہ ہم پچہلی ہین باعتبار زمان کی
جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف
رتبہ کی سابق اور افضل ہین جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح
دلالت رکہتی ہے اور اس مطلب کی جو در باب تمثیل استجارہ ہے یعنی ایک
شخص نے مزدور پکڑے اول نہار سی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سی عصر
تک اور اور مزدور پکڑے عصر سی مغرب تک اور ان پچہلی مزدوروں کو سب
سی زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوی اور اور سب ناخوش ہوی مستاجر سے
و اوس مالک یعنی مستاجر نی جواب دیا کہ یہہ میرا فضل ہے یعنی جسکو چاہا زیادہ
دیا مزدوری مین سے کسی پر ظلم نہین کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور
نصاری اور ہم سب محمدی ہین اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب حاشر
و عاقب اور مقفی سے جو حضرت خاتم النبیین نے خاص اپنے واسطی فرمائی بعدیتہ
زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور وارد حدیث شریف سنن ابی داود
عن ابی مالک الاشعری و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی رواہ ابو داود فی کتاب الفتن
خاتمیتہ اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق پہر سراسر بیجا ہی تحیر بنا پہرنا اور اگر

دخل ہوتا زمان کو اور صرف شرف رتبہ معتبر ہوتا تو وجود تمامہ انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام ایک ہی زمان میں ممکن تہا اور ظاہر ہے کہ یہہ قول آیکل اور راجع ہی طرف
بعدیتہ ذاتی کے اور اس صورت مین نقطۂ آخریتہ جو نقطہ ابتدائی خلقت انسانی
ہے اور نیز نقطہ انقراض انسانیتہ جو ختم ہوگا بضمن افراد آخر انفار کے سلسلہ انبیا نبیت
مین جس کسی فرد پر ہوگا وہ معلوم الہی جلشانہ ہے اوسکو اس امر کی کچھہ تاکید
نہ ہوسکتا اور یہہ شبہہ تعطل مکلفین اور سد ایتہ اونکی کا جو ممنوع شرعی ہے بموجب کریمہ

ایحسب الانسان ان یترک سدی اور نیز کریمہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

اور نیز وما کنا مہلکی القری حتی نبعث فی امہا رسولا یتلوا علیہم آیاتنا جو کہ عاید ہوتا
ہے بموجب قول مجوزین وجود خواتم ستہ کے قبل از زمان بعثتہ حضرت خاتم النبیین
صلعم یا بعد وفات اونکی بشرط تابع ہونے اونکی کے شریعت محمدیہ صلعم کو اور نیز
بموجب قول بعض مجوزین مذکور کے بشرط مذکور کس طرح پر ہو سکتا احکام الہی جلشانہ کا
پاس اور ان خواتم ستہ کی تشبیہ بہی اس صورت مین یعنی صورت لحوق ذاتی مین برطرف ہو جاتا جا بجا کہ
کہ شرف زمانیات صرف شرف رتبہ مین ہین جو پرتوہ ہی بعدیتہ ذاتی کا ملکہ بعدیتہ زمانی کی
ہمراہ زیادہ تر ہے ظاہر ہے کہ جسکو خود صاحب رتبہ بلند کر کی تصریح فرمایا نحن الآخرون
السابقون الحدیث بخلاف غیر زمانی کے مثلاً ذات صفات باریتعالی جلشانہ کی کہ
کہ اسمیں بعدیتہ اور قبلیتہ ذاتی ہے کہ یہ منافی ہے زمان کو اسواسطے کہ زمان حاصر
اور محیط نہین ذات وصفات حقتعالی کو فتبصرہ اور ہہذا اصول نظر اور اعتبار و افتراض
اور رنجی ہے اور نفس الامر اور رنجی امور اعتباری امور عدمی ہین کلام حقایق عینیہ
موجودہ مین ہے الحذر الحذر پس صاف ہوگیا کہ یہ استحالات متعلقہ بحث لفظ مقدر کلما
و یکون اثر مذکور فیہ آدم کادم مین وارد ہوتی ہتے بصورت مراد لفظ نبی سے نبی
مصطلح شرعی بخلاف صورت مراد اوس سے ہادی او نذیر غیر نبی مصطلح مذکور یعنی واعظ

اور مذکر جیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ کی
کیونکہ تا دہی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور استقبال ازمنۂ ثلثہ مین پائی گئی
اور تا نبیت ہوی اور ہین اور ہونگے تا قیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ مین
طبقات ستہ مین بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سافلہ مین اور خلاف اسکے خلاف
مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
مقتضائے قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - اور تحقیق رسول کہ عام ہے
اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرع شریف قسطاس
چہارم مین بخوبی گذر چکی فقط قسطاس سوم و چہارم متضمن تحقیق موعود
تو بعد اسکے معنی اثر مذکور یعنی فی کل ارض آدم کادم الخ انجام کار موید ہے معنی امام
سیوطی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
مطلب یہ ہی کہ فیض اونکا یعنی وائل کا جو مجبر با دم ہین اثر مذکور مین درباب
ہدایت تابع فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم بقدم اونکے
ہے مثلاً بعد ابتدا ارابنی کے اور تعبید اور تشریع اپنے کی ابدا ارخلق اور تعلیم عبادہ
وغیرہ نظر شفقت پدری ہے نسبت پسر صلبی اپنی کے کہ یہ امر خیر خواہی اونکے
فوارہ صفت جوش ان ہے جمیع امور معادیہ اور معاشیہ مین اور معہذا الفہم
مطلب خلافت عامہ پر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تہا او سیر وہ عزیز
مجبول اور منظور ہے اور اصلاح امور معاشیہ اونکی مین جو متعلق بیشہ ہر قسم منشرح
ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا خلقت انسانی مین عہد حضرت آدم جد اعظم علیہ السلام
مین مثل پارچہ بافی اور کشاورزی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات اوسکی کے
تعلیم ہوئی تہی ہر گونہ محض للتدرفی للتد بلا شایبہ اغراض دنیۃ دنیاویہ اور اہتمام
توبہ معاصی اور زلات گذشتہ پر جو کہ اکثر خطاءً صادر ہون نہ عمداً کہ غالب حال

اونکا بے اختیار لزوماً و تعدیاً ہو وے جانا اونکی ہے - علی ہذا القیاس فیض اوسط
کا جو محدود و متعدد ہین بجنہ تعقات متوسطہ اثر مذکور مین مثلاً پہلو مرتبہ آدمیہ مرتبہ
اوائل مذکورہ کے مرتبہ نوحیتہ سی جو مرتبہ اول ہے مراتب متوسطہ کا قدم بقدم
حضرت نوح علیہ السلام ہے بطور مذکور مثلاً واسطی ایذا خلق بعد ابتدا خود و بعقل
خود کمر ہمت حسبت و حسبت باندہ کر باقصی مراتب تبلیغ احکام برنگ مقابلہ و مجادلہ
بے دغدغہ ساتہہ سہارا و رجاو بے پاؤں کی ساتہہ کمال کشادہ پیشانی کے مدت العمر
وذریش تہمار جو جفاکفار نابکار افخیار دعاؤں شرار ظاہر و باطن خلوت اور جلوت مین
کہلے چھپے آشکارا و نہان باوجود اصرار مبلغین کے اور معاصی اور استکبار رکہنے اور باو
تبری اور بیزاری اور تنفر اونکی کے قبول حق سے بلکہ صورت اہل حق سے اور انواع
و اصناف ایذا کی از قسم زد و کوب اور سب و شتم اور لعن و طعن تکبشاً شاقی اپنی منصب
پر قایم رہنا اور اپنا دستیرہ نہ چھوڑنا الغرض سب امور کا صدور بے اختیار حسبتہ
للہ بتبع صفت جو شان ہونا اور تابع رضا جوئی حضرت حق مطلق جلشانہ بہر حال
رہنا حتی کہ حکم حق کو اوپر حب خلق کے خصوص احب محبوب پر مانند پسر صلبی اپنے
کی ترجیح دینا اور صابر شاکر رہنا بحکم انہ کان عبداً شکوراً کہ خصایص نوحی مین سے
ہے اس خصلت سی فیضیاب ہونا بروجہ اتم و اکمل فقط علی ہذا القیاس پہلو مرتبہ نوحیتہ
مرتبہ ابراہیمیتہ سی منجملہ مراتب متوسطہ مذکورہ کے مثلاً وہ عبارت ہی کمالات مخصوصہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام سی اول مرتبہ خلت مین جو خلال قلب اور سویدا دل
مین محبت الٰہی جلشانہ گہس جاوی اور تمام جہان کی محبت سے دل بیزار کر دیے
اور سب سی وارستہ پریشان وارستادی بموجب کریمہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً
خویش و تبار و دیار و در و دیوار رشتہ دار اور احباب و اصحاب سی بیگانہ وار کرکے
بکمال یکسوئی غیر اللہ سے صرف باہل بحق مطلق جل جلالہ ہو جاوے جو عبارت ہی

ان ابراہیم کان قانتاً للہ حنیفا الآیۃ سے موافق قولہ تعالیٰ انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت
والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم
یک من المشرکین معنی امۃ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کمالات ہیں یعنی جو کمالات کہ
ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں پائے اور آوازہ انی لا
احب الآفلین یک لخت بیزاری اور تبری سب سے اور بیخ کنی شرک تبرا پر
حسنہ بموجب کریمہ تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
بکمال دبدبہ و دمدمہ سے نمرود کے آگے بیش جابرہ اور الزام حجت باحسن تقریر تا شیر بموجب
کریمہ قال ان اللہ یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود مبہوت و مخبوط رہ گیا
اور ہاتھوں کے طوطے اور منہ پر ہوائیاں اڑ گئے ہکا بکا رہ گیا اور نیز تاسیس قواعد دین ساتھ
کمال صدق و یقین کے اور اخلاص دعا اور توکل علی اللہ بموجب کریمہ واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا بعد بناء کعبۃ اللہ بلا استعانت غیر سوائے فرزند دلبند
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی درباره شرکت بناء کعبۃ اللہ موافق
کریمہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جس کا اثر
دائمی پیدا ہوا۔ مثنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ ؎ کعبہ را ہر دم تجلی می فزود
کین ز اخلاصات ابراہیم بود اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا، اخلاص بنا،
جامع جو شامل ہوئے اولاد اور احفاد اور اتباع کو کہ جن سے قرآن شریف میں
اطلاع دی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن
ذریتی اور ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب
اور روایت اما الیک فلا وقت ڈالنے کے آگ میں تمام ملائکہ کو صاف جواب دیا خصوصا
ملاء اعلیٰ سکان حظیرۃ القدس کو اور کہا کہ حسبی من سؤالی علمہ بحالی وقت تعلیم ملائکہ

[illegible]

نجات کو اوس مہلکہ سے ساتہہ کمال مصابرہ کے ایسی بلا سخت پر اور مستعد ہو جانے
ذبح فرزند حضرت اسماعیل پر بلا دغدغہ بلا عذر بلے وسواس اور پہر رک جانے پر فوراً
اوس ذبح سے بموجب فرمان الٰہی جلشانہ کی نہ کچہہ غرض ذبح سے تہی نہ کچہہ مطلب غیر
ذبح سے ملکہ اصل مقصد رضا رضا حضرت حق مطلق جلشانہ تہی بموجب آیات سورہ
والصافات قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا ترٰی الآیات تا آخر
قصہ ذبح اور مہمان نوازی اسقدر کہ بدون مہمان حتی الامکان تناول طعام نفرمانا
اور بار ابنہہ بہیہہ رہنا غرضکہ قدم بقدم حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عزیز کا بے اختیار
ہونا اور ان مراتب سی فیضیاب ہونا علیٰ ہٰذا القیاس تلو مرتبہ ابراہیمیہ مرتبہ موسویہ
ہے جو حکایت کرتا ہے ساتہہ اولوالعزمی کے اور پر شجاعت اور جلادت اور ہمت
اور ہیبت اور غیرت اور مروت اور فتوت اور سخاوت کے اور اوپر مصابرت
ایذاء کفار کے اور ترک وطن اور سفر اور مہاجرت اور مسامرت یعنی ہمکلامی ساتہہ
حضرت رب العزت کے اور شرح صدر اور علم مناظرہ اور تقریر فصیح بعد رفع لکنت
اور ریاضت اور چلہ کشی اور صوم اور خلوت اور مجاہدت ساتہہ کمال مصابرت کی
اور انتظام لشکر کثیر اور بندوبست مالی و ملکی خصوص معاملات سخت ہر قسم کے ساتہہ
کفار فراعنہ ملاعنہ نخوت نشان کے اور پہر فروتنی اور عاجزی اور جہاد ظاہری
مدت العمر خصوص مقابلہ ساتہہ ایک قوم قوی عظیم الجثہ زبردست قوم عمالقہ کے
اور سرفراز ہونا ساتہہ ایک کتاب کی جو تہی ساتہہ تمامی کے کہ جسکی حق میں قرآن شریف
میں یہ لفظ نازل ہوئی تماماً علیہ اور ساتہہ اکثر معجزات عظیمہ کی مثل ید بیضا اور عصا
اور فلق بحر بموجب کریمہ وادخل یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء آیۃ اخرٰی
اور وما تلک بیمینک یا موسیٰ قال ہے عصای الآیۃ اور فکان کل فرق کالطود العظیم
اور غرق اعدا بچشم خود دیکہا جو دلیل ہے کمال خوش اقبالی کی اور لذت مناجات

بکمال عزت و وجاہت اور قربت جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت وجیہاً
المقربین یعنی نزدیک کیا ہمنی اوسکو کر نوبت بسرگوشی پہونچی غرضکہ وکان عند اللہ
وجیہا ۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز مین پائی جاوین اور علی ہذا القیاس تلو
مرتبہ موسویہ مرتبہ عیسویہ ہی جو مظہر ہے اس امر سے یعنی شفاء مرضی اور زمنی اور اختیار
سفر بکثرت محض بغرض آسایش خلایق جو اونکی خدمت مین بسبب عذر نہیں پہونچ سکتے تہے
ساتہہ اعجاز کے یعنی ابراء اکمہ یا درزاد نابینا اور ابراء برص مرض سفید بدن والا اور
احیاء اموات بحکم خالق الموت والحیات جل جلالہ اور ترک و تجرید عدم اختیار نکاح واسطے
تقاضاء مرضی دوہر درازکے قبل از نزول آسمان سوائی اوس نکاح کے جو عہد جدید و برکت عہد
حضرت مہدی علیہ السلام مین ہوگا یعنی نکاح اور عدم تعیین مسکن اور عدم اختیار مرکب
اور بجالتا رکوب بمرکب حمار اور عبادت ساتہہ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسوی
تہا کہ اگر کوئی نالایق ناہموار از طپانچہ زنی رخسار مبارک پر پہونچاتا تو دوسرا رخسار
پیش کردیتا تا دوسرا طپانچہ مارے اور تزہد اور تعبد اور اعجاز قسم دیگر جو نافع خلایق
ہے یعنی نزول مائدہ و دسترخوان عام فراخ و فراز کہ ایکبارہ اوس سے طعام تناول کرتی ہزار ہا
آدمی پانچ پانچ ہزار آدمی کہانا کہا لیتے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بحالت
صغر اور کلام وقت پیدایش کلام نصیحت و حکمت آمیز اور صلہ رحمی اور حمایت والدہ جدہ
اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اس قسم کے فیض سے غالباً اکثر اوصاف مین فیضیاب
ہو اور قدم بقدم اونکی ہو لیکن احیاء اموات سے مراد احیاء قلوب مردہ ہے یعنی جو
مردہ دل ہین وہ زندہ دل ہوجاوین یا مراد احیاء اموات سے ہے حقیقتاً اگرچہ
تعلق قدرت ہو جیسا کہ افراد اس امت سے نادراً ثابت ہوا کہ تفصیل اوسکی عنقریب
آتی ہے شرح آخر المراتب مین جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور اوسکی فیض کا جو مراد ہے
فقرہ فیہ حمد کہہ کم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر ہے طرف حضرت حقیقت محمدیہ کا یہ

لے جو اثر ہو نور میں بلفظ وفیہ نبی کے تکلم وارد ہی۔ نیز بلفظ محمد کہ کہم اوسکی کچھہ تفصیل بقدر
حوصلہ مختصر کیجاتی ہے ورنہ کسکو طاقت ہی کہ تعبیر بالاستیفا اور بالاستقصا کرے
کہ بحکم اذا فاتک اللحم فاشرب المرق کو بہی غنیمت جان۔ پس جاننا چاہیئے کہ وہ مراد ہی
اوس وصف سے جو اکمل اور اقصی مراتب اور جامع جمیع مراتب ہی جو سایر انبیاء کی
کمالات خفی اور جلی کو شامل ہے اور بمراتب بالاتر ہی مثلاً عمدہ کمالات حضرت
آدم جد اعظم علیہ السلام منصب خلافت ہی بعد نفخ روح کے بموجب کریمہ انی جاعل
فی الارض خلیفہ اور نفخت فیہ من روحی اور مسجودیت ملایکہ بحکم فقعوا لہ ساجدین پس
واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم کے کریمات وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و
نذیرا ہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ظاہر ہی کہ خلیفہ بشیر اور نذیر ہوتا ہی رحمت
جو باعث ہی امن وامان کو پس ظاہر سجدہ ملایکہ آدم علیہ السلام کو بموجب فرمان
عالیشان اللہ تعالی جلشانہ کی طوعا او کرہا مگر بنظر ظاہر تہا سجدہ درحقیقت واسطے
نور محمدی صلعم کے جو مکنون اور مستودع تہا پیشانی حضرت آدم علیہ السلام میں
جیسا کہ ظہور استعداد توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام وقت امتحان بلا بالقا نار
نمرود تہا بوجہہ نور کریم مذکور کہا حضرت ابراہیم نے اما الیک فلا یعنی سب کو جواب
دیا کہ مجکو تمہاری طرف کچھہ حاجت نہیں اور پہر بعد انتقال نور مذکور پیشانی حضرت
اسماعیل علیہ السلام میں ظہور توکل مذکور وقت ابتلا رسیلا ذبح اونکی کے تہا۔ یا ابت
افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ اور دیکہو یہ سجدہ بطور تعظیم ظاہری تہا
نہ بطور تعظیم قلبی جسکو تبتل کہتے ہیں کہ جو شریعت محمدیہ میں قطعی کفر اتفاقی ہے چنانچہ
ظہور اوسکا اس عالم میں بہی بعد ہبوط حضرت آدم علیہ السلام ملوا لکو سجدہ عبادت نہ تہا
مگر امم سابقہ میں برسم تعظیم وتکریم مشروع رہا فی الجملہ صورۃ لوہی شرکت فی العبادت تہا
تہا اللہ تعالی وتبارک کی تو واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم کے یہ امر ہی ناپسند فرمایا

اور اپنے حبیب کو اسکی وجہ خفی پر اطلاع الہامی اجمالی ایسی دی کہ بالکل بالطبع متنفر
الطبع کر دیا چنانچہ منظر وصیتہ انتہ آپ نے یہ دعا کی اللّٰهم لا تجعل قبری عیدًا اور
نیز روایت ہے اللّٰهم لا تجعل قبری وثنا یعبد تا کہ بعد وفات شریف بھی اسکا اثر محو اور
محوق رہے چنانچہ غور ہی کہ کیا اتنی عالی پر معاملہ ہے اور لیجئے حضرت آدم علیہ السلام
کو تعلیم اسماء اشیاء عطا ہوا کیونکہ لازمہ خلافت ہے اور بنسبت حضرت خاتم النبیین
صلعم علم اولین و آخرین علاوہ تعلیم اسماء و ہم مسمیات و حقائق و معارف ہوا کہ جنمیں علم
حضرت آدم بھی متلاشی ہوگیا اور آپ کی نسبت وعلّمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ
علیک عظیما جیسا کہ دیلمی رحمۃ اللہ نے مسند الفردوس میں ابو رافع رض سے حدیث نقل
کی ہے کہ واسطے میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل میں اور تعلیم اسما ہوئی
ساتھ زیادتی علم ساتھ ذوات اور مسمیات کی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ علم مقصود بالذات
ہے بخلاف صرف علم اسماء کے مثلاً معجزہ کمالات حضرت نوح علیہ السلام میں سے یہ ہے کہ کشتی یعنی
استقرار اوسکا اوپر پہاڑ کے تھا اور جریان اوسکا اوپر پانی کے وقت نزول
عذاب الہی جلشانہ کے اور وقت نجات کے اوس سے موافق درخواست اور
دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے کمالات میں
سے جریان پتھر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے غرقاب ہو جانا ہے بخلاف چوب
کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہے پس جریان پتھر اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ
عکرمہ بن ابی جہل ایک روز کنارے آب بیٹھا تھا اوسنے خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین
صلعم میں عرض کیا کہ اگر تم راست گو ہو اے محمد صلعم تو پتھر جو دوسرے کنارہ پر ہے
پانی میں تیر کر اسطرف چلا آوے اور غرق نہ ہو آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر تیر کر
اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلعم آ کھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت
صلعم کی ادا کی آپ نے فرمایا کہ تجھکو بس کرتی ہے اے عکرمہ یہ مقدار تیری

دل کی تسلی ایسی امر سے شاید ہو کہا عکرمہ نے ای محمد کہہ اسکو کہ پہر اپنی جگہہ چلا جاوے
وہ پتہر مذکور طیر کر اپنی جگہہ پر واپس چلا گیا۔ اور علی ہذا القیاس بموجب اشارہ پیر آنحضرت
آنحضرت صلعم کے وقت قضاء حاجت کی جیسا انہوں نے بعض سفر غزوات مین واسطی حجاب کی
دو درخت اس کنارہ وادی سے ایک درخت اور دوسری سے دوسرا درخت آکر دونون
باہم مل گئے آپ لی بعد قضاء حاجت اشارہ کیا اپنی اپنی جگہہ پر دونون جا کہڑی
ہوی جیسا کہ مشکوۃ شریف کی باب المعجزات مین یہ روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی
سے ہے اور مانند اسکی اسامہ بن زید بن حارثہ سے مروی ہے اکثر کتب مین
جاسی غور ہی کہ چوب کشتی حضرت نوح علیہ السلام حسب عادت متعارفہ پانی سے اپنی
جاری رہی کہ مناسبت رکہتی تہی مگر معجزہ اوسمین یہ تہا کہ وقت طغیانی پانی کے
حسب عادت متعارفہ اوسکی نجات ناممکن تہی مگر آخر مناسبت ہمہ گری آب چوب
تو تہی بخلاف اس معجزہ حضرت خاتم النبیین صلعم خاتم المعجزات صلعم کے کہ پتہر کو پانی مین
طیرنے سے اور چوب کو زمین مین چلنے سے کیا مناسبت پس منظر عام پر یہہ اعجاز فائق
تر ہے اور ہمچنان حضرت نوح علیہ السلام نے درخواست عذاب کری کہ رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا جو باعث ہلاک کل ہوا سوای اہل کشتی کے اور حضرت
ختمی پناہ صلعم نے اسقسم کی دعا کی رب اہد قومی فانہم لا یعلمون مطابق دعا بعض انبیاء
سلف کی کہ ایک نبی کو اونکی قوم نے لہو لہان کر دیا تہا تو اونہون نے بہی ایسا
ہی کہا تہا جیسا کہ وارد مشکوۃ شریف ہی کہ جب عبد یا لیل بن کلال نے طائف
مین واسطی ہدایت کی آپکو طلب کیا اور اوس ملعون نے لڑکی پیچہی لگا کر پتہر ونکے
مارنے سے بے ادبی کرائی اور لہو لہان کرا دیا اوسوقت آپنے اسقسم دعا مذکور کری
اور اوسوقت حضرت بلال رضی ہمراہ تہی وہ کہتی ہین کہ میری پاس توشہ جسکو جگر ان
نہین کہ زیر بغل بلال وارد روایات ہی یعنی اسقدر نہین کہ اوسکو بلال اپنے بغل

ہین چہپا رہی اتہی کنایت ہی کمال قلت سی اور یہہ ہی قوت رہا تیس رات دن تک یعنی ۵۰ روز تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتہر مار ہی بدن مجروح کر دیا حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتہر مار ہی بدن مبارک بہی مجروح کر دیا اور ثنیہ مبارک منجملہ دندان شریف شہید کر دیا کفار نی روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح عذاب الہی بزنگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسیکو نجات نہوئی اور بعد درخواست آنحضرت خاتم النبیین صلعم بپاس خاطر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الایۃ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب بہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لک من الامر شیئ او یعذبہم او یتوب علیہم فانہم ظالمون یعنی تا دیبًا نظر بر شیہ عالی کہ تو تو رحمۃ للعالمین ہے بموجب کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین تجکو زیبا نہین اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اوس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات اور رحمت ہو جیسا کہ گذرا رب اہد قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ پہر واسطی بعض قبایل عرب کی بعد بد دعا کرنی کے اوپر بعض قبایل کے مانند رعل اور ذکوان اور عصیۃ کے دعا نیک کری بدین الفاظ مرویہ بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم اہد دوسًا وآت بہم یعنی یا اللہ انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلا عمدہ کمالات ابراہیمی علیہ السلام سی مرتبہ خلت ہے تو آپکی واسطی درجہ حبیبیہ محبوبیہ ہی لاشک یہ مرتبہ خلت سی افضل اور اعلی ہین اور زیادہ قبولیت کی شان ہین اور نیز قبولیت حضرت ابراہیم علیہ السلام بنسبت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمت للعالمین ہین بالطبع اوسکی طرف میلان خلق ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور آرام اور امن و امان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص و عام دینی و دنیاوی پہونچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہی ہے اور محفوظیت نار نمرود سے سلامتہ برد وسلام کی جو اثر خلت ہو اثر حبیبت اور محبوبیت یہ ہوا کہ واسطی

اس امت مرحومہ کے خود دوزخ نے بعض مومنین سے اس امت مرحومہ کی درخواست
کریگا جز یا مومن فان نورک اطفأ ناری یعنی جلد گذر جا تو اے مومن سواسطے کہ
نور ایمان تیرے نے بجھا دیا آگ میری کو اور منجملہ عمدہ کمالات ابراہیمی علیہ السلام
مین جو توکل اور اخلاص تھا وہ مذکور ہو چکا عنقریب تذکرہ کمالات ابراہیمی ہین کہ
طفیل نور محمدی تھا صلعم جو اوسوقت پیشانی حضرت ابراہیم علیہ السلام مین تھا اور نیز
کمالات آدمیتہ مین یعنی کمالات حضرت آدم علیہ السلام مین ضمنًا اور علی ہذا القیاس مقام
توکل اور اخلاص اور رضا بالقضا اور صدق وعدہ جو کہ عمدہ کمالات اسماعیلی مین سے
تھا علیہ السلام کہ بسبب نور مذکور قدم بقدم اپنی والد بزرگوار کی تھے جیسا کہ قصہ ذبح
مین مذکور ہوا علیہما السلام اور حضرت خاتم النبیین صلعم نے کبھی وعدہ خلاف نہین کیا اور
وعدہ شفاعت کبرٰی کیا کچھ بڑا کمال ہے حضرت کا صلعم رزقنا اللہ تعالی فی حظ الشفاعات
ورفع الدرجات آمین ۔ اور عمدہ کمالات ادریسی مین سے علیہ السلام بموجب قول
حقتعالی جلشانہ انہ کان صدیقا نبیا ورفعناہ مکانا علیا داخل ہونا جنت مین قبل از ہمہ
عالم بطور دخول غیر متعارف شرعی کے یعنی قبل از یوم حشر بموجب اکثر روایات کے پس
دخول حضرت بلال رض بموجب اسحدیث کی قال رسول اللہ صلعم ما ارجی عملک دخلت الجنۃ
فوجدت فیہا خشخشۃ نعالک فقال ارجی عملی عندی کلما توضات صلیت رکعتین وعلی ہذا القیاس
حال دخول جنت رمیصا اور کسی روایت مین لفظ غمیصا وغیرہ یا حضرت صلعم نے کہ دیکھا
یعنی ام سلیم کو کہ جسکا لقب رمیصا ہے یعنی ڈھیلے آنکھ والی عورت اور لقب غمیصا رہے
یعنی چوندھی عورت کہ لقب اونکا وارد روایات حدیث ہے اور مشہور یہی اور یہ
ام سلیم والدہ حضرت انس رض صحابی خادم رسول اللہ صلعم ہین اور ام سلیم مذکور بھی
صحابیہ ہین معلوم ہوا کہ اگر لقب ناخوش بنظر حقارت نہو اور غالبًا بیان واقعی ہو
تو جایز ہے اور کثرت اور شہرت کی سبب سے معنی وصفی پر نظر نہ رہی بمنزلہ علم ہو جاتے ہے

مثل عبد الرحمان الاعرج وارد اسناد ابی ہریرہ رضو تو داخل عبید ولا تنابزوا
بالالقاب نہین پس اگر متبتلین خاتم الیسی مراد رکہین اس لقب خاتم سے تو چندان
مضایقہ نہین اگرچہ نظر بالتباس صوری بہتر تو نہین مگر وہ صاحب تو معنی وصفی پر
جم رہی ہین جیسا کہ اعور لقب مشہور رجال اسانید احادیث مین صحاح ستہ وغیرہ مین
شایع وذایع ہے بلا نکیر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچہہ دلالت ہی شرف رتبہ حضرت
خاتم النبیین پر صلعم اور آپ نی صلعم ایک عورت سی وعدہ کیا اوسنی عرض کیا کہ جو
مین آپکو نہ پاؤن تو فرمایا کہ جو مجکو نپاوی تو تو حضرت ابو بکر کے پاس آنا پس آپ کا وعدہ ہو آشہ
ہوا کیا کچہہ بڑی فضیلت ہے کہ ابو بکر وعدہ مین شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت
ابو بکر ہے رضہ فافہم جیسا کہ یہہ روایت سنن ابی داود مین ہے اور مشکوۃ شریف
مین بہی ہے اور منجملہ کمالات موسوی علیہ السلام سی عصا اور ید بیضا ہی سو حضرت
خاتم النبیین صلعم کی خدمت بابرکت سی وقت شب بعد نماز عشار دو صحابہ نے قصد
اپنی اپنی گہر جانا کا کیا جب راستہ دونونکا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل
مشعل مشتعل رہا جب راہ متفرق ہوا عصا دوسری صحابی کا بہی ویسا ہی روشن
ہو گیا نام ہر دو صحابی مذکور اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ہے چنانچہ یہہ حدیث نیز
مشکوۃ شریف مین بہی ہے اور نیز بخاری وغیرہ مین علی ہذا القیاس روایۃ قتادہ بن
النعمان رضو صحابی مشہور مین بعد نماز عشار کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتہہ گذاری
تہی اور رات ابر و باران کی تہی حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما اونکی ہاتہہ مین دی
اور فرمایا کہ اسکی روشنی مین جو پس و پیش دس دس گز ہوگی اپنی گہر جا اور جب تو گہر مین
اپنی داخل ہوگا وہان سانپ سیاہ ہوگا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکالکر
ڈالدینا یہ روایت کی ہے ابو نعیم نے پس ظاہر ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا
خود سانپ ہو جاتا تہا اور یہ عصا سانپ کش تہا کسقدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

اور واسطہ نہ گذری کسیکو یہ کہ فضیلت ہوتی ہے اور نہی سکے اسواسطی کہ یہ فضیلت
صحابہ نہ تہی بلکہ یہ فضیلت آنحضرت صلعم ہے اسواسطی کہ بدون وساطت آنحضرت
صلعم کیا امکان تہا کہ ایسی امور فاضلہ کا صدور ہو صحابہ سی اور علی ہذا القیاس
روایت حمزہ اسلمی سے ہی کہ ہم ہمراہ آنحضرت صلعم کے تہی سفر مین متفرق ہوگئی
شب تاریک مین میری انگلیان روشن ہوگئین اوس روشنی مین ہم سب جمع ہوگئے
کوئی ہلاک نہوا اور میری انگستان روشن تہین اور نیز آنحضرت صلعم نے ایک صحابی کو
واسطی دعوت کی اور ہدایت اوسکی قوم کو بہیجا تہا اوسنی نشانی طلب کی آپ نے
اپنی انگشت مبارک درمیان دونون آنکہون اوسکی کے ماری اوسجگہہ ایک
سفیدی اور نور ظاہر ہوگیا مانند روشنی ید بیضا حضرت موسی علیہ السلام اوسنی عرض
کیا کہ مین ڈرتا ہون کہ آدمیونکو خیال مرض برص کا ہوگا آنحضرت صلعم نے اوسکو
اپنی کوڑی مبارک کے ساتہہ مٹا لیا پس غور کامل درکار ہی کہ ہرگاہ حال خادمان
آنحضرت صلعم یہی تو پہر آپکی شان تو پس رفیع ہے اور وہ بہی شان آنحضرت صلعم
ہی ہے جیسا کہ توجیہہ عنقریب گذری اب غور درکار ہی کہ جب اشاعت دین
محمدی صلعم اور تائید ظاہری اور باطنی صحابہ جو انبیاء نہ تہی مانند کارروائی انبیاء
اولوالعزم کرائے تو کیا ضرورت رہی خواتم ستہ بلکہ اسی مین آنحضرت صلعم کے
شان مبارک زیادہ ہے فافہم۔ اور عصاء حضرت موسی علیہ السلام سے دریا
نیل جہپٹ گیا اوس سے زیادہ یہ معجزہ ہے کہ آپ نے باشارہ انگشت مبارک
شق قمر کردیا اور تصرف سماوی اور ارضی مین فرق زمین و آسمان ہے اور معراج
حضرت موسی علیہ السلام تا بکوہ طور سینا تہی اور معراج حضرت معراج الانبیاء صلعم
تا بلا مکان ہوی اور درخواست حضرت موسی علیہ السلام رب ارنی انظر الیک
ہوی اور نسبت حضرت خاتم الانبیاء صلعم۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل آیا ہے

یہہ کلمہ الم تر قران مجید مین نسبت آنحضرت صلعم موجود متلو ہے جاننا چاہیی کہ اس درخواست
پر حضرت موسی علیہ السلام نے دارغ لن ترانی کہا یا اور خاتم النبیین صلعم سی خود درخواست
کی درخواست ارشادی اور ہدایتی یعنی دیکہہ تو طرف رب اپنی کی آور فرق درمیان
ان دونون امر کے یا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد
اپنی کے درخواست رویتہ الہی چلنا نہ اس دار دنیا مین جو محال ہے کی لی ہا کانہ
مدہوش نانہ اور انحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد دوا فزا اپنی کے اس امر کو محال
جانکر درخواست رویتہ نکی اور پاس ادب رکہا اور مدہوش نہ ہوی اور نہ بیباک ہوی مانند
حضرت موسی کے ارشاد ہوا کہ کیا نہین دیکہا تو ن طرف رب اپنی کے یعنی دیکہہ
تو طرف نشانیون قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف
حضرت موسی کے کہ اونکو ارشاد ہوا کہ تو جو دیکہی ہے ایک امر محال کے نسبت اس
دار کی یعنی دار دنیا کی گو فی نفسہ وہ آخرت مین جایز ہے اس عبارت مین بطور
مناظرہ کی بصورت الزام حجۃ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سینا کی ہوا فافہم
فافہم کنہ المقام اگرچہ معنی الم تر کی اور روایات مین مانند الم تر ان الفلک تجری
فی البحر الم تعلم ہین مگر اس آیتہ ظل مین یعنی الم تر الی ربک
کیف مد الظل مین بسبب صلہ لفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہین ہوتی لہذا یہ
توجیہہ جوینی کی یہ سب صحیح ہے یعنی دیکہہ اب جاننا چاہیی کہ رتبہ عالی کونسا ہے
اور ان استقر مکانہ فسوف ترانی اس آیتہ مین رد ہی مذہب شیعہ رفضہ اور معتزلہ
پر کہ وہ منکر ہین رویت الہی کے مطلقا دار دنیا اور دار آخرت مین اسواسطی کہ
استقرار جبل ممکن تہا تو تعلیق بالمحال مطابقا ہوا نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقا
محال نہین بلکہ محال ہے سا تہہ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسی کو بسبب قلت
استعداد کے حکم سرزنش ہوا نسبت تجلی کے کسوت نارشجری مین اور ندا ہوئی یا موسی

انی انا اللہ رب العلمین اور نیز حکم ہوا واسطے الدینی عصاکی کہ اعتقاد غیر مرتبہ حجابی ہی اور
پہر اوسکو سانپ کر دکہایا کہ انجام کار اعتماد غیر کا یہی ہی اور پہر ارشاد ہوا لا تخف انی
لا یخاف لدی المرسلون اور حضرت خاتم النبیین صلعم کی نسبت بلا ورزش اول ہی
مرحلہ مین ارشاد ہوا ما زاغ البصر وما طغی لقد رای من آیات ربہ الکبری یہ بہین تفاوت
رہ از کجا ست تا بکجا وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ وعلی جمیع المرسلین وآلہ وصحبہ اور آنحضرت
کے حق مین ارشاد ہے نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء اشارا ہوا ہی کہ سب انبیاء
نور ہین اور آنحضرت صلعم نور علی نور ہین سبحان اللہ کیا رتبہ عالی ہے اور واسطے حضرت
موسی کے چشمہ نکلی سنگ سے جو ایک امر متعارف ہے اگرچہ اسمین اعجاز ہے کہ وہ
سنگ مقطوع تہا اور ہمراہ رہتا تہا مگر کالجبال نہ تہا جو باعث استغراب ہوتا مگر ایک طرح کی
مناسبت تو ہے چندان امر ناشناختہ نہین بخلاف اسکی کہ آنحضرت صلعم کی انگشتان
مبارک سے چشمہ جاری ہوئے کہ مناسبت ہی نہین یہ امر اعجز الاعجازات اور افضل المعجزات
ہوا اور حسن ملیح آنحضرت صلعم کا بہ نسبت حسن صبیح حضرت یوسف علیہ السلام کے بالاتر تہا
کہ فرمایا انا املح واخی یوسف اصبح یہہ روایت تفسیر سورہ یوسف علیہ السلام ملا معین رحمۃ المدین
مذکور ہے یعنی میرا حسن نمکین ہے اور حسن یوسف سفید ہے یعنی بے نمک ہے اور حیا
اور لحاظ اور پاسداری آنحضرت صلعم کی بہ نسبت اور حضرت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے
جو کمال لیل ہے اور بواسطہ اخلاق عظیمہ کے بموجب کریمہ انک لعلی خلق عظیم بالاتر ہی فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ میں نے عفریت کو یعنی ایک دیو سرکش کو جو میری نماز قطع کرنے آیا تہا پکڑ
کر چہوڑ دیا بسبب لحاظ دعوت بہائی سلیمان علیہ السلام کے - رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد
من بعدی انک انت الوہاب ورنہ ستون مسجد سے باندہ دیتا لڑکے مدینہ منورہ کے
اوسکی ساتہہ کہیلتی غور در کار ہے کہ اسمین لحاظ اور حیا اور پاسداری بہی کمال ہے
اور زور آوری بہی اور تصرف مخلوق قوی پر بہی کمال ہے بلکہ پکڑ لینا حضرت ابوہریرہ

صحابی رضہ کا یا تہہ ابلیس شیطان کو جسوقت چوری کرکے لے چلا تہا غلہ وغیرہ صدقات
کو وقت نگہبانی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اوپر یعنی صدقات کے اور منت سماجت کرکے
چہوٹے بول کر کہ پہر نہ آؤنگا خلاصی پائی دو رات یہہ معاملہ رہا اور آنحضرت صلعم براہ
اعجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شبینہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل اسیرک البارحۃ یعنی
کیا ہوا قیدی تیرا کل کی رات کا یا کل کی شام کا ای ابوہریرہ اور فرماتی رہے
کہ کلکو وہ پہر آویگا اور تعلیم کر گیا اونکو آیت الکرسی اس اقرار پر کہ مجکو چہوڑ دی پہر نہ آؤنگا
لایقربک شیطان اسکی تاثیر یہہ ہے کہ شیطان بہاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
فرماتے رہی کہ وہ اگرچہ جہوٹا ہے مگر اس تعلیم ایۃ الکرسی مین اور اوسکی تاثیر مین سچا ہے
غرضکہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلعم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
سے یہ واضح ہوا کہ کبہی نفع دین کا مرد فاسق سے بہی ہوجاتا ہی اور اخذ امر مشروع
کا فاسق سے جائز ہی بشرطیکہ اوسکو عادل تصدیق اور تسلیم کری چنانچہ وارد حدیث
شریف ہے ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاسق فافہم اور بمقابلہ اعجاز چلنی تخت
حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پر کل مسافت صباح و مسا آمد رفت یمن سے شام
تک اور شام سے یمن تک صبح و شام تہی براق آنحضرت صلعم کا ہی براق کو ہوا سے
کیا نسبت وارد حدیث شریف صحاح ہے یضع حافرہ عند اقصی طرفہ یعنی جہانتک
اوسکی نظر جاتی تہی وہان پر اوسکا قدم پڑتا تہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
جن و انس تہا آپ کا لشکر جن اور انس اور ملایک بلکہ ہمراہ براق کے آمد رفت مین بطور سیاحت
مرکب براق اور عہدہ نقابت وچوبداری طرقوا طرقوا اور السیک السیک گویان اجی ہٹو
بڑہو ایک طرف ہوجاؤ الگ ہوجاؤ وکمال شاطری و چستی وچالاکی حضرت جبرئیل عم
حاضر ہے اور پہر اپنے مکان سے سر مو تجاوز نکیا یعنی سدرۃ المنتہی سے — اور اعظم
تصرفات اور آیات معجزات الٰہی حضرت عیسی علیہ السلام کے ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور

ابرص سفید بدن والا لسبب مرض برص کے کہ لا علاج امراض ہین پس صدور و ظہور ان
امور کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ روز جنگ احد صدمہ زخم سے آنکھہ حضرت قتادہ
صحابی رضہ کا حدقہ چشم سی نکلکر باہر آ پڑی آنحضرت صلعم نے اوسکو اوسکی خانہ مین رکھدیا
پہلی سے آنکھہ بہتر ہوگئی دوسری آنکھہ درد کرتی یہ آنکھہ کبھی درد نکرتی اور اوس سے زیادہ
تر روشن تھی اور عورہ معاذ بن عفرا کو مرض برص کا تھا آنحضرت صلعم سے عرض حال کیا
آپکی دست مبارک مین چھڑی تھی اوس سے چھو دیا حقتعالی جلشانہ نے شفا عطا کردی
اسکو امام بیہقی نے روایت کیا ہی دلایل النبوۃ مین اور صاحب مواہب لدنیہ نے بھی اس
روایت کو نقل کیا اور ایک شخص نے آکر عرض کیا اگر میری دختر کو یا رسول اللہ آپ زندہ
کردین تو مین ایمان لاؤن آپ نے فرمایا اوسکی قبر پر کھڑا ہوکر آواز دی فلانی اندر
سے قبر کے آواز آئی لبیک وسعدیک یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ دنیا مین ہٹ کر آنا تجکو
منظور ہے اوسنے عرض کیا کہ واللہ آخرت کو دنیا سے بہتر پایا اور چند بار احیاء اموات
کا معجزہ آپ سے صادر ہوا چنانچہ شواہد النبوۃ مین حضرت انس بن مالک رضہ سی روایت
ہے کہ ایک عورت پیر سیا کا جوان بیٹا مرگیا جسوقت اوسکو دفن کیا اوسنے کہا خداوندا
تو دانا ہے کہ مینی ہجرت کی تیرے رسول کیطرف اس امید پر کہ میری تو مدد کریگا
اور فریادرسی کریگا ہر ایک شدت اور محنت مین مجہہ پر اسقدر بوجہہ مت رکھہ مصیبت کا یعنی
مجہہ سے بیصبری ہوگی جو باعث ہوگی معصیت کی ہنی اوس جوان کے موہنہ سے کپڑا ادور کیا
وہ زندہ ہوگیا اور ہمارے ساتھہ کہانا کہایا اور ایک روایۃ مین ہے کہ پہر مرگیا یہہ
مقدمہ بعض صحابہ سی داخل معجزہ کے تہا ایک عمدہ نکتہ ہے کہ حضرات صحابہ سے جب ایسا صادر
ہو تو آنحضرت کی صلعم شان تو بس بلند ہی یہ سب کرامات راجع اور عاید طرف معجزات
کہا ہین اور مواہب لدنیہ مین مروی ہے نعمان بن بشیر صحابی سے رضہ زید بن خارجہ
سرداران انصار سی تہی رضہ اثنا راہ مین منجملہ راستون مدینہ منورہ کی چلی جاتی تھے

مابین ظہر اور عصر کے سنہہ کی بل گر کر مر گئی انصار کی عورتان اور مرد آگر گریہ وزاری
کرنے لگی یہانتک کہ درمیان مغرب اور عشار کی اونسی آوازسنی کہتی ہتے
محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول
وصدق وصدق ہذا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نی کتاب من عاش بعد الموت مین اور یہہ روایت
نہایت موید ہی ہماری دلایل کو اور اس قسم کی روایات دربارہ معجزات بہت کچھ
مدارج النبوۃ مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مین مروی ہین یہ
ہی کفایت کرتی ہین اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہہ مردہ شاید مسکوت ہوگئی ہون
اور زندہ ہون تو غلط ہی اسواسطی کہ حاضرین اوسوقت کی بے تنقیح اس امر کی
بالمعاینہ کرلی ہتی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہین کہ سکتہ امر حسی ہین ہے امتیاز
درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذایع ہے اور قطع نظر اس سے
احیاء اموات امور ممکنات مین سے ہی نہ ممتنعات کسی معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام
اور اونکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہین اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع
شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگرچہ ممتنع عقلی ہو کیونکہ تا وقتیکہ امتناع شرعی ہو
تبکو اوسکی پیروی لازم نہین پس ممکن عقلی ممتنع شرعی ہین مانند سحر کی یہامر اس
قبیل سے نہین بلکہ ثابت الاصل ہین عقلاً وہم شرعاً فافہم اور یہہ امر ایسی خصایص
نبیوی مین سے شرعاً نہین ثابت ہوا کہ اور انبیا رتک انبیا ومرسلین اور انبیا رسلین
تک یا اونکی اتباع تک نتہا وزنکری حضرت ابراہیم علیہ السلام سی منصوص قرآنی ہے
قولہ تعالیٰ واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزاً ثم
ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم اور قصہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما

فرمودنا ثابت موجود ہے تفسیر درن میں سے ملاحظہ کرنا چاہئی اور اس رسالہ میں بہ تشریح کسی

قسطاس میں تحریر ہو چکا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ یہہ معجزہ سورہ یٰس والونکا منسوب

ہی طرف عیسیٰ علیہ السلام کی تو فہو المراد کہ صدور اس امر کا یعنی احیار اموات کا صحابہ کرام

سے منسوب ہی طرف آنحضرت صلعم کی قبائل اور صدور معجزہ احیار والدین ابنی کا

آنحضرت صلعم سی ثابت ہی اور ایمان لانے مین اونکی اختلاف ہی یہ امر آخر ہے اگرچہ

نزدیک متقدمین محدثین کے ایمان لانا اونکا صحیح نہین مگر نزدیک متاخرین کے ثابت ہی

اونہون نے ثابت کرکے پایہ ثبوت کو پہونچا دیا ہے حضرت اوستادی اوستاد الآفاق

تاج المحدثین مولانا محمد اسحاق محدث قدس سرہ نے وقت سند جامع الاصول کے کہ اوس روز

نوبت قرات سبق مین مولوی بار علی صاحب عظیم آبادی کی تہی ۱۲۵۹ ہجری مین مجکو یاد ہی یہی

سنا فرمایا تین قول مین سے قول معتبر اس باب مین سکوت ہی احتیاطا اگرچہ یہہ دو قول

بہی فرماتے تہی کہ موت اوپر کفر کے ہوئی یا اللہ تعالی نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان

لائے اور ان دونوں قول معتبر علما ایمان فرماتے ہتے اور علما اور افضل اور اشہر

اور ابقی اور ادوم اور اظہر اور ابہر معجزات حضرت خاتم النبیین صلعم مین سے کلام الٰہی

فرقان حمید قرآن مجید ہی کہ تا قیام قیامت مستمر اور پائندہ اور متلو اور محفوظ لفظا

ومعنی لفظا وقرات ہی مشتمل ہے اوپر کمال فصاحت اور بلاغت کے کہ عند التحدی والمقابلہ

کفصحا اور بلغار عرب اور فتح اونکی کے بنا لانے ایک سورت سی کیا بلکہ ایک آیت سی بہی

عاجز ہوگئی **قولہ تعالیٰ** قل فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین

اور سورہ ہود علیہ السلام مین ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا

من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین نہایت کار نظر بکمال اعجاز یہ ارشاد ہوا کہ قل لئن

اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ہذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا

اسواسطی کہ سراپا قرآن شریف نہایت اعجاز فصاحت وبلاغت مین ہے جا بجا بتقاضا

تمام قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنالاؤ خواہ کوئی آیت کوئی
صورت جو جز ہے بلا تفصیل و بلا تعیین بنا لاؤ وفافہم اور جانا چاہئے کہ خارج کرنا ملائکہ
کو اس آیت میں سے اور نہ شامل کرنا اونکا ساتھ جن و انس کے باوجود ہونے کے
ذوی العقول میں سے اس وجہ سے ہے کہ ملائکہ معصوم ہیں مدعی اور معارض اور متحدی
قرآن شریف کی نہ تھے اور معہذا ضمناً عجز ملائکہ بھی فی نفسہ لازم آیا اسلئے کہ ہرگاہ جن
والانس باوصف معہا موجد اشعار اور اشعار آموز کی عاجز آئے تو ملائکہ تو بطریق اولی
عاجز ہیں اور سب گروہ ملائکہ میں اعلم حضرت جبرئیل علیہ السلام حامل وحی ہیں اونکی نسبت خود
لفظ امین قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ منافی ہے ایسی بات کو جسکی عظمت کا
اعتراف ہو اور فوقیت کا اقرار قند تبرا اور یہہ عرض جواب جانب ملائکہ سے کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا
ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک بروقت فرمانے حق تبارک وتعالی کے انی جاعل
فی الارض خلیفہ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تھا بلکہ بطور مناصحت حسب لیاقت اور حوصلہ اپنے
کی تھا براہ لاعلمی کے جسکا جواب یہ پایا قال انی اعلم ما لا تعلمون اور بطرز امتحان کی تھا
اور واسطے اظہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر بزبان عجم ہے
اور قرآن شریف کا نزول بعبارۃ عربی بے شک زبان عربی افصح اور ابلغ ہے سب
زبانوں سے اور فائق وارد احادیث مشاہیر ہے لسان اہل الجنۃ عربی اگرچہ بطور
روایت قرطاسی کے بعض حواشی درمختار پر نظر سے گذرا کہ زبان اہل جنت کی دری
ہے اور دری زبان فارسی لغت بلخ سے معطا اور اگر خطرہ مخطور ہو کہ اور کتب منزلہ
اور فرقان حمید دونوں کلام الٰہی ہیں پھر تفاوت فصاحت بلاغت کیا ہے کہ بایات تلک گرچہ متفاوت الفصاحت فی الکلام ہے
کہ بعض کلام الٰہی پر بعض کے فائق ہے فصاحت و بلاغت میں بارادہ الٰہی واسطے اظہار فضل رتبہ کے مانند تفاوت مراتب انبیاء کی رسل علیہم السلام
کے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ایسا تفاوت جو مشابہ ہے اور مساوی نہو کلام
مخلوق کے جیسا کہ غیر نبی اور رسول مساوی نہیں نبی اور رسول کو کیونکہ مقتضائی لفظ

بعضہم علی بعض بہی ہے علی ہذا القیاس فتنبہ اور جاننا چاہیے کہ عمدہ اعجاز عیسوی علیہ السلام
اوسکا احیاء اموات اور شفاء مرضی تہا یہ بہی ہے بیشک اعجاز قرآن مجید اصلاً نہیں ہوسکتا
اسواسطے کہ اعجاز قرآنی باعث احیاء حیات روحانی ہے جو عبارت ہی احیاء ایمانی
سے اور یہہ مستمر اور دایم ہی اور وہ اعجاز عیسوی ایک امر آنی غیر مستمر تہا بہ نسبت
اعجاز قرآنی کے اور احیاء ایمانی کے اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ احیاء روحانی انجیل
مقدس سے بہی حاصل تہی پس جواب اسکا ظاہر ہی کہ برکات انجیل مشابہ برکات قرآن مجید
ہرگز نہیں کماً وکیفاً و زماناً فاحفظ پس خلاصہ یہ ہی کہ ذات بابرکات عالی صفات معالی سمات
حضرت سید کائنات خاتم النبیین آخر المرسلین سید الاولین والاخرین علیہ افضل الصلوۃ
والتسلیم جامع جمیع کمالات تمامہ انبیاء و مرسلین اور مجموعہ جمالات سایر رسل با کمالات
اجمعین اکتعین ابصعین ہے شی زاید و امر نافل ہے پس وہ ما عزیز مسمی بمجد مندرجہ اثر مذکور
جو قدم بقدم ہین حضرت خاتم النبیین کے جو بادی ہین طبقات سافلہ ماننداور اوادم
اور انواح وغیرہ او واسطے کی اور اوایل کے بشرط وجود مکلفین وہان اور عیسی نبی ہین جسکو
براہ مبالغہ اثر مذکور مین بلفظ نبی مجازاً تعبیر کیا اور دلایل ترجیح اسکی سے تمام قسطاس
مشحون و ممتلی ہین وہ سب اوایل اور اواسط اور اواخر مستفید ہین آثار اور اطوار
سے اور منور ہین انوار سے اپنی اپنی متبوع کے طبقہ ارض علیا سے جسکی ہمنام ہین اور یہہ
مطلب مشرح کیا بلکہ واضح ہے تحقیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ مندرجہ کتاب
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے کہ قدم بعض اولیاء بقدم بعض انبیاء ہی حضرت ابراہیم
اور حضرت آدم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی اور حضرت خاتم الانبیاء علیہم السلام
جس جگہ تحقیق کی ہے اصطلاح نظر بر قدم اصطلاح صوفیہ کرام کی واللہ اعلم۔

قسطاس سی و پنجم منجملہ اون قسطاس کے جو مشتمل ہین اوپر رفع بعض شبہات کے
جو ناشی ہین منافی غیر مستقیمہ سے اثر مذکور مین و دفع خدشات کو جو ناشی ہین منافات احتمالی

قسطاس سی و پنجم

ہے اور منشا ریشن آیہ اس قسم کی امور کا فضلا رکو با قلت مبالات ہوتا ہی یا بعجلت
اوقات سوء یہ مجلہ سوء تدبیری ہے نہ از قسم نقص فضل و کمال پس اس قسم کے باتوں ہی منظر
مناصحت بیکار گری و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانبیاء ہی بحکم حدیث
شریف الدین النصیحة الحذر الحذر قسطاس سی و ششم ہوگا ہنوا اس توجیہ پر کہ
بالفرض اگر یہہ کہا جاوی کہ فقرہ اخیرہ اثر مذکور یعنی فیہ نبی کنبیکم سی ظاہری کہ صرف
تشبیہ فی التسمیہ ہی مراد نہین بلکہ تشبیہ فی المرتبہ والوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسی
یعنی لکل مبطل محق علی الحق اسلیے کہ اول تو یہہ نظیر مذکور صرف تشبیہ وصفی ہے کی لیس موضوع
ہے بغیر لحاظ التسمیہ کی اور دوسرا اگر از قبیل تشارک وصفی اور تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر مذکور مین کہا جاوی تو مضائقہ نہین کیونکہ روایت فیہ محمد کمحمدکم ہی ہے نامہم
اور انبیاء علیہم السلام کی نامون کے جیسا کہ اونمین تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پہر بہی تو خاتمیت خواتم ستہ اس تحقیق سی ثابت نہین ہوتی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت مین تشبیہ ثابت ہوتی کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہ ہی کی بارہ
وصف ہدایت اور انذار غیر حقیقی کے اور تذکیر اور توعیظ کے موافق توجیہ امام قسطلانی
اور امام زرقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطاسون سابقہ مین
نقل ہوچکا اور مستقبلہ مین ہوتا چلا آتا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتھہ وصف خاتمیت کی یعنی خاتمیت مطلقہ کی اول تو تشبیہ مین
جمیع اوصاف ملحوظ نہین ہوتی والا پہر خاتمیت مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از عرش
تا فرش جو خاصہ مختصہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیت
اضافیہ مقیدہ اسلیے کہ وصف خاتمیت مطلقہ اوصاف مخصوصہ خاتم حقیقی مین سی ہے
صلعم یعنی یہہ خواتم ستہ بہی خاتم مطلق ہین یا نستا حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس
مذکور بالاطلاق مین نہ خاتم اضافی ہین تو ہو خلاف المفروض اور اضافیہ اونہی سے ہے

اور تشبیہ وہ شی ہے پس تشبیہ کو جو صریح لفظ اوسکا اثر مذکور مین فقرہ کنتکم مین وارد ہی دربارہ
اثبات خاتمیہ مطلقہ ہو یا مقیدہ کیا دخل کہ وہ خواہ مخواہ اوسکو مستلزم ہو پس ایک امر
محتمل قابل استدلال نہین ہو سکتا ہے اگرچہ اضافتین فی الجملہ مناسبت ہو ساتھہ حقیقت
کے ایک امر وصفی ہین فی نفسہ مانند خاتمیۃ کی ما نحن فیہ مین مگر وہ مناسبت بہی ما نحن فیہ
مین ایک امر اعتباری ہے کہ جسکا منشا ثبوت شرعی نہین کہتا اس سبب ما نحن فیہ
مین اور پہر اوسکا منشا جو غیر شرعی ہے وہ بہی ایک امر ہی امور لا بدہ اعتباریہ مین سے
بخلاف مشابہت مذکورہ کی جو معترضہ فی الاثر المذکور ہی اس صورت مین امر تحقیقی مین سے
ہی کہ جسکا منشا امور قریبہ محققہ مین سے ہی خصوص ما نحن فیہ مین فافتہر تا مگر وہ بہی بسبب
ہونی احتمال کے باطل الاستدلال ہے جیسا کہ گذرا پس اطلاق خواتم تشبیہی نہ کہنا چاہئیے
بلکہ امثالی مثلی کہنا چاہئیے بطور افراد متماثلہ متجانسہ متنوعہ بنوع واحد متحد الحقایق کے اور
نہ اضافی سو یہہ خلاف قرار داد ہی پس اضافتہ جو ایک امر عقلی انتزاعی تہا وہ مبدل
با مر وجودی تحقیقی ہو گیا اور یہہ امر باطل ہے اسلئی کہ ما بالتحقیق ما بالاعتبار نہین ہو سکتا
اور نہ عکس اسکا والا یعنی مرتبہ نبوت خواتم ستہ ماخوذ ہی ساتہہ وصف خاتمیہ مقیدہ اضافی
کی تو ہہ ایک وصف زاید ہی نبوت اسکا دلیل شرعی درکار ہی نہ عقلی اور بصورت اطلاق
مرتبہ مذکورہ یعنی مرتبہ خاتمیۃ بطرز عموم وشمول ہر دو مرتبہ خاتمیۃ کو یعنی خاتمیۃ مطلقہ کو
اور نیز مقیدہ کو تب بہی تو مراد فرد کامل ہوگا یعنی خاتمیۃ مطلقہ جو خصیصہ ہی خاتم حقیقی
کا صلعم پس با لضرور محذور مذکور قایم ہے اور یہہ خاتمیۃ مقیدہ وہ شی ہے کہ جس سے علاقہ
تشبیہہ کو بنانا چاہتی ہین اور استحالہ تجانس او اتحاد نوعی مذکورہ کو دور کرنا چاہتی ہین
سو یہہ امر لا یلکا اوسکی جوڑ ہے جیسا کہ عنقریب محقق ہو چکا پہر وہ بہی دو حال سے خالی
نہین بغیر مشابہت ہو مانند مجاز مرسل کے مثل ید اور نعمۃ کے یا مع مشابہتہ ہو مثل استعارہ
کے مانند اس آیتہ عزیزہ کی ہو الذی جعلکم خلایف فی الارض اسلئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم

خاتم النبیین ہیں پس اُمتہ بھی اونکی خاتم الامم ہے لان محمداً صلعم خاتم النبیین فامتہ خاتمۃ
سائر الامم من تفسیر المدارک اسکو قرینہ شرعیہ کہتے ہیں اور منشا وشرعیۃ کیونکہ وجود ذات
خاتمیہ ساتھہ وصف خاتمیہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیۃ نبوت حقیقیۃ محقق
الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیۃ امتہ مرحومہ مذکورہ جا بجا
بنصوص قطعیۃ قرآنیہ اور اخبار نبویۃ اور آثار صحیحۃ بلکہ کتب منزلہ سابقہ سفر ان العلامات
تا ثبتہ ہی نحن الآخرون السابقون وایت حدیث شریفا وارد صحاح وغیرہ کافی ہے
اکثار اس باب میں موجب اطالۃ ہی معلوم ہر کہ ومہ ہی پس بہر حال ہر دو صورت
مذکورہ یعنی صورت مجاز مرسل وصورت استعارہ اس تشبیہ سی مطلب اہل مطلب
ہرگز بر آر نہیں تا وقتیکہ منشا تشبیہہ شرعی نہوا ور لفظ خاتم اثر مذکور میں بتصریح نہو
پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور میں لفظ نبی سے ہادی غیر نبی مراد ہیں مسمی باسماء
مذکورہ الاثر المذکور اور تشبیہہ امور محسوسہ میں ہو یا معنویہ میں منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف
اضافتہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہے پس برین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور میں
اجتماع وجود اور عدم محل واحد میں پس ما نحن فیہ میں محل نزاع اضافتہ نہیں ہو سکتا
بلکہ محل نزاع تشبیہہ ہی نفس نبوت میں جسکو متحمل اثر مذکور ہے جسکا مآل استلزام الشرکت
بالنبوت ہی مع قطع النظر عن الخاتمیۃ اور اگر اثبات تشبیہہ منظور مشبهین اضافتہ ہوتا تو حسب
قواعد عربیۃ ممکن تھا مگر اوسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتیں یا
وارد شریعت یا تکرار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قسطاس سابق میں
مفصل گذرا الا بطریق مجاز واستعارہ مراد ہادی غیر نبی لی جاویں حسب اقتدار
سلف صالح مانند قسطلانی وزرقانی وغیرہ تو پھر لا عبار کندن ہے اور یا صورت
مطلب بر آری بتصریح بدین لفظ ہولی فیہ خاتم کخاتمکم مگر پھر یہ بھی بصورت تشبیہہ ہولی
بصورت اضافتہ بدلیل مذکور الا تجوز الوجہہ وجود منشا ر اضافت مگر پھر بھی احتیاج

تاویل خاتم بمعنی مانند تاویل قسطلانی وغیرہ کے بوجہ لزوم استحالہ شرکت وغیرہ
اصلی کہ خاتم بمعنی غیر نبی نہین ہوتا کہ امر لاحق ہے پس اثبات نبوت ساوج باہمراہ تحتیہ
نسبت خواتم ستہ ہرگونہ قطعا وقاطبۃ باطل ہے اور یہہ پہلو مجال مناقشہ قایم ہے اور
اگر یہہ عذر کیا جاوے کہ روایتہ اسمی یعنی فیہ محمد کمحمد کم دلالت کرتی ہے اوپر خاتمیت
کی بطور ترقی کلام کے پس اول تو تقریر متقدم کافی ہو چکی اور معہذا یہہ عذر جب معتبر ہو
کہ اور انبیا علیہم السلام کا نام اثر مذکور مین مذکور نہوتا تاکہ تقریر خصوصیۃ وصفی اوپر وصف
مخصوص کے ہی یعنی خاتمیت کی ہی یہہ روایت اسمی وعلمی بطور ترقی کے دلالت کرتی
یعنی نبی وہان تو خاتم ہی ہین پس معلوم ہوا کہ وصف مشترک جو مصرح فی الاثر ہے
یعنی نفس نبوت مراد ہی ہو بوجوہ مذکورہ فی القسطاس معتبر ہی ساتھہ ہدایت ہادی
غیر نبی کے ورنہ لصورت دعوی خاتمیت کیا اور دعوی نفس نبوت کیا پہر وہ ہی مناقشے
قایم ہین مگر جو کہ حضرت ابن عباس رض سے اس ہی باب مین حدیث قدسی مروی
ہے جیسا کہ قسطاس سابقہ مین مذکور ہو چکا ولم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ
نبیا اوسکی تصریح سلب خاتمیتہ پر باحد اخاتم حقیقی اکتفا فرمایا بالضمن سلب نفس نبوت
کہ جسکو خاتمیہ لاحق ہے اور بدون اوسکی خاتمیتہ غیر متصور ہی پس وہ حدیث قدسی
تفسیر اس اجمال کی ہوگئی اب جو توجیہہ عقلی گہڑی جاتی ہے خلاف اس تفسیر
حضرت ابن عباس رض ہی سو وہ قطعا ہر پہلو باطل ہے ورنہ پہر تو یہہ کہا چاہئے کہ
دو حال سے خالی نہین یا اصلاح معنی صاحب اثر ہی کہ خود صاحب اثر ہی نہین
سمجہے معاذ اللہ یا ہنوز صاحب اثر اس کلام مین بامید اہل فہم متاخرین معنی ہر
نہین پہنچے بلکہ بسبب ہولی قدسی کے ان ہر دو امر ناقص مذکور کا اثر دور تک پہنچتا
ہے یعنی صاحب حدیث قدسی تک اور ابن عباس رض اور آنحضرت تو ناقل ہی ہین فالحذر
الحذر الحذر فافہم اور معہذا روایتہ محمد کمحمد کم کہ جسمین تغییر اسلوب کلام نہین ہے کہ ظاہر

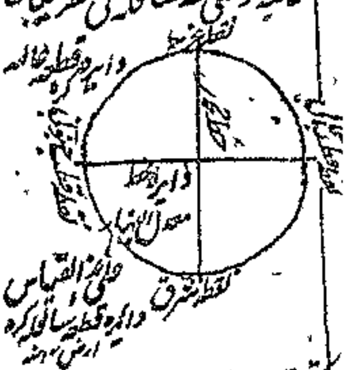
سے بلکہ غلبہ ہی جہتہ علمی کو اور یہ حیثیت وصفی اور رتبی کے وہ روایت مزاحم حال ہے
اس جہت وصفی اور رتبی کو اوس وش پر جو کہ منشا ہی نبوت خاتمیہ اضافیہ مزعومہ
کا ہیں معلوم ہوا کہ وہاں ہادی غیر نبی ہیں سمی باسما انبیاء آدم و نوح تا محمد صلوٰۃ اللہ
علی نبینا و علیہم السلام جو مشابہ ہیں ساتھ ہر ایک نبی طبقہ علیا سمی اپنی کے نفس مالیتہ
وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فخیمہ اور اخلاق فاضلہ میں قدم بقدم اونکی اتباع میں
فقط لا غیر الحذر الحذر واللہ اعلم وعلمہ اتم **قسطاس سیوم** اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ایسے اثار کا انکار کرنا جیسے یہہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور ہر شند ذقادح
صحتہ نہیں گو قطعی الثبوت نہیں جو مفید یقین ہوا ور تکلیف عقیدہ اوسکی کیجاوے اور اُسکی
منکر کی تکفیر کیجاوے کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہے کہ حلاً تواتر کو نہیں پہونچی البتہ حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر انعقاد اجماع بھی نہیں ہوا
جو باعث تکفیر منکران ہو مگر خالی از ابتداع تو نہیں اسلئے کہ ائمہ حدیث نے لعدم صحیح کے حکم
شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ مطاعن حدیث سے نہیں قسطاس رفع شبہہ مذکور یہی کہ اوّلاً
اسکا انکار اہل تحقیق نے مطلقاً و حلقاً نہیں کیا بلکہ اسکی اصلاح بدینطور کی کہ جس سے اثر
مذکور میں اور آیۃ خاتمیۃ میں تطبیق حاصل ہوئی چنانکہ اکثر قسطاسوں میں مذکور ہو چکا کہ جسکی
تسلیم سے اہل اعتقاد کو خلش پیدا ہوئی کہ نوبت اوسکی ابطال پہونچی اور قطع نظر اس سے
حاصل اس شبہہ کا یہی کہ ثبوت اوسکا ہی ساتھ ثبوت ظنی کے اوّل اہل تحقیق سے
کوئی اس اثر کا منکر نہیں ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
کیا نہیں معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
حنفیہ کہ جسکا امام شافعی انکار کرتے ہیں مبتدع ہرگز نہیں بلکہ پیشوای اہل سنت و جماعت
ہیں کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھ دلیل ظنی کے نہ ساتھ قطعی کے اور بالفرض اگر مبتدع
بھی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہے کہ ظن کافی نہیں **قولہ لقوم** ان الظن ولا یغنی من الحق شیئا

قولہ لعم ان لعض الظن اثم سے قبل الحراصون اور ماثبت اسکا خاتمیہ اضافیہ زمنیہ
جیسا کہ تحقق ہو چکا بلکہ اکثر ماثبت اسکا حسب مزعوم اہل اشتباہ ہی تو نبوت خواتم
ستہ ظنی الثبوت ہی نہ خاتمیہ بدلیل فقرہ فیہم نبی کنبیکم اور نیز فقرہ محمد کمحمدکم کے اور اور
قبائح اور شنائع اس امر کے بھی روایۃ و درایۃ اور نیز دلائل عقلیہ اکثر قسطاطیس مین
لیسا و میش مذکور ہین پس اب انصاف درکار ہی کہ دریں ہوتا ثبوت خاتمیہ کی جو کہ
بطور ظنی الثبوت بھی نہین بلکہ ایک اختراع جدید ہی وہ خالی از ابتداع ہوا در وہ
تحقیق جو متضمن تطبیق بین الایۃ والاثر المذکور ہی اور مطابق تفسیر صاحب اثر ہی جو حافظ
اور حامی اصل عقیدہ ملت اسلام ہی اور شستہ رفتہ ہی ہر قسم کی آلودگی سے نسبت
عقیدہ اسلام کی وہ داخل سوء عقیدت اور جفا اور بی ادبی ہو کر محمول بر ابتداع
واختراع ہو یا خلاف واقع نامزد بانکار اثر مذکور ہو حالانکہ انکار اثر ناگوار اہل تحقیق
ہے سلفا و خلفا اور قطع نظر اس سے کہ بالفرض محال صاحب اثر منسی حدیث قدسی لو لم
اختم بہ النبیین الخ جو کہ تفسیر ہی مروی ہو جس حالت میں میدان تطبیق و توفیق بتاویل
حسن اور توجیہ مستحسن فراخ ہو جیسا کہ سب ہی قسطاسوں مین صراحتہ واشارۃ وکنایۃ و
تلویحا وتلمیحا غالبا مبرہن ہے یہ ہی کفایت کرتا ہی الحذر الحذر قسطاس ثانی و بیستم
اگر یہ شبہہ واقع ہو کہ اثر مذکور مین تائید اور تشکید معنی خاتم النبیین مخالف نہین بلکہ
اوسکی تغلیط بین الثبوت مین قدح ہی اور کیون نہو صورت انکار اثر مین منجملہ سات
حصون خاتمیہ کی ایک حصہ باقی رہتا ہی اور چہ حصہ ہاتھہ سی جاتی ہین معطیس رفع
اوس شبہہ کا یہ ہی کہ اول تو یہ دعوی کہ در صورت انکار اثر مذکور زوال چہ حصون خاتمیہ
کا لازم آتا ہی مجرد دعوی ہی کیونکہ یہہ مبنی ہے اوپر ثبوت خاتمیہ خواتم ستہ کی اس اثر
مذکور سی اور وہ غیر ثابت ہی اور قطع نظر اس سے ثبوت حصص ستہ یا کما ینبغی نسبت خاتمیہ
کے ہرگز ثابت نہین من ادعی فعلیہ البیان مع التبیان والا محذور ترکیب خاتمیہ حقیقیہ

بالاجزاء الحسیسۃ السابقۃ الحقایق ای العین فی الاقتباس لازم آتا ہی وہ باطل ہے قطعا
یہ مخفی ایک بنا رکھتا ہے بلکہ درصورت اعتراف نفس نبوت انبیا اگرچہ کچھ ضرر خاتمیت حقیقی
کو نہیں ہوسکتا چنانچہ اوس انبیاء علیہم السلام کا وجود مضر نہیں ہوا کہ ظاہر ہی مگر بخلاف
وجود ہی نبوت صرف یہی نسبت خاتمیت جیسا جیران صاحبون مدعیان نے کیا ہی استحالہ
شرکت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور اوس استحالہ الزام بالا یلزم قبل ورود
الشرع بموجب قولہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور خلاف سنت اللہ ہوا جو قول
حقتعالی و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یا تواردِ شریعت یا تکرار شریعت وغیرہ جو اکثر قسطاطیس
مین بدلائل مفصل مذکور ہیں لازم آتی ہین اور معہذا غور دلکا ہی کہ خاتمیت مطلقہ ایک معنی بسیط
ہی کہ شیوع اور شمول اوسکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
شخصی ہون یا حصصی علی ہذا القیاس بسیط ہی خصوص وصف اطلاق کہ شرح حقیقۃ
اور بیان عنوان اوسکا ہی نہ از قبیل قید ہی اوسکو یعنی خاتمیت مذکورہ کو کمی بیشی افراد
سے کچھ آسیب ہرگز نہیں ہوسکتا نہ اوسکو اثر طاری اور نہ انبیا و اولیا اور اصفیا خواہ افراد
ارض کثیرہ ہون یا متخللہ متصلہ یا متفرقہ ہون یا منفصلہ منفکہ اور یہ سب امور لاحقہ مرتبہ
ثالث مین ہین از قبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر اوسکا نسبت اوس
معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر اوسکی رسائی وہانتک کہان اور انکار اس
سے جو مستلزم ہی تخصیص کو اور باقی رہ جاتی ایک حصہ کو تخلیسات حقونکی غلط ہو جاتا
اثر مذکور کا ہرگز نہیں لازم آتا چنانچہ شراح بخاری وغیرہ نے بموجب تفسیر حضرت ابن عباس رض
ساتھ حدیث قدسی مذکور کی اور بہ تبعیت اونکی اس احقر نے بالا تزید شرح و بسط معنی بیان
کیا کہ جس سے تطبیق بین المعنیین یعنی معنی آیت خاتمیت اور معنی اثر مذکور مین حاصل ہوتی اور
حالانکہ انکار اثر مذکور اور تغلیط معنی مذکور دو امر ایسے متغایر ہین اور متوازی کہ ایک
دوسرے کو ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہیں کیونکہ ایکن علاقہ بلاقات منقطع ہی بس بوجہ

وجود معنی دیگر جو باعث تطبیق ہوا اطمینان حاصل ہے پس واضح ہوا کہ یہہ امر سرا سر شبہہ ہے
تقریب تام نہین ہے معہذا اور اس تقریر سی ایک اور شبہہ بہی برطرف ہوگیا کہ عظمت
شان نبوی صلعم جو مبنی تہی او پر تسلیم ہیئت ارضی بترتیب فوق وتحت متفاصل الطبقات
کے علی خلاف الروایات گو روایات فاصلہ بین الطبقات موافق روایت جامع ترمذی وغیرہ
ارجح ہی ہہی کہ اسمین جو منشا ہی کمابیشی شان محمدی صلعم کا ساتہہ افزایش جسہ گونہ کی اور
کمی ہی اسقدر کی او رحالانکہ عظمت شان محمدی صلعم جو عبارت ہی خاتمیت مطلقہ سی وہ
فصل اور وصل اور ضم او رفک سی مستغنی ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہان مگر یہہ امر آخر ہی کہ
لکا ثرا ثرا دانستہ جو وارد اخبار صحیحہ ہی یعنی لو اندکم دلیتم الحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ اور لکانوا نا فی ایا ہی کبیم الاعظم سو البتہ یہ
امر بین تو فصل او رتفکک کو جو منشا ہی تخصص کا فی الجملہ دخل ہے نہ کہ نفس شان خاتمیت مطلقہ
مین کیا نکہ نفس بعثت مین او ریہہ امر ہبابات بلا ضرورت ایجاد خواتم ستہ ممکن ہے درصورت
التصاق طبقات ارضی سلسلہ بہی بعنوان آبادی یدہ جو طبقہ ارض علیا کی جو غرقاب ہی اور
وہ سات حصہ غیر معمور ہین ہو جیسا قاعدہ تنصیف کرہ بخط آفاقی بتقدیر و متقاطع خطین خط
محور کرہ و کرہ دایرہ معدل النہار سی پیدا ہوتا ہی اور آخر لقا طہ متواصلہ او سکا ایک جانب سمی
بنقطہ قطب شمالی د بجانب دیگر مسمی بنقطہ قطب جنوبی کہ ہمارا غالبا رہتیون مین نظر آتا ہی بوجہہ حیلولت
حایل غالبا کہ واقع ہی نشیب مین بہ نسبت قطب شمالی کے اور اس ہی سبب سی سطح زمین ہی
جانب جنوب نشیب مین ہی بہ نسبت جانب شمال کہ فراز رکہتا ہی لہذا جریان نہر ہا وغیرہا
جانب شمال سے جانب جنوب مین ہی اور خط منطقۃ البروج اگرچہ مسامت الراس سے تجاوز
اور میل رکہتا ہی جانب جنوب کو گویا بدرجہ تقاطع مستوی یعنی مسامت الراس ہی سے کچہہ
منحرف نہین امر تقریبی ہے اور وہ اس فن ریاضی ہیئتیہ اور حساب مین معتبر ہے الحاصل
ہر دو قطعہ مذکورہ کرہ مذکور منقسم ہے چار چار حصہ برابر چونکہ منجملہ قطعہ عالیہ کرہ مذکورہ ایک
ربع مسکون آبادی ہی مثل قطعہ سافلہ کرہ مذکورہ حصہ سہ ربع کرہ عالیہ غرقاب ہی لہذا

لہذا ربع مسکون کا اطلاق ہے۔ پہر کچہ ضرورت نہین طرف ابادی کی اثبات باقیہ منفصلہ محویہ بالطبقہ العلیا کی درصورت آبادی ہوا بر بقاع قطعہ عکسیا ارض علیا کی بسبب زیادہ مساحت اوسکی کی نسبت طبقات عالیہ ارضیہ سافلہ کی تقریبا غالبا فافہم صورتہ ہکذا فقط



پس اب کچہ ضرورت نہین طرف ایجاد خوارق واسطے دربارہ حصول غرض مطلوب شرعی کی یعنی لکاثر افراد امتہ بلا موونتہ دیگر توجیہات اور معنی اثر مذکور نہی مرہا رہی بتقویتہ توجیہات جمیع مسالک لا علی القیاس بجمل وغیرہ مذکورہ سابقہ قسطاسین کی رحلے طبقات سبعہ اور کرویت ارض اور سب لوازم ضروری بجای خود قایم رہتی ہین مگر بتحقیق تنزل امرہ بینہن کی بہ صورت مین جو موجب القیاس ہے اس باب مین وہ مفصل عنقریب قسطاس آیندہ مین مذکور ہوکر رافع شبہات ہی گو طبقات ملتصقہ ہی ہون تنزل امرہ بینہن کو کچہ آسیب نہین فقط۔

قسطاس سیوم یہ جاننا چاہیی کہ اتیان بصیغہ واحد بنسبت ارض کے قرآن شریف مین بوجہ جنسیتہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اوپر واحد اور کثیر کے اور مراد ہی یہان اوس ہی کثیر باوجود اختیار لفظ واحد بجہت التصاق طبقات سبعہ کہ اس قدر مین کلام نہین چنانچہ بعض روایات اخبار صحیحہ مین لفظ جمع ارضین بہی وارد ہی یا بجہت عدم اختلاف ماہیتہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی نبی ہین بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس مختلفہ سی نبی ہین جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر سے موجود غرضکہ اہل شرع کو اختلاف تعداد سبعہ طبقات ارض مین یا اختلاف ی فصل بین الطبقات مین بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سبعہ ملتصقہ ہین موافق قول اہل ہیئتہ کی مگر بظاہر مخالف ہی قول اللہ تعالی کی۔ اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناہما یعنی کیا نہین جانا کافرون نے کہ آسمان اور زمین تہی متصل ہوی پس کردیا ہمنی جدا اون دونوکو فقط لیکن بنظر غور یہ معنی ہین کہ یہ دونون صنف من حیث المجموع باعتبار افراد ہا کانت افراد کل واحد من الصنفین متصلۃ فیما بینہا او منفصلۃ

قسطاس سیوم

متصل تھے اور ملی ہوئی آپس مین پس جدا کردیا ہمنے ان دونون مضمونوکو قطع نظر اس سے
کہ افراد ان ہر دو نوع کی جو موجودہ طبقات مین ملی ہوئی ہون یا نہون جیسا کہ اتیان
صیغہ مثنی کا نشاء اور ضمیر مثنی لفظ ہما کا دلالت صریح کرتا ہی جیسا کہ اشارہ ہی طرف
اس مضمون کی سورہ فصلت مین کریمہ ثم استوی الی السماء وہی دخان فقال لہا وللارض
ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین یعنی فرمایا واسطے اوس صنف آسمان اور صنف زمین
کے من حیث المجموع بلا لحاظ طبقات اوسکی کی اور کیفیت ان طبقات کی کہا اون دونون
صنف مذکور نے آئے ہم دونون فرمانبردار رغبت کیساتھہ اور جہد احتقاد کہ متعدد ہونا
آسمان کا منصوص ہی اس آیتہ مین اور اور آیات مین ہے ویسا متعدد ہونا زمین کا نہین ہے
یہی وجہہ ہی اختلاف کی نسبت اسکی کہ ظاہر ہی آئیندہ ترجیح اقوال امر آخر ہی پس اگر بعضون
اگر یہہ شبہہ کیا جاوی جیسا کہ بعض اہل فضل کو اشتباہ واقع ہوا کہ جیسا اطلاق لفظ خاتم النبیین
قابل تاویل اور توجیہہ نہین کسیطرح ویسا ہی یہہ لفظ مثلہن بھی ہے جو واقع ہی آیتہ اللہ الذی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن مین بدلیل اسکی کہ آخر یہہ دونون لفظ واقع اور
نازل اس ایک ہی قرآن شریف مین ہین معطلیس جاننا چاہئی کہ اول تو یہہ شبہہ اسطرح قابل
التفات نہین کیونکہ قرآن شریف مین نازل ہونے سے اس آیت کی کسکو انکار ہی اور
قطع نظر اس سے آیات قرآنی مختلف المراد والمعانی ہین اپنی اپنی قسم کی مراد پر منقسم مین نفس نزول
مین متساوی الاقدام ہونا امر آخر ہی اور مرادین اور احکام مین بکسیر اللام یعنی محکم ہونے
مین اور متشابہہ وغیرہ مین مختلف المراد ہونا امر آخر ہی اور دوسری یہ کہ اس تقریر سی شبہہ مذکور
بالکل برطرف ہوگیا بدلیل ہونے لفظ مثلہن کے متعدد التاویل عام ہی اس سے کہ نسبت بین التشبیہ
مرکب بترکیب ہو یا مضمر مفرد ہو بموجب سلف وخلف سایر تفاسیر آیتہ موصوفہ کی بخلاف آیتہ
خاتمیت کی کہ جسکی تعیین مراد ہی کسی متنفس نے علماء سلف اور خلف سی کسیطور پر مزاحمت نہین
کی اور حالانکہ لفظ مثل خود مبہم ذاتی موضوع الابہام محتاج التفسیر والتاویل ہے بخلاف لفظ خاتم

سکے اور یہہ لفظ خاتم بہی مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ النبیین ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماخوذہ اور بوصف منوّہًا مذکورہ میں بحث ہی پس گو نہ مسلوب التاویل
ہی قطعًا وحالًا ومالًا تحقیقًا وتقدیرًا والنباقا پس ختم خاتم کا کوئی مخاتل ہی ابطش حقیقۃ
مذا اضافتہ ابنیت خاص میں کسیطرح جوتا یہ الا دیل ہو کر تحاب بطرف دست متمکلرہ کی اسکی ترجیح کرنی یا اتحجیہ
کا طرف کسی تمیز او تشخیص کے یا طرف استشار کی فافتہر فافتہر ذا بیّنا کالاموز کل الافتراق واللہ اعلم بالصواب
پس اسقسم کا قیاس ہی ہرمون از قیاس ہے قرآن شریف میں کیا کہیا شی نازل نہیں لفظ نبی کو
فی القرآن کو کیا دخل ہے اسلئے امر اتحاد منشا و مراد میں کہ اظہر ہی پس بموجب ان تحقیقات
کی یعنی اثر مذکور کے جو مستلزم ہیں تطبیق بین الایۃ والاثر المذکورین کو جو مویدا و مشید ہیں
توجیہہ لفظ نبی کو یعنی ہادی و واعظ مذکر وغیرہ نبی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ کی
جو بیرکوہ کیا بلکہ صحیح وہ ہی معنی ہیں جو خود صاحب اثر لی رض ساتہہ حدیث قدسی کی تفسیر کرکی
اور واسطی افادہ مزید مبالغہ کی ساتہہ لفظ نبی کے متغیر فرمایا کہ مبالغات بغرض مصالح
استعمالات شارع میں ثابت ہیں کہ وہ متحقق ہیں خلاف واقع ہیں چنانچہ بعض قسطلانی میں
اسکی بحوالہ شرح وسیط ہی وہ شبہہ جہوٹ بولنی کا عوذًا جو جانب حضرت عبد اللہ ابن عباس رض
امام المفسرین اعدل الصحابہ میں سے ہیں جسکو بیراہ تہمت جانب اہل توجیہہ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہیں مترک خیال بعض افاضل جنہون جو ایم ستہ تہا بعنایت الہی جلشانہ زائل ہوگیا اور لازک
فقرہ المعاریض مندوحۃ عن الکذب واقع بخاری شریف علاوہ برین ہے یعنی تعریضات اور
کنایات اور مجازات اور تاویلات کو وسعت ہی مشہرین کذب سے شرعًا مثلًا لفظ عدد سبعین
اور خمسمائۃ کا دربارہ بیان بعد مسافت فیمابین زمین و آسمان وارد احادیث ہی اور اسکی
سبب محدثین نے توجیہہ یہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہیں بلکہ بطور مقدار مشترک بمطابق تحدید شست
کثیر مراد ہی علی ہذا القیاس اور امثلہ بسیار در اخبار و آثار ہیں فا درک ۔ اور موجبین اہل
تحقیق ابن تہمت رفض اور اعتزال اور خروج سی جو بحیثہ قلم بعض فضلا ہی محفوظ ہی الحمد للہ

ہر بزغیبت ہی یا درہم نہیں جرات کرتی کہ کہین کون بڑا بزرگ ہے اور کون چھوٹا ہم کو ملی
التطبیق مذکور کی اور دیکہ پایا یہ اور منصب نہیں ہے دونہ خرط القتاد پس بہ سبب ان تحقیقات
مذکورہ کی اس قسم کے شبہات بہی زائل ہوگئی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس وغیرہ کو واقع ہوا
کہ تسلیم کرنی سے ہر زمین مین آدم و نوح وغیرہ کو کوئی وسیلہ مانع نہیں فعلا المحذور المحذور ـ
قسطاس حہارم ترجمہ آیۃ شریف یعنی اللہ وہ ذات پاک ہی جسنی پیدا کیا سات آسمانونکو
کو اور پیدا کیا اون آسمانون کے مثل کو جو وہ زمین ہے تو مین جانتا ہی اور یہہ معنی بصورت
قراءۃ فتح لفظ مثل کے ہین اور مثلیت درمیان عدد سبعہ کی ہے یا کریتہ کی اور مخلوقیت کے
بوسیلہ عطف کی اور لفظ سبع کے ظاہر ہی اور در صورت قراءۃ رفع لفظ مثل کے یہہ معنی ہونگے
اور زمین سے مثل آسمانونکی ہین بیچ مخلوقیت کی یا معدود ہونی کے ساتہہ عدد سبعہ کی یا
کریتہ کی ـ اور جاننا چاہئی کہ مماثلت دو طرح پر ہوتی ہے کلی اور جزئی مماثلت کلی مانند افراد
متحد الحقایق کے مانند زید و عمرو و بکر افراد انسان کے اور مماثلت جزئی یعنی مشابہت کی
بعض امور مین جو عارض ہوتی ہین ماہیت کو خواہ از قبیل خصائص ہون یا عام ہون اور شامل
ہون اور ماہیات کو بہی مانند معدود ہونے کے اور مخلوق ہونے کی اور کریّ ہونے
کے پس ان امور مین افراد سماوات اور ارض مساوی ہین اور اور بعض امور مخصوصہ مین
مثل حرکت اور سکون کی مباین ہین جیسا کہ کریمہ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع
وغیر ذالک اور تتبع موارد استعمالات قرآنی اور احادیث نبوی صلعم سے بہی ایسا ہی
معلوم ہوتا ہی کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی الآیۃ کریمہ ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ
یمن علی من یشاء من عبادہ پس نفس بشریت مین مماثلت ہی اور اختصاص اور امتیاز کلی
ہے ساتہہ خصوصیت وحی کے اور تغییر اسلوب مین بہ نسبت دوسری آیۃ شریفہ کی یہہ وجہ ہے
کہ پہلی آیۃ مین اشارہ ہی طرف علو رتبہ حضرت خاتم النبیین کے صلعم کہ صریح لفظ وحی متلو
ہی بخلاف دوسری آیۃ کی جو حق مین اور انبیاء علیہم السلام کے ہی کہ اونہون نے فقط

وحی کو کنایۃً بلفظ مثت اپنی قوم سے بیان کیا بوجہ صرف ناہمواری قوم کے اور خوف ازار رسانی
سے یا براہ تواضع اور مانند قول حقتعالی و تبارک کی اولیس الذی القادر علی ان یخلق مثلہم بلی و ہو
الخلاق العلیم یعنی مماثلت فی الماہیۃ والاوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اور پیدا
کرلے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر ذوی العقل جو راجع ہی طرف جن و انس و ملک کی
جو عام ہین سموات اور ارض کے شرافۃً ہی کہ افراد غیر لغیہ مخلوقات سی ہین جو اسطی دلالت کرلی
کے اوپر افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ بین سی ہون اسلیے کہ وہ سبب داخل
ہین تحت قدرت حضرت حق مطلق جلشانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے ایکم مثلی الی
ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنی نہین ہے کوئی میرا مشابہہ مین شب گذاری کرتا ہون نزدیک
اپنی رب کی وہ کہلاتا ہی مجکو اور پلاتا ہی مجکو اور ممکن ہے کہ یہہ لفظ مثل وارد احادیث بمعنی
مماثل ہی ہو کہ جسکو سلب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہین کوئی میرا مماثل اس وصف
خاص مین پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا مین اثبات ہی مثلیۃ کا لفس ماہیۃ بشریۃ مین اور
خصوصیۃ ہی وصف وحی مین ایسا ہی مین مخصوص ہون اس وصف خاص مذکور کے ساتھہ
حدیث مذکور مین اور مثال مشابہتہ وصفی کی یہ ہی فلان مثل حاتم یعنی مشابہہ ہی وصف
جود اور سخا مین نہ مماثل ہے تا کہ لازم آدی مساوات جمیع اوصاف مین حالانکہ بہت اوصاف
مین گری مین مباین ہے پس معلوم ہوا کہ منشا رصد ور لفظ مثل اثر مذکور مین یہہ ہی لفظ مثل
ہے جو واقع ہی نظم قرآن مین اس آیۃ شریفہ مین ومن الارض مثلہن یعنی اوس اثر مین
بہی اس ہی قسم کی مثلیتہ ہے یعنی فیہ مثل ابراہیم و نوح الخ مراد مشابہتہ فی الوصف الخاص
ہے اور وہ وصف تذکیر اور توعیظ اور ہدایت ہی یا صرف رسالت ہی بایں معنی کہ پیغام رسان
ہین اونکی جو پیغام رسان ہین جنات کو جانب انبیاء الہی اور معہذا علاوہ برین ہے
کہ مشتمل ہی بہی ساتھہ ان ہی اسمار مذکورہ کی اثر مذکور مین بطور تشارک اسمی کے مانند تحقیق
شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید او تشیید و تشریح تا آخر قسطاس مین ہوتی چلی آئی ہے

اور تطبیق بین الاٰیۃ الثانیۃ اور اثر مذکور ظاہر ہو گئی اور جو آئی ہے نہ کہ انکار اثر مذکور اور وجہ
ایراد لفظ مثل باضافت طرف ضمیر جمع مذکر آیۃ اولیس الذی خلق السمٰوٰت والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم الاٰیۃ
میں اور ایراد اس ہی لفظ کا باضافت طرف ضمیر جمع تانیث مثلھن آیۃ اللہ الذی خلق سبع
سموات ومن الارض مثلھن میں یہی ہے کہ آیۃ سابقہ میں یعنی آخر سورہ یٰس میں انسان کی
میں یعنی آخر سورہ طلاق میں وہان مرجع ضمیر اصالۃً ذوی العقول ہیں جن اور انس اور
ملک اور ضمناً سموات اور ارض اور یہاں برعکس فافہم الحمد للہ قسطاس حجۃ و یکم اور تقریر
موعود سابق متعلق لفظ یتنزل الامر بینھن واقع اللہ الذی خلق سبع سموات الاٰیۃ کی یعنی اوسکی
معنی بیان ہی کے درصورت التصاق طبقات ارض بھی وہ اسطرح پر ہی کہ اشتباہ ہوتا ہی
بسبب لفظ بینھن کے کہ وہ صریح مقتضی ہے فاصلہ کو درمیان طبقات ارض کے بقرینہ دلالت
لفظی کے پس رفع اس اشتباہ کا بدین طور ہی کہ واقعی دلالت اور اقتضاء مذکور مسلم ہے مگر منشأ
اشتباہ مرجع ضمیر مونث غائبہ ہی جو لفظ بن ہے کلمہ بینھن میں یعنی صرف طبقات ارضی سبعہ
مگر جب مرجع اوسکا مجموع سماوات سبعہ اور طبقات ارضی سبعہ قرار دیا جاوے تو شبہہ مذکور
برطرف ہی بالضرور یعنی تنزل امر درمیان جو ہی مابین ہے سماوات سبعہ اور اراضی سبعہ
کی یا جیسا کہ اور جابجا کلام اللہ شریف میں ارشاد ہی مثلاً کریمہ خلق السمٰوٰت والارض وما
بینھما اور وما خلقنا السمٰوٰت والارض وما بینھما باطلا وغیرھا من الاٰیات سی مراد جو ہی یعنی خلو ہی
اور ہوا ہی جو یعنی خلو ہے نہ بمعنی ریح جو غلط العام مشہور ہی چنانچہ کلام مجید میں ارشاد ہی
وافئدتھم ھواء یعنی دل اونکی خالی ہونگی ہر ایک فکر سے سوای پریشانی اور ہول قیامت کی
اور کچھ نہوگا اپنی جگہہ سے پران ہونگی کریمہ لدی الحناجر کاظمین نزدیک حنجر گلو غصہ میں
اور غم میں بہری ہونگی الساہی مراد ہی اس کریمہ میں بینھن سے یعنی درمیان آسمان و زمین
کے تو مرجع ضمیر تثنیہ کا جنس سموات اور جنس ارض ہے پس ابتنزل امر یعنی نزول وحی
درمیان عالم جو یعنی درمیان خلو طبقہ علیا ارض کے اور طبقہ سفلی آسمان کے انجام دی

اس سے اون طبقات مذکورہ ارض میں خلو ہو یا نہو واسطہ تثبیت مطلب نزول وحی کے جو موقوف
علیہ ہی وجود خواتم مذکورہ کا جو متفق اور مسلم تہا خلو مذکور کو بسبب کچھ ضرورت نہی خواتم ستہ
کی اور نہ خود طبقات سافلہ کی بسبب کفایت کرنی جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو منشا ایسہ
تصریح ہے آیات قرآنی میں باتفاق مفسرین اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اور آیات ضمیر [illegible] تہو
الکتہ جا ضمیر تثنیہ نازل ہوئی اور اس آیۃ متبرکہ میں کیوں تغیر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مؤنث جو
لفظ بینہن میں ہے آ جواب اوسکا یہہ ہی تا کہ تغیر اسلوب دلالت کری اوپر طبقات متعددہ
کے بہی ملتصقہ رتقہ ہوں یا منفصلہ فتقہ ہوں یہہ امر آخر ہی اور ہر گاہ نزول وحی ہوا درمیان
محدب یعنی سطح روی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر یعنی جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
جو عبارت ہی اجو مذکور ہی تو بہر حال نزول ثابت ہی درمیان ہر دو طبق کے بالضرور اگر یہہ کہا
جاوی کہ بنظر انصاف معنی حقیقی نزول وحی کے یہہ ہیں کہ اوپر سے نیچی کو جاوی یعنی بہر حال آسمان سے
طبقہ علیا زمین پر آوی جو مقر ہی اوسکا اسواسطی کہ حضور رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود باجود اسی
ہی طبقہ میں ہے اور پہر بواسطہ اونکی نیچی کے طبقات کی انبیا کو بطور احکام ملازمان بالادست ملازمان
ماتحت کو پہونچتی ہیں پہونچی یعنی اول آپکو وحی آوے اور پہر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہونچی پس جاننا چاہیے
کہ یہہ عبارت شبہہ مذکور خود فیصل ہے اسلئی کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر
کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہونچا تو وہ وہیں منتہی ہوتا ہی اور ہر گاہ
وہ منتہی ہو چکا تو انقطاع نزول ملزوم کو لازم آیا پہر نیچی کے طبقات کو پہونچنا طبقہ ارض علیا سی یہہ امر
آخر ہی اوسکو وصول کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ نزول جدا ہیں وصول اور نزول فرق زمین و
آسمان ہے اور منشا ورود شبہہ کلام فضلا میں یہہ لفظ ہی کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر
بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے یہہ مفہوم صریح ہے کہ بعد میں اوروں کو بہی وحی آئی اگر لفظ اول
نہو یہہ واہمہ مرتفع ہے اسواسطی کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پر جو نبی ہیں یعنی خاتم النبیین
پر صلعم مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی احکام جو موحی ہیں یعنی علوم و معلوم ہیں وہ بطور متعارف

طبقات سافلہ میں کسی مرسل ہی پہونچی بواسطہ ملائک پہونچی الحاصل غرض متکلم یہ ہوئی کہ وہ نبی نہیں
معلوم ہوا اسلوب تعبیر درست نہوا ورنہ بہر حال اس کلام کی اس تحقیق مذکور سے ظاہر ہے اب
آگاہ ہونا چاہیے کہ مطلب کلمہ فیہن بھی یہی طور روا ہوا کہ مرجع ضمیر جمع مونث مجازاً طبقات ارض علیا
او مقرر طبقہ آسمان دنیا ہی حقیقتہً اور باقی طبقات سموات و ارضین مجازاً تاکہ فیہن کلہن کو بھی
شامل ہو جاوے نہ حقیقتہً جیسا کہ نزول وحی حقیقتہ طبقہ ارض علیا میں وہ بھی بارہ زمین ہے جو
مرسل ہے اوس ملک کا مثلاً مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ وغیرہ جس جس جگہ نزول وحی ہوا بعض اسفار
میں حالانکہ جگہ شامل ہوا تمام طبقہ ارض علیا کو اگر یہہ مراد لیجاوے کہ یہہ وصول اوسکو نزول مجازی
ہے تو مضایقہ نہیں مگر اس نزول مجازی سے جو اوسکی منازل ہیں یعنی درحقیقت مواصل
ہیں نہ منازل جو اور ادانتہ میں وہ نبی نہیں ہو سکتی پس معلوم ہوا کہ فیہا میں وصول اور
نزول نسبت عموم خصوص مطلق ہے وصول عام ہے اور نزول خاص یا محض وجہ یہ ہے کیونکہ
نزول مستلزم وصول ہے من غیر عکس یعنی وصول نزول نہیں علی ہذا القیاس حال طبقات
سافلہ پس ہرگاہ مواصل اس وصول کے اس طبقہ ارض علیا پر بضرورت نبی علاوہ کی نہوئی
علی ہذا القیاس حال طبقات سافلہ اسواسطے کہ اتحاد افراد نوعی مقتضی تساوی حکم نبی یا خاتم
میں اور یہہ امر منجملہ خواص نبوت اور ادانتہ میں سے ظہر الیس اختلاف حکم خاص کا اس باب میں نسبت
جمیع طبقات کی بالکل ہوا لہذا انا مرداشتر ہی ہوا فافہم پس اب آسیہ وصول احکام کے طبقہ ارض
علیا سے طبقات سافلہ تک کچھ ضرورت کسی نبی کی نہیں اور وصف خاتم تو ایک امر لاحق ہی ہے
اسکا مرتبہ تو کہاں پس وہ افراد واقع اثر مذکور اوادم وغیرہ ہادی غیر نبی ہیں جنکو اثر مذکور
میں حقیقتہً اور اخر کہ جنکو براہ شدت مبالغہ وصف ہدایت میں نبی کر تعبیر کیا مجازاً یعنی انکا
سلاسل کہ جو منتہی بہ محمد ہیں بخلاف اوسط اور اوائل کے یعنی اونکو آدم اور انواع کر تعبیر کیا
نظر بکمی وصف ہدایت اونکی کے بنسبت اواخر سلاسل کے فتوسل و لا منقطع جیسا کہ یہہ فقرہ
عبارت مذکور یعنی اول آپکو وحی آئی اور پہر بواسطہ ملائکہ کے اونکو پہونچی اور نیز دوسرا فقرہ یعنی

کہ طبقات کے انبیا رکو لبطور ملا ذمان بالا دست ملا ذمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب
مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا ر موہم داہمہ اور موجب لغزش کا ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح
کی گئی جو رافع التباس مع ایہام ہے انشاء اللہ تعالی پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
اوپر سے نیچے اترنے کو کہتے ہیں واسطے ثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہیں اور معہذا تحقیق کیفیت
معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطے تسہیل اس مطلب آیۃ یتنزل الامر بینهن کے
ایک تقریر زیر تحریر کیجاتی ہے خوب سمجھنا چاہئے ہرگاہ زمین شکل کری ہے اور محوی آسمانوں
کی ہے کیونکہ وہ بھی شکل کری ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہۃ مساحت
جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو چونکہ تو اوسکی واسطے ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط
محرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ
سے پہونچی رہ جانب علو بھی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی اپنے کے اسواسطے کہ وہ جانب
علو مذکور منزل سے نازل کے کیونکہ وہ مماس ہے پس اب جسطرف کو جانب آسمان سے نازل
ہوکر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہر حال بعد
تحقیق مشتبہہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوے گا کیا آخر
ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینهن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ
نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر مقتضای الفاظ
عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینهن کے لفظ فیهن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت
یوں ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلھن بمعنی علی ہوتا مانند قوله تعالی فی جذوع النخل کے
لفظ علی کلھن سے صریح نازل ہوتا مگر اسمیں خدشہ استعمال حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلھن بلکہ صریح کا واحد منھن بھی اگر نازل ہوتا
تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اور مطلب اس آیۃ کی کریمہ اوحی فی
کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل التفسیر نے

تحقیق کی ہے انبیاء علیہم [illegible] وحی الہی اور سماوات کا جو کچھ فرمایا [illegible] الفاظ ہے
دوسلی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] دلائل مذکورہ کی دلیل ہے
جو عنقریب آئیں گے یعنی کہ یہ محمل صحیح ہے منع نہیں ہو سکتی کہ اس امر خاص میں یعنی وحی میں
جو متعلق بخبر انبیاء ہی ہو [illegible] بالکل فارق [illegible] تفصیل [illegible] ہے کہ طبقات ستہ [illegible]
ارضی [illegible] وحی [illegible] خبر انبیاء کی [illegible] بعثت
خاتم النبیین صلعم کی [illegible] طبقات ستہ سافلہ میں وجود مکلفین [illegible]
[illegible] رضی اللہ عنہا [illegible] العتبہ مذکورہ نزول وحی متعلق [illegible]
[illegible] نزول [illegible]
[illegible] بعثت مطلقہ خاتم النبیین [illegible]
سابقہ ہے پس محتمل ہی قبل [illegible] خاتم النبیین کے [illegible] نزول وحی [illegible]

کی الصلاۃ عند الاشعری ان [illegible] الملائکۃ [illegible] انبیاء [illegible]
کہ یہ قول [illegible] بعثت خاتمیہ مطلقہ کو [illegible] مخصوص
[illegible] خاتمیہ [illegible]
[illegible] رضی اللہ عنہا [illegible] طبقات سافلہ [illegible]
نزول یعنی وحی متعلق باخبار [illegible] ام موسی [illegible] وحی ربک الی النحل [illegible]
بعد فرق [illegible]
یعنی [illegible] الکبیر اور شرح اوسکی کتاب التفسیر
بخاری [illegible] تعلق بخبر انبیاء [illegible]
سماوات [illegible] متعلق باحکام [illegible] امر و نہی [illegible]
[illegible] خاتم النبیین [illegible] طبقات ستہ سافلہ ارض [illegible]
[illegible] خاتم النبیین صلعم [illegible] خاتم النبیین [illegible]

اور ایسا کان نزول احکام ہر دو طبقات سے سافل میں ہو رہا بعد وفات سید لطفیہ کہ زمان انقطاع نبوت سے طبقہ زمین علیا مخصوص
رہا سا تہہ وحی کے بعد آنحضرت کے زمانہ نبوت کی بنظر ظاہر ہو گیا کہ دا وحی فی کل سماء امرہا نسبت وحی سماوات ارض سے مکلم
کی ہو نہ بیہ طبقہ ارض علیا ہی تھا اس سے اوائق نہیں فانہم وانہم فرق الیس موجب اس تخصیص کے وہ غیر ہو نہ غلط فہمی کا جو بعض سے ہو گئی
عبارات رافع الوسواس اور یہ عبارت حاشیہ فتح قاری کی جو جناب لکہنوی نے کیا ہے بہ سند اس عبارت معالم التنزیل
امام بغوی کی ہے یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء السابعۃ الی الارض السفلی وہ ذیل سے کیا اسی تفسیر معالم جاری کرے
صحیح ہی غایتہ منہ میں عمر لہ بینہن بی فی ہذہ الارض العلیا التی نحن فیہا وبین السماء السابعۃ التی ہے اعلاہا اور اس تفسیر
وہ تفسیر جو با بین السماء الدنیا یعنی ما بین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا کچھ مخل نہیں کیونکہ اوسکی سیاق نہیں کہ
ظاہر ہی خطبہ سے تحقیق لفظ بینہن کی دنیز اسکو سے کل سماوات گویا منبع نزول وحی ہیں او جہ عدم منزلت
انبیا کی واسطے وحی کی او جہ تخصیص منزلیت مذکورہ کی ساتھ ارض علیا کی تو بحیثیت خاتمیت مطلقہ کی ہو اور عطا
طبقات ستہ کی او جہ عدم خصوصیت طبقہ ارض علیا کی قبل بعثت خاتمیت مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب تحقیق ہو چکا۔
پس جانا چاہیئے کہ معنی اس کی یتنزل الامر بینہن کے یہ ہوئی کہ جو وحی کہ متعلق کل تبرات امر ہی غیر انبیا ہی ہو
اوسکی منزل وہ آسمان ہی جسمیں آسکا مدبر ہی اور وہ زمین ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی علی ہذا القیاس حال جو
اور جو وحی کہ متعلق انبیا ہی اوسکی منزل وہ ہی جسمیں وہ نبی ہی پس اگر وہ نبوت مقیدہ رکھتا ہی تو نزول
اور وصول اور منزل اور موصل متعدد ہی اور اگر مطلق ہے تو یہہ سب امور مطلق لہذا بلفظ امر جسکا مفہوم
عام آیت مذکورہ میں نازل ہوا نہ لفظ وحی کا اگرچہ یہہ لفظ بھی باعتبار اپنی انواع اور اقسام کی فی الجملہ عمومیت
رکھتا ہے نہ مانند لفظ امر کی کہ وہ اس سے بالاتر ہے عمومیت میں کہ اعم ہو اہم اور اشمل الشوامل اور
اجوی الحوایا میں سے سب سے فافہم و لا تو یہم سمجھا جاتا ہی کہ روایات تفاسیر میں ہر قسم کی ہوتی ہیں
اور عبارات مگر مفسروں سی ہو تی ہیں جو بعد تحقیق ہوتی ہیں اور مخالف ہو اوہن نہ ہوں جنہوں
باب عقاید سخت تر نازک ہی الا علم وعظہ اسبغ واحکم پس بعد اس تقریر و تنقیح کے ہرگاہ سب
شبہات جواہل اشتباہ عموماً وخصوصاً ساتھ عنایت الٰہی جلشانہ زایل ہو گئے خصوصاً یہ شبہ جو
از قبیل شبہہ افاضل تو کیا عوام کو بھی شاید مخطور ہو اور اگر بنظر خطرات ہو تو جانیے گا۔

خصوصیات باین قائم تک تخصیص قائم اقاضل اور اماثل اور اماجد کے پہونچنا اور اصلی اثبات خواتم
کے تحت اور نا نہ پایا ہے کہ غایۃ ما فی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نہ کہا جاوے لیکن نفس
معنی نزول امر بہر حال ثابت ہیں اور حالانکہ نسبت ملائکہ یقینہ منزل ہیں ایسی ہی گر
خواتم ہیں کہ نبی عامی تو نہیں ہیں اور نہ خواتم مگر محل نزول امر تو ہیں پس اگر ایسی ہی نوبت
تحقیقات پہونچی لگی تو بر بنا اختراع دگر منا شی ہو ویں ایسی منا شی کے ممکن ہے کہ نادر
موسی علیہ السلام کو اور نحل کو نبی اصطلاحی شرعی تو مت کہو مگر نبی تو نہیں یہ اس قسم کے کلام
مشابہ اس کلام کے ہیں کہ قاصد نامہ بر نبی تو نہیں مگر رسول و پیغامبر تو ہے فانبتہ بالجملہ
الحیض الکلام یہ معنی ہدایت کرتے ہیں کہ یہ افراد ستہ مفروضہ خواتم نہیں ہیں سو اصلی کہ خاتم النبیین کا
حقیقی ہو یا اضافی نبی مصطلح شرعی ہونا ضرور ہے اور یہ نبی شرعی ہی نہیں تو خواتم ہی نہیں ہیں
بلکہ مثل ملائکہ ہیں جو غایۃ ما فی الباب کہ تعبیر ہوا اور الا نظر بدین تحقیق عمیق ملائکہ بھی انبیاء مصطلح
شرعی ہوں نظر بمقتضائے تمثیل مذکور اور یہاں بھی خواتم الملائکہ کا خواتم الانبیاء سماوی ہونا
ضرور ہوا مانند خواتم الانبیاء ارضی کے اور یہ بہ اصلی ان خواتم اضافیہ سماوی کے منشاء
انتزاع کا ہونا جو خاتم حقیقی سماوی ہو ضرور ہوا اصلی کہ وجود امور انتزاعیہ کا بلا وجود منشاء
انتزاع ناروا ہے پس ضرور ہوا کہ گروہ ملائکہ میں بھی ایک خاتم حقیقی جنس ملائکہ سی ہو تو
ثابت ہوا وجود دو فرد حقیقی کا نوع واحد میں ساتھ خصوصیت کسی خاص دلازمہ کے اور وہ کیا ہے
کہ نبوت ہی اور مغایرت افراد کی اور کسی امر میں گو وہ بنظر کسی اور اعتبار کے خصوصیت رکھتا ہو
ساتھ ایک جنس کے ہر دو جنس مذکورہ میں سے یعنی انسان اور ملک میں سے یعنی نفس انسانیہ اور
نفس ملکیہ با نحن فیہ میں مضر نہیں جیسا کہ مقتضائے تمثیل مذکور ہے اور قطع نظر اس سے کہ خاتم حقیقی
ایک ہی فرد ہے نظر باتحاد نوع واحد مذکور یعنی نفس مع قطع نظر خصوصیۃ انسانیۃ اور ملکیت
سے جیسا کہ گذرا اگر یہ نظر تمثیل مذکور استحالہ ثبوت نبوت مصطلح شرعی تو خلاف دعوی اہل دعوی
لازم ہی یا نبوت خواتم ستہ ارضی مثل نادر موسی و نحل حالانکہ سخن نبوت مصطلح میں ہے جو جا بجا

پر کلام اپنی دعوی مین مدعا ہاہا ہے: والاولیا یلقب تا یافت ہی خصوص عیان صاحبان سلف
ابھی اسکی تصریح نہین کی اگر اشارۃ مین موافق قاعدہ عقلیہ ان صاحبونکی کہ لہذا اپنی اطلاق
خواتم کا کیا القاب و خطاب ضرور ہی تاکہ بظاہر ملایکہ کا کوئی خاتم نہین بسبب عدم شہرت نصوص
کے اس بابہ مین کہ ہیں الیٰ ملایکہ اور وضع مراتب اونکی ترتیب بترتیب زمانی ہے یا ذاتی بخلاف ان
خواتم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص مین ملایکہ اور اناسی متحد
بحکم ہونا چاہئین تھی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہوا ہین گاہ حکم متحد پر ہوئی تو مطلب
تشبیہ ہی ہاتہہ سے چھوٹ گیا تب یہہ قول لغو ہوا اور نہ جس فساد کی یہان اثر کیا تو وہ ہی فساد
افراد اناسی کے بہی سرایت کر گیا یعنی اسصورت مین افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیت ہاتہہ نہ آیا
اب کیا کیا جاوے خاموش ہونا چاہئی فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم وفوق کل ذی علم علیم
اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ بواسطی ملایکہ پہونچانے وحی کا طبقات سافلہ مین نہہی مجرد حصول
جمیع علوم کافی ہے فقط اول تو اسباب ہی تحقیق حصول وحی کی ان طبقات مین ہو چکی اور تحقیق اسباب
شبہہ ثانی کی بشیر قسطاس مستقیم مین ہے بدین طور کہ دربارہ آگاہی امور شرعیہ سی حسن العقیدہ
والعمل بخصوص جو متعلق ہین انبیا کی احکامی مجرد حصول جمیع علوم کافی نہین اسلئی کہ یہہ طریق مسلوک
اور مانی نہین خلاف سنت الہی جل شانہ ہی قولہ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا اور قطع نظر
اس سے حصول جمیع علوم بنسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید الاسلام سے ہے یہہ خاصہ الہیہ آیہ کریمہ
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور کریمہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسنی السوء الایہ کریمہ ما کنت بدعا من الرسل ما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع
الا ما یوحی الی ان انا الا نذیر مبین اور معہذا علاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح نحوی کلام بنسبت حصول
جمیع علوم ہے طرف خاتم الاولین والاخرین کے بدلیل مضمون علمت علم الاولین والاخرین نہ کہ طرف
اور انبیا کے اور عجب تر یہ ہے کہ تقریب تام نہین اسلئی کہ فقرہ علمت الی آخرہ بقید اضافت ہی
خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے اگرچہ یہہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین و آخرین مگر یہہ

حتی کہ علمی مسئلہ صریح مخفی نہ ہوگا تو قاسم ہی ہے اسی لئے کہ لفظ لغت میں نفس علمی کا ظہور
اور یہ تشبیہ اہل تشبیہ کہ یا جیسی موجودہ انبیا ورزمین پیدا حاصل ہوئی بعد انکے بیس تو انکو مفید نہیں
کیونکہ ظاہر ہے کہ بعد وحی معارف جو حاصل ہوتی ہیں وہ علوم انکے فیہ ہیں اور جس تجربہ
اور جمع انکے سنہ کو جو مشتبہ ہیں بلکہ درباره وحی قرار دی گئی اور انکو شبہ نہیں کہہ سکتی کیونکہ
صرف محل وحی ہے مان لیا جاوے یہ نبی ماننا پڑیگا وہو خلاف المفروض فتدبر فانظا ہر
یا صرف تشبیہ ہی با نفس حصول علوم میں اور نبی مصطلح انہوں تو اسکی مباحث ابھی گذر
چکی **فائدہ مفیدہ** بطور سند مستند تحقیق علامہ قطب الدین قدس سرہ قال انزال
الکتب لیس مستعملا فی المعنی اللغوی الحقیقی وهو تحریک الشئ من العلو الی السفل بل هو مجاز عن مجرد اثباتہ
فی اللوح المحفوظ والمراد بانزال الکتب علی الرسل ان یتلقفها الملک تلقفا روحانیا او یحفظها
من اللوح المحفوظ فینزل بها فیلقیها علیهم **قوله تعالی** نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون من
المنذرین بلسان عربی مبین معناه ان جبرئیل علیه السلام حفظ القرآن من اللوح المحفوظ ونزل
به لا یحیط بها الا الله تعالی انتهی من کشاف اصطلاحات الفنون لمحمد علی قاضی محمد اعلی الفاروقی
التھانوی قدس سرہ فقط لیکن جاننا چاہئے کہ دراصل یہ امر محقق ہے کیونکہ جب تک نزول امر
معنوی ہے تب تک معنی مجازی مناسب ہے اور پھر معنی حقیقی مناسب ہے جیسا کہ نزول
حسی کا ظہور ہو یعنی کسوت کلامی لفظی حسی میں دے نزول اس عالم شہادت میں پہنچتا ہے نہ
بدون اسی قالب کی ممکن تھا کہ کلام نفسی قسیم ہم تک پہونچتا نہ اس کلام نفسی قدیم کو اس کسوت
حادث سے کچھ نقصان ہی نہ ہو تھیں مثل اثر آفتاب اور ہر عطریات اور رفاقت ذات کی مگر یہہ
تحقیق محقق علامہ مذکور حسب مقتضا مقام حقیقت اور مجاز ہے ورنہ دراصل جسکو نزول مجازی
کہا علامہ نے وہ درحقیقت نزول حقیقی ہے اور جسکو نزول حقیقی کہا وہ نزول مجازی ہے کیونکہ
یہ عالم ای کیسا ہی اور یہ عالم با کیف فافہم اور یہ معنی نزول وحی کو وعدہ موعودہ سے لگا یا
گیا کہ الہام سے موعود ہو کر اتقنہ معنوی روحانی ہی وہ ہی منزل وحی ہے درحقیقت

فائدہ مفیدہ بطور معترضہ

اور یہ امر دیگر ہے کہ اگر منزل مطلق ہے اور عام تو لغتہ بھی ایسی شی ہے اور جو مقید ہے اور
خاص تو لغتہ ہے علی ہذا القیاس فافہم اور روایات اور اقوال سلف جو بطرق متعدد در بارہ
اس امر مذکور کی کتب معتبرہ معتمدہ سے دستیاب ہوئی ہیں انکو ایک قسطاس میں
لکھو چنانچہ کتاب مع توجیہات ضروری کی تحریر کر دیا ہے فقط واللہ اعلم بالصواب اور اغیر
ہو کہ صریح **قولہ تعالیٰ** قد نری تقلب وجہک فی السماء الآیۃ ہے بانتظار وحی جانب آسمان بعین
حالت نماز میں پیچ فایدہ دینی معنی نزول کے اور یہ کی جانب سے نیچے کی طرف کو اسلئے کہ یہ
تقلب مراد ہے بانتظار نزول جبرئیل علیہ السلام جو ایک امر حسی شہادی تہا نسبت حس
شریف آنحضرت صلعم کی یہ نسبت نزول وحی کے جو وہ ایک امر معنوی و غیبی ہے اور تلقی معنوی
الہی ہی القای جو بلقی ہوتا تہا اور غیر مکتنف [illegible] اور غیر مکتنف با ہو حیثیت مثل انتظار قاصد
پیام مبرہ در ضمن انتظار پیغام محبوب شعر اصالتا ع خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران اور بہر حال ہر گاہ علاقہ اس نزول کا تہا ساتہ شکل کری دوار
کے اگرچہ نزول جبرئیل سے مراد ہو تب بہی وہ نزول حسی جانب سی ہو علو حسی مذکور ہی ہے
اور نیز سماء یعنی علو بہی ہے اور ہر جانب شکل مذکور میں علو ہی ہے جیسا کہ گذرا و الا ہر
توجیہات مذکورہ کافی ہیں فافہم الخ الخ اور لفظ لتعلموا واقع آیۃ مذکورہ جو غایۃ ہی تنزل الامر
کا اور خلق سبع سموات و ارض کے محض واسطے فایدہ عایدہ تمہاری ہے کی ہی ترجمہ آیۃ
شریفہ اللہ وہ ذات پاک ہی جسنی پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمینوں کو مانند انکی
یا زمینان میں مانند انکی اوترتا ہی امر یعنی وحی درمیان انکی تاکہ تم جانو یہ کہ تحقیق اللہ اوپر
ہر چیز کے قدرت رکہنی والا ہی اور یہہ کہ تحقیق اللہ نے بیشک گہیر لیا ہی ہر چیز کو اپنی علم سے
واللہ اعلم بالعلم المحیط الخ الخ **قسطاس جمل و دوئم** ہر گاہ تحریر بعض فضلاء مشتمل اعتذار
صریح صفحہ [illegible] میں واقع ہوئی ہو کہ بوجہ عدم نبوت قطعی خواتم ستہ کسیکو تکلیف عقیدہ نہیں
دیسکتی اور نہ منکر کی تکفیر کرسکتی ہیں اسواسطے کہ احتمال خطا باقی ہے کیونکہ ایسی تصریح کوئی نص [illegible]

درجہ قطعیہ کو پہنچی نہ کلام الہی میں ایسی تصریح ہے نہ حدیث متواتر میں اور نہ اسپر اجماع منعقد
ہوا صرف ایک اثر حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے فقط اسی جانب غور سے کہ خود فیصل
کر دیا لیجئے اس شیبا کے بہر شرع کیا باقی رہا کیونکہ کوئی نبی نہیں جو اوسکی نبوت قطعی الثبوت
ہو اور اوسکی نسبت ایمان قطعی اور فرض ہو مجبورًا اور اقرار اور لا وہ شخص مصداق آیۃ
نؤمن ببعض ونکفر ببعض ہے خلاف کریمہ لا نفرق بین احد من رسلہ سب افراد انبیاء نفس
ایمان لانے میں یکساں ہیں اونکی برابر ہیں بعد آیہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یہ امر
آخر ہے درباب فضائل پس جاہلکری انبیاء علیہم السلام کی پس معلوم ہوا کہ خواتم ستہ کی
نبوت حسن بر بنائی خاتمیہ اضافیہ بھی قطعی الثبوت نہیں ظاہر ہے کہ حال خاتمیہ بھی ایسا
ہی ہے قطع نظر خاتمیہ سے جو ایک امر لاحق ہے یہ تشبیہ فیہ نبی کنبیکم درست نہیں کیونکہ
علاوہ تشبیہ مشتمل ہے موجب سرایت مطالب قبیح ہے طرف مشتبہ بہ کے جو کہ انبیاء قطعی الثبوت
ہیں خصوصًا وہ نبی جو مندرج اثر مذکور ہیں معاذ اللہ بالکل سکا کہ ذوات خواتم ستہ قطعی الثبوت
ہو خلاف قرارداد کے پس یہ تشبیہ تو منتہی ہی مگر کوئی اور وصف سوای وصف نبوت کی
علاقہ تشبیہ ہو تو مضایقہ نہیں مانند وصف نفس ہدایت کی بیراہ کمال مبالغہ فی التشبیہ
ہادی بلفظ نبی تعبیر کیا گیا مشبہ بہ اپنی منصب پر جو نبوت ہی اور مشبہ اپنی منصب پر
جو نفس ہدایت ہے بلا انضمام ذیل نبوت کی جو پیرایہ نبوت ہے قایم رہا اگر مانند حضرت
خضر م کے اختلاف فی نبوت ثابت کیجائے تب بھی گنجایش ہوتی مگر یہ بھی خاتمیہ اضافی عالم
از ظن تو ہا ثابت آسکتی یہی امر خلاف عقیدہ اسلام ہے پس در اصل یہی فقرہ مذکورہ
کہ ہم کسیکو تکلیف عقیدہ نہیں دے سکتی اور نہ منکر کی تکفیر کرسکتی ہیں الخ تو ہی پس
بموجب اسکی کوئی شخص توجیہ کرنیوالا اس اثر کا ہرگز متبع نہیں ہوسکتا مثل اوس معنی کی
جو سائل صالح نے بیان کئی کہ اثر مذکور میں لفظ نبی بمعنی ہادی ہے اور اسکی وجوہ حد دلایل
جا بجا اکثر قسطاس میں بتحریر میں پس سکو خود ہدایت ہوئی استناد مذکور سے کہ نجو الی الخ

ہوا کہ جو نبی قطعی النبوت نہیں مانند خواتم ستہ وہ لایق تکلیف ہی عقیدہ نہیں اور منکر اوسکا کافر
بھی نہیں اسواسطی کہ احتمال خطار باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ درحقیقت نبی ہی نہیں پہر
خاتم تو کیسی ہوسکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہوسکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلیے کہ لحاظ جانب
حقیقت و اضافت بہ نسبت خاتمیت تہا یہہ لحاظ محض بے حقیقت ہے واسطی بحث قضایا فرضیہ مقدرہ
کے اور موضوعات فرضیہ مقدرہ کیا تہوڑی ہیں پس جاننا چاہیے کہ بموجب الضافۃ اہل اشتباہ
خود اشتباہ برطرف ہوگیا الحمد للہ وہ افراد ستہ مقدرہ الخاتمیہ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
بلکہ افراد امت امم سابقہ سے ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت عدم امتناع فرض تقابل
وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ مبالغہ نبی کر تعبیر کیا جو یہہ اصل خلاصہ اثر
حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجھا اگر اس فقرہ فیہ نبی کنبیکم کو مجاز مرسل کہا جاوی
کہ جسمیں علاقہ غیر تشبیہہ ہوتا ہی اور از قسم مجاز لغوی ہے مانند کی نعمت میں تو یہاں درست
ہی نہیں ہوسکتا کہ ظاہر ہے پس یہہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطی
ہادی کے لفظ بلاغیہ میں براہ کمال مبالغہ المجاز اللغوی ان کانت العلاقۃ فیہ غیر المشابہۃ کالید
فی النعمۃ فہو مجاز مرسل و بالعکس فہو استعارہ کما فی کتب فن البلاغۃ اور حالانکہ یہہ فقرہ مندرجہ
قول اعتذار مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہہ قول فضول ہے اسلیے کہ ثبوت نبوت میں دخل
انہدا نہ قران و حدیث سے ہے نہ اجماع یوں انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علامہ
موتمرہ صرف نہیں بلکہ موید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہہ امر بہی متوجہ ہوسکتا ہے کہ قطع نظر
اس سے بصورت پذیرائی ازالۃ التعطل و سد البتہ مذکورہ بتکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر
لازم آتا ہے تو بلا نظیر نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم بتکفل مذکور کا عزل ناروا
جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بروقت ظہور تیاری سلسلہ
ہر طبقہ سافلہ بالضرور ظہور مبدا ادل مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل تکفل
حضرت آدم طبقہ ارض علیا بہی لازم آتا ہے بنسبت طبقات سافلہ اور اجتماع عزل و نصب

شرایع فی طبقة واحدة و امثه واحدة او متکثرة فی حالتیه واحدة او مختلفة فی شخص واحد یعنی نبی
واحد دین الہی جلشانہ مین نہین پایا گیا بلا لحاظ اسکی کہ آدم طبقہ ارض علیا جو آدم حقیقی ہے
یہ امر اوسکی قید حیات مین ہو یا بعد وفات ہو اسکا اعتبار نہین کیونکہ نسخ شرایع یعنی اظہار
و تبدیل و انتقال احکام موقوف نہین اوپر وفات صاحب شریعت کی بلکہ یعنی کہ ہمراہ
اوسکی موت کی شریعت بہی اوسکی موقوف ہوجاوی بلکہ موقوف ہے اوپر حکم انتہا حکم
شریعت اول کے مگر یہ امر بہی موقوف ہے اوپر بعد وفات صاحب شریعت اول کے موافق
جریان سنت الہی جلشانہ کی جو مستمر فی الادیان ہے چنانکہ اوپر اہل تتبع صحیح و تسلیم احکام
مین حوایان مستور نہین ورنہ مستوجب عزل ہے حیات مین صاحب شرع کے جو تعجیل
شرعی ہے اور وفات مذکورہ عام ہے حقیقی ہو مانند وفات سایر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام
یا حکمی ہو مانند رفع حضرت عیسیٰ او رفع حضرت ادریس علیہما السلام الی السماء و القدس او الی
الجنة **قولہ التعویل** رفع اللہ الیہ - وکریمہ ورفعناہ مکانا علیا ساوقع منزل النظر عن بعثہ اول تعرف تعوب
اسکا زمہ معنی ہے ورنہ جیسہ عول تمثالیہ متعاقبہ متناویہ بہ طبق سلسلہ مترتبہ جو سلسلہ زمانی
سے لازم آتی ہین اور ہرگاہ سلاسل سبعہ مذکورہ متفاوت الالفاظ ہوی بوجہ کلانی ہر ایک
سلسلہ عالیہ کی بہ نسبت ہر سلسلہ سافلہ کی تو اختلاف الفاظ متوازیہ الصورة درحقیقت بہی
لازم آتا ہے مثلاً مقابلہ آدم طبقہ ارض علیا تو کوئی بہی نہین علی ہذا القیاس مقابلہ خاتم حقیقی
طبقہ مذکورہ بہی کوئی نہین مگر بشرط مذکور یعنی درباره اول جو آدم طبقہ علیا ہے وجود دو نبیا
نہ ہین اور درباره خاتم طبقہ علیا صرف و سقا کوئی نہین چنانچہ بعض قسطاس مین ترجمہ
کہ اور چہپا ہے لیس آدم ہر طبقہ سافلہ بہ نسبت طبقہ علیا محاذی نوح علیہ السلام ہے مثلاً وعلی
ہذا القیاس سب طبقہ سافلہ کی الفاظ مذکورہ اضافی ہوگئے جانا چاہیے بلکہ یاد رکہنا چاہیے کہ مراد
مثلاً آدم حقیقی سے اس کتاب مین یہ نہین کہ اور آدمی جو اولاد حضرت آدم جد اعلیٰ ہین وہ
آدمی مجازی ہین درحقیقت آدمی نہین بلکہ مراد اس سے اول الانبیا ہر جمع ہوگا درحقیقت اوسکے

پیشتر کوئی بشر موجود نہیں تھا اور نبی نہیں تھے انبیا کہ حقیقۃً اشتہ ہیں کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
مقابل میں خاتم ہے یعنی خاتم الانبیاء پس دراصل عبارت ہے اولیت نبوت اور آخریت نبوت
سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء میں من حیث وصف النبوۃ اور آخر حقیقی من حیث الوصف المذکور
اگرچہ حسب اتفاق ہمراہ اولیت اس صنف کی اولیت نوع انسانی بھی وابستہ ہوئی ساتھ حضرت آدم
کے بخلاف آخریت وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیت کی آخریت نوع انسانی نہ وابستہ
ہوئی چنانکہ بعد خاتم النبیین صلعم کے لکھوکہا افراد نوع انسانی کی پیدائش ہوئی پس واضح ہوا
کہ اولیت حقیقی اور اضافی اور آخریت حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور ہے فافہم
ولا توہم یہ تحقیق چنانکہ کسی اور قسطاس میں بھی مندرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی
سے اول حقیقی نبوت و خلافت انسانیہ میں اور مراد خاتم حقیقی آخر حقیقی ہے نبوۃً نہ خلقۃً فافہم
اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید
حیات آدم حقیقی تصور کیا جاوے تو یہ امر مستلزم ہے بقاء حیات آدم حقیقی کو تا اختتام
نقاط ستہ نوبت بنوبت الی آخرہ اور نہ معلوم کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی آیا پیشتر نوبت
اس تکاری ہر سلسلہ سافلہ تقنا دیہ سے ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پھر تعطل مذکور
لازم آئی بروقت تکاری باسے سلاسل اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو عزل و نصب
مذکور بنسبت شریعت مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شرائع اوادم اضافی بعلت مذکورہ
لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہرگاہ بتسلیم تکفل شریعت آدم طبقہ ارض علیا بنسبت طبقات
سافلہ ثابت ہوا علی ہذا القیاس یہہ تکفل ساری اور جاری ہو سکتا ہے بنسبت اوادم سافلہ
طبقات سافلہ بھی بنظر یہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً از عرش
تا فرش مسلم ہے درمیان اہل نظر میں پس یہی تکفل مذکور کافی تھا پھر کیا ضرورت ہوئی واسطے ایجاد
خواتم سافلہ کی کیا [illegible] جمیع انبیاء و سلاسل طبقات سافلہ از اول تا آخر اور بقاء
یہ بھی نسبت [illegible] بعنوان [illegible] طبقہ ارض علیا کی بھی جو کہ مقر خاتم حقیقی ہے صلعم

جیساکہ بعض قسطاطیس مین مذکور ہی کہ حکم افراد نوع واحد واحد ہوتا ہی کیونکہ متحد الحقائق
ہوتی ہین اور خلاف اسکا خلاف ہے ہان البتہ اب وہ عدم وصول احکام بعض طبقات
سافلہ کی قلال جبال ہو یا جہہ سے الوجوہ متعذر ہو تو بعد وجود مکذاہ حقیقیہ کے جو عبارت ہین انبیاء
اور رسل سے طبقہ ارض علیا مین در صورت تعذر قیام ثواب اور ورود ات معتبر شرعی ہے کہ منشاء
نجات ہو رحل موافق تحقیق علماء عقاید الاسلام کے پایا گیا چنانکہ خود قسطاطیس میں منقول صاحب تفسیر
اس باب مین مندرج ہے فقط واللہ اعلم بالصواب **قسطاس چہل و سویم** مشتمل بر اصل
بصورت خلاصہ اکثر قسطاطیس جاننا چاہیئے کہ حال ماہیتہ وحقیقہ بعثتہ محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ
عند التتبع قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ بعثتہ خالصہ ہی مشترکہ مانند اوحضرت
کے حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام اور منقسمہ بقسمت ابتدائیہ مانند اور حضرت
انبیاء علیہم السلام حضرت شعیب وحضرت ابراہیم وحضرت لوط وغیرہ علیہم السلام اسوا اسکی
کہ قسمت طاریہ یعنی قسمت بعد شرکت جو امر طاری ہے وہ درباره بعثتہ دین مین از حضرت
آدم تا حضرت خاتم النبیین صلعم اصلا نہین پائی گئی نہ مصالحۃً نہ منافقۃً کیونکہ سنۃ الٰہی
جل شانہ جاری نہین ہوئی معادم خاص عام ہے اور یہ منامہ بعثتین سوای بعثتہ حضرت خاتم النبیین
صلعم جو بعثتہ خالصہ ہے سو کل وجہ منقطع الاثار ہین عملاً وحکماً اعتباراً جو عبارت ہی نسخ سی
یعنی انتہاء الحکم سے اور دلیل شرکت بعثتہ حضرت ہارون وحضرت موسیٰ علیہ السلام آیات
قرآنی صاف وصریح **قولہ تعالیٰ** واشرکہ فی امری وارسل الی ہارون وغیر ذالک چنانچہ
ارشاد ہوا کریمہ اذہبا الی فرعون انہ طغیٰ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ یعنی چلی جاؤ تم دونون
طرف فرعون کی اوس کمینہ نے بہت سر اوٹھایا اور جلدی باہر چل نکلا اور ولا تنیا فی ذکری
اور سستی مت کرو تم دونون میری یاد مین علیٰ ہذا القیاس اور آیات بس صاف شرکت ہی"
قسمت نہین اور معاتبہ اور مواخذہ حضرت موسیٰ کا ساتھ حضرت ہارون کے بکمال شدت
بعد تشریف آوری کوہ طور سی درباره گوسالہ پرستی جو یہ حرکت سامری سے واقع ہوئی تھی اور

اختیار حضرت ہارون اس بارہ مین باوجودیکہ لاکہون بنی اسرائیل کے یہہ بہی ایسا تہا شرکت مذکورہ
کا اور فرعون اور آل فرعون یعنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم تہے متحد تہے اور شریعت بہی ایک
ہی تہی اور طریقہ بہی بطور ضلع بندی اور علاقہ بندی کے ایسا ہی تہا کہ علاقہ جداگانہ نہ تہا گو
حضرت موسی افضل تہے مرتبہ مین یہہ امر آخر ہی پس حضرت ہارون علیہ السلام دخیل تہے
تو گنجائش تہی اسلیئے کہ شریک تہے اس منصب مین بالخصوصیۃ المذکورۃ لیکن اونکی دخل کچہ
اپنا ہی فعل سمجہتے تہے علی ہذا القیاس بعینہ حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور نیز بعینہ حضرت شعیب
و حضرت موسی سا نہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ آل کار ایک قسم کی شرکت ہی سے
ہر بنیجی کہ تفرد و استقلال خالص نہ تہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جداگانہ سے ایک زمان
مین تعلق رکہتی تہی مانند ضلع موتفکات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سے تعلق رکہتی تہی علی ہذا القیاس تہین اور ایک علاقہ
حضرت شعیب علیہ السلام علیحدہ علاقہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام سے کہ تعلق بمصر
و توابع اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شرایع بہی جداگانہ تہین
غالبًا پس معلوم ہوا کہ بعثت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد بالاستقلال ہے نہ شرکت
پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند بعثت اور حضرات انبیاء علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام کے کہ ظاہر ہے کلام
بلکہ اخبار صحیحہ مستقلہ سے خود حال مدعیان نبوت کذابون ملعونون جو وارد احادیث صحیحہ تا قیام قیامت
ہے موعود ہین کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہے خود دعویٰ واہیہ شرکت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
مذکور کا ہرگاہ ایلچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم سے آیا دست مبارک مین ایک شاخ خرما تہی
فرمایا مین اسقدر بہی شرکت روا نہین رکہتا چہ جا کہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للہ یورثہا من یشاء پس صاف معلوم ہوا کہ اس نبوت
مین اصلا شرکت نہین یہین وجہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور مدعی نبوت ہوا
لہذا کوئی مسلمان کبہی مدعی نبوت نہین ہو سکتا لزومًا و تعدیًا یعنی نہ ذاتی و اسطی اور نہ واسطی

غیر کی اور یہہ نبوت محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ لظاہر مانند نبوت حضرت سلیمان و حضرت
داؤد علیہما السلام بڑنگ سلطنت تا عہد خلافت راشدہ تھی لہذا اوسکا فرق بھی نبوت کذا ب پر فقیہ
ہوا اور نہ حدیث نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث خود دلیل نفی سلطنت ہی بطور میراث و نیز
اونہوں نے کسی عنوان سے تسلط بالجبروت منصب نبوت سے جیسا کہ اخبار صحیحہ کا مفہوم و منطوق ہے
پس ہرگونہ نفی شرکت و قسمت مذکورہ ثابت ہوئی نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو و نیز بعد
آنحضرت صلعم بلا شرکت ہے اور بغیر قسمت جو طاری ہوئی ہے لیکن دونوع شرکت کی اوسکی نبوت
میں بھی نہ مسیلمہ نہ سجاح ہرگز ثابت ہوئی ہرگز کسی اصول میں سے اور نفس معنی ثانی میں
محل شرکت ہی نہ قسمت ملکیہ محل تعذر ہے مگر جو کچھ ہے فی نفس الافراد ہے خارج میں کیونکہ وہ
بسیط معنوی ہے کہ از قبیل اوصاف ہی و اسطہ ماہیۃ واحدۃ اور حقیقت واحدہ کی جو ذات
موصوف ہی بعض افراد انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور تمایز ما بین الافراد بانضمام اوصاف
زائدہ ہے چنانچہ اسکی تحقیق کما حقہ بعض قسطاس میں مفصل مذکور ہی پس قائل ہونا بوجود
خواتم ستہ خارج میں کسی المتقدمین ہمراہ بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم بشرط منتہی النبوت
قطع نظر اس سے کہ تابع شریعت محمدیہ ہوں یا نہوں اور نیز قطع نظر اس سے کہ خاتم اضافی
ہوں یا نہوں کہ یہہ ایک وصف زائد لاحق ہے ہرگز ہرگز عقیدہ اسلام نہیں ہے بوجہ
استحالہ شرعی شرکت و قسمت مذکورہ چنانچہ ہمیں علت انشاء النبوۃ جو مستلزم شرکت
ہے اور قسمت جو مآل کار تحریر جانب ایک نوع شرکت ہی ہی وفات صاحبزادہ سید الابرار حضرت
قاسم و طیب طاہر منظور الہی جلشانہ ہوئی واللہ اعلم پس غور کامل با انصاف عادل ضرور ہے
قسطاس چہل و چہارم موجب قائل ہونیکی ساتھ اس قول کے کہ معنی اضافیہ دربارہ
خواتم ستہ یہ ہیں کہ نسبت اپنی اپنی طبقہ ارض کے سلسلہ کے اعتبار کی خاتم ہیں فقط پوچھا جاتا
ہے کہ اگر یہی مراد ہی کہ بلا لحاظ طبقہ دیگر کے طبقات سبعہ سی اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہیں تو
یہی تعریف صادق آتی ہے اور خاتم حقیقی کے بہی پس تعریف خواتم اضافی مانع نہوئی اور

قسطاس چہل و چہارم

اور نیز تو نہ خاتم حقیقی جامع ہو کی بوجہ مصادقت طرفین بلکہ فاقد المصداق ہوئی حاصل
امر ہو گیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب ہو نہ فرد خاتم اضافی علی ہذا القیاس حال
اول اضافی جو ادادم اضافی ہین اور نیز اوسط سلسلہ مذکورہ بلکہ بنظر تحقیق تمام افراد
خواتم جملہ طبقات ستہ خواتم حقیقی ہی ہین کیونکہ یہہ اضافتہ دراصل اضافتہ ہی نہین بلکہ حقیقت
ہی ہے اسواسطی کہ اضافت بالنسبت الی منتسبین ہوتی ہے اور تغایر اعتباری کا اسی مقام
مین کچھہ اعتبار نہین پہر اسکی بیچ مین ہوڑنا بلا ضرورت بنا نکرہ ہے اور جاننا چاہیئی کہ تعدد اور
تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدء حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی مختم و خاتم حقیقی نوع
واحد اسیکا سلسلہ ترتیبی زمانی مین بدیہی البطلان ہے پس اگر ادادم ستہ جو اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سے ہین تو اول حقیقی ہونا اونکا وجودا باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
ہونا اونکا وصفا جو مراد ہی وصف نبوت سی طیاری سلسلہ نبوت مین جو مراد ہی ان
دونون وصف سی آدمیتہ ما نحن فیہ مین علی ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اسقدر فرق ہے
درمیان اوس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخریتہ یعنی ہونا اس فرد کا
قطع سلسلہ مذکورہ صرف وصفا ہے نہ وجودا اسواسطی کہ مابعد اوسکی اور افراد بنی آدم
ی وجودا ہین نہ وصفا اور ستر اس امر فارق اور فیصل مین یہہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
ہے بالدوام الی یوم الفنا بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدء مذکور ابو البشر آدم طبقہ
ارض علیا کہ وصف اوسکا مستمر نہین بلکہ اوسکو انتہا ہی نظر بنسخ شریعت مانند اور
اوسط کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والا یعنی وادم ستہ اگر اولاد
ے اور کسی آدم کی ہین بقول مشہور السنہ عوام کہ انکا باوا آدم ہی نرالا ہے یا مستقل
بنی آدمیتہ مین وجودا اور وصفا مثل آدم طبقہ ارض علیا منتہو لہ بالقران والحدیث
جامع مصداق آیتہ ولقد کرمنا بنی آدم الایتہ واول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
سیدو علیہم السلام وحدیث المحشر انت ابو البشر دربارہ شفاعت پس بعد ثبوت اس

امر کی جیسا کچھ ہو دیکھا جاوی۔ اور جو کوئی قید زاید جامع تعاریف وحدود ہی کہ جس سے امتیاز
ما بین فرد اضافی و حقیقی بنسبت خواتم واواخر سلاسل اور بنسبت اوایل ومبادی سلاسل و نیز
اوساط و در واحل سلاسل تا اصل معلوم ہوں چاہیے بشرطیکہ اوس کو آدم طبقہ ارض علیا سے کہ یہہ امر
متفق الثبوت بالنصوص ہے اور بصورت ہونے الاد آدم دیگر سے یا خود استقلال اونکی
آدمیت کی بعد ثبوت و اثبات کی قابل بحث ہے جیسا کہ گذرا ایسی پھر یہہ معنی ہیں کہ طبقات
دیگر بھی ملحوظ التعاریف والحدود ہیں درباره مطلب اعتبار اضافت مذکورہ کے تا کہ ثبوت فرد
حقیقی ہو اور نیز اضافی بھی بشرط وجود منشاء اضافت خصوص منشاء شرعی نہ صرف عقلی
جو اصل خمیر مایہ نزاع ہے مانحن فیہ میں اور حدود منضبط ہوں تو آدم طبقہ ارض علیا حقیقی
ہو اور خاتم حقیقی طبقہ مذکور اور اوادم طبقات سافلہ باقیہ اضافی ہوں علی ہذا القیاس
حال اواسط طبقات سبعہ اور یہ ظاہر ہے کہ یہہ ہی مراد ہی مثبتین افراد خواتم اضافیہ
ستہ کیونکہ اول اضافی وہ ہے جس سے پیشتر اول حقیقی ہو یعنی یہہ متاخر ہو اوس سے
اور متقدم نہو اور افراد باقیہ اواسط اور اواخر پر بس اندریں صورت ظاہر ہی کہ ہر دو
نقطہ اول و آخر سلاسل طبقات ستہ سافلہ مع نقاط متوسطہ اینی کے جو عبارت ہی کڑی
سلسلہ سے چھوٹا ہونا چاہیئی بہ نسبت طبقہ علیا کی اور غیر محاذی جمیع نقاط متجانسہ سے
اور علی ہذا القیاس ہر طبقہ سافلہ جو تحتی ہے کسی طبقہ عالیہ کا اوسکا بہ نسبت اوسکی کوچک
ہونا چاہیئی عرضکہ القرض اور اختتام سلسلہ ہر طبقہ کوچک کا پیشتر ہونا چاہیئی سلسلہ
ہر طبقہ عالیہ اپنی سے اور ابتدا اوسکا مابعد ہونا چاہیئی بہ نسبت اوسکی لضرورت ما
وجہہ ترتیب سلسلہ زمانی کے درباب اولیتہ اوادم سبعہ اور آخریتہ و خاتمیتہ خواتم سبعہ
گو وہ صادر زمانی امور آنیہ میں سے ہو مانند نزول سورہ اقرا اور سورہ مدثر یا تدریجیہ
مستمرہ میں سے ہو مانند امتداد زمان نبوت پس یہہ قول جائز ہی خواتم اضافی تابع
یا ہمراہ خاتم حقیقی ہوں باطل ہے بدلیل نظم طبعی سلسلہ اور تقتضاء اصلی اوسکی کے

اور حال اول یعنی اور ادم بھی ایسا ہی جاننا چاہئے کہ ہمراہ اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے
ہوں جو عبارت ہی مرسل اول ہے اور نیز بیشتر اوس سے ہوں پس اونکی طبقات
کی بنور طیار ہی انہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہہ کو حایل ہونے ہر طبقہ کے طبقات سافلہ
ہے بہ نسبت اپنی اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متاخر الوجود ہونے اپنی سکے باعتبار ترتیب
زمانی بہ نسبت طبقہ عالیہ کے **قسطاس جہل و تجہم** ہر گاہ وحی مطلق جو لازمہ ذاتی
ہے رسالت خاتمیہ مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل **قولہ تعالیٰ** قل اوحی
ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ - تو جڑ کٹ گئی بعنایت الٰہی جلشانہ عقیدہ فاسدہ مندرجہ
رسالہ نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوسواس
وغیرہ اقوال من سے کے بہی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور رد وہ عقیدہ فاسدہ اجماع
خصوصیتہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتہہ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ
ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر نہیں ساتہہ کسی بہی دلیل کے جو مسلم اہل اسلام
ہو بلکہ عموم بعثۃ آنحضرت صلعم پر جو ثابت النصوص القطعیہ ہے اجماع امتہ ہے پس
شامل ہے تمام مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات
میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز بعثۃ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع امم سالفہ کو
اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے
تو ظاہر ہی ہے اور کیفیت اوسکی سر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم علام الغیوب
میں بدلیل خبر لولاک لما اظہرت الربوبیتہ اسلئے کہ یہہ آوازہ ہر گوش موجودات میں پہنچا
ہوا ہے اور دراصل یہ بات یوں نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین
کو شبہہ الحاوی ہوا بوجہہ استدلال ساتہہ استغراق قاصر کے الف لام العالمین سے آیتہ
متبرکہ یا مریم ان اصطفیک علی نساء العالمین اور بر العالمین آیتہ متبرکہ لیکون للعالمین
نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے اور اجد شبہات اوسکی سے یہہ ہے کہ تمام

مخصوص البعض ہوتا ہے یہی جاننا چاہیے کہ یہ عام از قبیل مخصوص البعض نہیں بلکہ سمجھا
جاتا ہے کہ جو عام مخصوص البعض نہیں ہوتا وہ بمنزلہ خاص کے ہوتا ہے بیچ افادہ قطعیہ حکم
کے یعنی حصول مطلب او مقصد کے کہ گنجائش استثنا کی نہیں ہوتی نسبت کسی بھی
فرد کے یعنی جمیع افراد کو حکم عام قطعی شامل ہوتا ہے گویا وہ خاص ہی ہے چنانچہ منار الانوار
میں ہے ان العموم مثل الخصوص عندنا فی ایجاب الحکم قطعا و بعد الخصوص لا یبقی القطع فکان
تفسیر پس اس عموم کا کوئی مخصص نہیں پایا گیا ہرگز اور تفصیل اسکی قسطاس پنجاہم میں ہے
یعنی حقیقت آیۃ لیکون للعالمین نذیرا میں اور رحمۃ عامۃ جمیع افراد عالمین کی آیہ رحمۃ
للعالمین میں شامل ہے پس معلوم ہوا کہ خاتمیت مطلقہ عامہ تامہ مخصوصہ حضرت خاتم النبیین
ہی کا ہے جو شامل ہے تمام خدائی کی مخلوق کو حسب حالیت ہر ایک مخلوق اور چونکہ
مفہوم اطلاق اور مفہوم عام میں بھی فرق ہے مفہوم اطلاق عام ہے بہ نسبت مفہوم
عموم یعنی اعم العوام ہے اسلیے کہ ضمن مفہوم عام میں بھی پایا جاتا ہے اور اپنی ضمن
میں بھی کہ جسکا اطلاق لبشرح حقیقت و بیان عنوان کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ از قبیل قید
ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی ضمن کی قید میں اصلا قائم رہتا ہے بلکہ اپنی حقیقت مطلقہ مقدسہ
مرسلہ بعینہ پر قائم رہتا ہے اگرچہ مجاز اطلاق عام کہی مستعمل ہے پس جانا چاہیئے
کہ صاحب مرغوب المسلمین بقصر المومنین فی رد قول الجاہلین کو رد ادیں الحاد اور
منقولات نو تقات زندقیہ میں صریح قدم مارا ہے ہر چند بوجہ شکست دلیل عمدہ اسکی
کے مقلد تحریر رندان مشکن جو باعث ہے تلبیس باطل اور تبلیغ کامل کو کافی تھی اور
مادہ اسکی تمامہ قسطاطیس مستقیم کے جمیع وسواس کو زائل کرتے ہیں اور بمنزلہ لا حول ہے
مگر تاہم قسطاس پنجاہم میں جداگانہ قصر المومنین کی عبارت کی ترکات اباطیل اقوال
از حسن کا بر مخبلی جامعہ مگذر رہی کی گئی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور یہ تم تو بڑا ہی ہے کہ
عبارات قصر المومنین نے اسکو طاق میں بٹھا دیا عبارت دافع الوسواس و من صحک

یا ولایات فاضلانہ تو تہی اور لختیہ مطلقہ کی تو قایل تہی اگرچہ دربارہ اثبات خاتمیتہ
اضافیہ معتقد وہ تہا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ رکہنا خاتمیتہ کو
الیسا سست بنیاد کرنا چاہا کہ لفظ النبوۃ عموم اور اطلاق کو اس ہی طبقہ انبیا
علیہا مین بند کرنا چاہا ذرہ بہر بہی خیال نہ ہار دمتا کہڑا ہوتا ہے اونکو کچہ گرانگی
نہین آتی قشعریرہ بہی نہین ہوتا حالانکہ یہہ خاتمیتہ مطلقہ اور لختیہ عامہ اوس ہی
قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان مین یہہ آیت نازل ہے کریمہ لو انزلنا ہذا
القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ الایہ مگر اس ہی قرآن شریف
مین یہہ بہی نازل ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ
وابتغاء تاویلہ الایۃ البتہ یہہ پر تسلی بخش ہے بجز استرجاع چارہ نہین سیرو نجیدا
کریمہ کل حزب بما لدیہم فرحون اللہم انا نعوذ بک من الفتن ما ظہر منہا وما بطن اور
اعجاب کل ذی رای برایہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت لفظ المومنین
لوکیا بلا ردلیری ہے کہ نسبت قائلان لختیہ عامہ مطلقہ صاحب خاتمیہ مطلقہ حضرت
خاتم النبیین صلعم کے تمامہ علماء اور فضلاء بل تمام امتہ محمدیہ کو داغی کر دیا کسیکو جاہل
کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتوی ہی عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا
پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی ہی ہو گئی خدا نخواستہ تو یہہ شخص مع اپنی چند اتباع
کے اکیلی ہنستو نہین کیا کرینگا کہ کٹریان مارلتے پہرینگی ہندستان تو اونکی حق
مین مثل بن بیشہ ہو جاوینگی آخر جی گہبراوینگا یہہ طرف جماعت کلان کی رجوع کرنا پڑیگا
پس ایسی ہی تقلیل مسافت کرین تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ ان لوگوں مین فضل و
کمال اور تقوی وطہارت وجاہ وجلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ چہاپون سکے
صفحوں پر سیاہی ڈالنی کا اور چہرین لگادیتی کا ہر کس و ناکس کا نام ہی صادق آتا
ہے قول حضرت مخبر صادق صلعم کا اتخذ الناس رؤسا جہالا افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

در سر یکہ قرآن باشد کہ بند نباشد قصد لیس ابہ جوب معلوم فاسمع و عام علی العدم
ہو لہذا کہ منع لم یہ قرآن مجید محدود و محصور اور ممنوع و محجور نہیں نسبت حاضرین و
غائبین کے یہ جو کچھ ہے جہاں کہیں ہوں اور جو کوئی ہوں از قسم مبلغین و منذرین
اور حدیث شریف لا یبقی سے مدرولا دیر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز و ذل
ذلیل اور کلمۃ الاسلام داخل قرآن شریف ہے اور مراد اوس سے تمام احکام
قرآن شریف ہیں بلکہ تمام قرآن کا مطلب متعلق بکلمۃ الاسلام ہی ہے بالاجمال
اور ما سوا اسکے خیال ہے صاحب الابطال اور از قبیل سقطلقی ایدیہم ما السراعلم بحقیقۃ
الحال و المآل فقط قسطاس یہ حال و شم ملتحق و مناسب و موید و معاضد مضمون
و مطابقت آیۃ قل ای شیء الخ ہذا القرآن لانذرکم بہ و من بلغ الآیۃ کے یہ آیات بینات
ہیں کریمہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض کریمہ
یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم الآیۃ اسواسطے کہ بظاہر اس قسم کے دعوہ عامہ کے
شاہد کسی نبی کو ندا ہوئی معلوم نہیں ہوتی اور تخصیص ندا اس آیۃ میں ساتھ ناس کے بخلاف
آیۃ و من بلغ کے کہ وہ عام ندا ہے مباینۃ نہیں بوجہ شرافت ناس کے اور مراد غیر ناس
بھی ہیں اور وہ مناسبۃ اور تائید مذکور ہ اسواسطے ہے کہ ندا ہے عموم ناس کو حاضرین
اور غائبین گذشتہ اور حال اور استقبال کو حسب حیثیۃ ہر ایک صنف کے باعتبار ہر ایک
زمان کے تا صادق آوے مطلب رسول الرسل کا اور خاتم الرسل کے بدلیل کریمہ
و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا اور کریمہ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین عہدہ آنا حضرت
سے بعثۃ ہے پس وہ شامل ہے تمام عالمین کو کس واسطے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ مطابق
الایمان و الاعتقاد بالحقیقۃ ہیں مانند رسل اور ائمہ اونکی کے اہل زمان ماضی عام ہے
اس سے کہ نبی ہوا یا غیر نبی جیسا کہ تو اریث اوسکا ناظر ہو شریعت حضرت خاتم النبیین
تہا بدلیل کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد و کریمہ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین

لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال أأقررتم
واخذتم علی ذالکم اصری الآیة اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی مانند
حاضرین زمان برکت نشان حضرت نبی آخر الزمان صلعم حقیقتہ مانند صحابہ کرام رض اور
حاضرین حکما تا نفاد زمان یہ عام ہے اس سے کہ امتہ اجابتہ ہو یا امتہ دعوۃ اور اس
حکما مین نبی سابق النبوۃ معزول الشر بقیہ باقی النبوۃ ہو مانند حضرت عیسی علیہ السلام اور
حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہین اور نداء مذکور بطور ہے کہ انی رسول اللہ الیکم
علی ہذا القیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیت تصور کرنا چاہیے اور وجہ تخصیص
ناس عنقریب گذر چکی اور پھر تاکید فرمائی ساتھ لفظ جمیعا کے تاکہ کوئی فرد انسان اس سے
فائت نہو جہان کہین ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ مین کسی زمان مین ہو کیونکہ سیاق
کلام الذی لہ ملک السموات والارض دلالت کرتا ہے اوپر اس مطلب کے کہ جیسا وہ مالک
ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر شی
کے حسب حیثیت ولیاقت اوسکی اور ذکر ناس اس آیہ مین بطریق ذکر افراد عظیمہ ہے اور دلالتہ
اوپر افراد باقیہ کے اور سائر انبیاء اور رسل از قسم ناس ہین پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء
اور رسل بھی ہین پس واضح ہوا کہ جانب خالق جل شانہ سے جو مبدا فیاض ہے تمام
مخلوقات واسطے اس فیض بعثتہ عامہ کی فیض رسی مین سب شامل ہین تاکہ مبدا فیاض
کی جانب سے کمی نرہے۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی خفتہ بخت نصیب واژون بے بہرہ رہجاوے
بموجب اس حدیث شریف کے فمن اصابہ من ذالک النور اہتدی ومن اخطاہ ذالک النور
ضل اور علی ہذا القیاس کریمہ قل یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ الآیة اگر ایسا ہو تو سوائے
جنہی جو اس طبقہ ارض علیا کے ہین اور فقیر الی اللہ ہون حالانکہ بوجہ عموم المراد تمام
مخلوق سوائے ثلثہ اور اور جو مخلوق علم الہی جل شانہ مین ہین فقیر الی اللہ ہین اور
علی ہذا القیاس کریمہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الآیة مین صرف آدمی ہی مستاہل عبادہ ہون

اور خصوصیت دوسری طبقۂ ارض علیا ہی ہون اور علی ہذا القیاس صرف تخویف و تہدید و انذار اور
تہویل اس آیت شریفہ مین یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم متوجہ طرف
آدمیون ہی کے کیا بلکہ اس ہی طبقۂ ارض علیا کے آدمیون کی طرف متوجہ ہو حالانکہ
ملک مقرب اور جن کا کیا بلکہ بموجب **قولہ تعالیٰ** ثقلت فی السموات والارض الآیۃ یعنی بھاری
پڑ رہی وہ ساعت آسمانونمین اور زمینونمین سب ہی کا زہرہ چاک ہی اوسکی ہول سے
پس ہی آدمیون ہی نہ فقط آدمیونکی لیے کہان تک قلم سرگردان رہی اگر ابن عباس بہی ہوتا
وہ بہی سمجہتے کہ یہ سمجہا تو عبارت نصیر المومنین نے نہ سمجہا فقط
و من فہم و اللہ اعلم **قسطاس چہل و ہفتم** اگر یہ شبہ کسیکو وارد ہو در بارہ اثبات
خواتم ستہ کہ اوصاف انتزاعیہ موجودہ بوجود المنشا ہوتے ہین جس سے موجودیہ بالعرض
نمایان ہے موجود بالذات نہین ہوتی فقط تو یہ شبہ بدین نہج زائل ہو سکتا ہی کہ یہ امر
مسلم ہے مگر شرط ہے کہ ہر ناشی حسب منشا اپنی موجود ہوتا ہے یعنی ناشی عقلی کیواسطی
منشا عقلی پر ضرور اور نقلی کیواسطی نقلی اور ہر نقل کے واسطی اوسکا عرف خاص مثلاً عرف
شرعی یا دیگر یا عرف عام جو اوسکی انتزاع کا مدار اور موقوف علیہ ہے اوسمین موثر بالاستقلال
ہے اگرچہ بعض صورت مین تبعا و لحوقا ضمنا و ذیلاً منشا دیگر شامل ہو کر دلیل بخش اور
تقویت دہ ہو جاوی مثلاً بعد دلیل شرعی کے جو منشا شرعی ہے امر شرعی مین کوئی
امر شامل حال ہو جاوی مطابق عقل کے یعنی وہ بہی ضمنا منطبق ہو جاوی تو وہ اس محل مین
منشا نہین قرار دیا جاویگا کیا معنی کہ اگر منشا شرعی سے عزل نظر کیجاوی تو منشا
عقلی یا عرفی اسجگہ واسطی حصول مطلب کی محض بیکار ہے چون تدسجاب اندر بنا کارم
دیکار مے زیادہ تر بیدخل ہے اور منشا مذکور کبہی صریح ہوتا ہے اور کبہی خفی عام ہے
اس سے کہ وہ امر باعث انتزاع یعنی استخراج ہو تو قرینہ باعثہ ہے اور مانع انتزاع
و استخراج ہو تو قرینہ صارفہ ہی پس حسب اقتضاء منشا مذکور ناشی موجود او ثابت

ہوگا یا ممنوع اور مصروف ہوگا پس منشا رشرعی مین اگر وہ ناشی امر صریح اور مفصل مفسر
ہے تو قابل تفسیر نہیں اور اگر امر خفی محتمل منباج ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل
مجمل مبہم ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہین اگرچہ بعض اہل تفسیر
نے کچھ کچھ کہا سنا گر حضرت ابن عباس رض رئیس المفسرین نے الم کی تفسیر مین سوای اللہ اعلم
کہ زیادہ تر کچھ نہ لکھا اگرچہ اس تفسیر مین لطیفہ ہے گو تفسیر بنام نہاد ہوگئی کہ مراد الف سے
اسم ہی اور لام سی اعلم ہے اور میم سے ہیراوہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم راز خفی نکھلا
یا قریب قریب الانجام والابہام ہے مانند متشابہات کی پس ہرگاہ یہ مقدمہ ممہد ہوا
تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نہی کنبکم سے بلا انضمام کیا بلکہ بلا استقلال و استبداد
دلیل نقلی شرعی کے بطور انتزاع ناشی نو جود منشا راو پر اثبات خاتمیہ کی خواہ اضافی
ہو یا حقیقی بصرف بتقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضای سلسلہ ترتیبی ہے وجود
مبدا اور وجود مقطع جو درباره منتزع عقلی کے جو برہان واقعی ہے ہرگز استدلال صحیح نہین
خصوص اس مقام مین کہ مزاحم عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیسا کہ
مزاحم مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قسطاس ہے فافہم بالفہم الاتم
ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصابتہ عقلی فی نفسہ پائی جاتی ہو مگر اذن شرعی
نہ ہو تو ایسی اطلاق ناروا ہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور یہی امر اصح
ہے اذ لا بد للاطلاق المشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث
شریف کا من قال فی القرآن برایہ واصاب فقد اخطا یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید
مطابق صرف عقل صائب کیجاوے بدون لگاو ملکہ راسخہ مستحصلہ یا بار اد تعلیم اساتذہ
مہرہ بالقرآن جو قابل اطمینان ہے کہ جسکا لگاو قواعد شرعی سے ہوا و حسب اتفاق
مطلب شرعی کو پہونچ بھی جاوے تب بھی خطا ہی اور اگر نہ پہونچا با وصف صابت عقلی
کے تب بھی بطریق اولی خطا ہے نظر بایں معنی کہ غالبا آیندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

سد اللباب یہ فعل نامنظور شرعی ٹھہرا اگرچہ وہ تفسیر منظور شرعی رہی یعنی آئمہ کبار علماء اولی الابصار کو مقبول ہو اور اگر صائب عقلی بھی ہو تب تو بالکل خطا ہی خطا ہے ما کہ یدینہ تو محدود ہو سکتا ہے جو تحت ناروا ہے تحت قولہ صلعم فاصاب ای بحسب الاتفاق ۱۲

حاشیہ مشکوٰۃ شریف تحت قولہ صلعم فقد اخطاء ای فهو مخطی بحسب الحکم الشرعی ۱۲

حاشیہ مشکوٰۃ شریف پس مراد صائب معتبر سے صائب شرعی ہے ہے دراصل اگر اوسکی ساتھ صائب عقلی بھی ہو تو نہایت تائید ہے لہذا قول حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ

وارد صحیح جامع ترمذی شریف ہے لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف احق بالمسح من اعلاہ پس واضح ہوا گو ایک امر فی نفسہ معقول ہے مگر مشروع نہیں تو وہ قابل اعتبار شرعی نہیں جانا جاتا ہے کہ ہر معقول مشروع نہیں لہذا عقیدہ اہل سنن قرار پایا کہ الحسن ما حسنہ الشارع

والقبیح ما قبحہ الشارع لا ما حسنہ العقل وقبحہ العقل کما قال المعتزلہ بخلاف اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ ایک نکتہ بطور اسرار شرائع جو از قسم سر مکتوم ہے جانا چاہئے کہ ظاہر یوں سمجھا جاتا ہے کہ علوم منقول شرعی فی نفسہ غیر معقول ہیں جو لوگ سنا ہے اور بیہودہ دیتے ہیں معاذ اللہ یہ غلط ہی بلکہ وہ درحقیقت الطف معقول ہیں بنسبت مخلوق اور بنسبت خالق سبحانہ علوم قدیم ہیں کہ عقل جزوی اکتناہ کنہ اوسکی سے قاصر اور عاجز ہے سوای عقل کلی کے جو وہ ذوات حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں بذریعہ اونکی بیان شافی کافی اور اونکی نقل کے حضرت حق تعالیٰ وتبارک سی راز کہلتا ہے ورنہ ناممکن ہے اکتناہ کنہ اوسکا لہذا معتبر مقبول ہے نہ یا یعنی کہ سفہ اور بیہودہ ہے معاذ اللہ منہ بخلاف نحو و جیستان کے وہ از قبیل عقل جزوی ہے نہایت کار یہہ کہ فی الجملہ در پردہ و غشاوت ہی کہ کاشف اوسکی عقل جزوی ہے بلکہ وکاوش ہے خواہ مخواہ محتاج کشف عقل کل نہیں جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں بذریعہ بر توہ وحی الہی جلشانہ کی فافہم بالفہم التام واحفظہ بالحفظ الاہم پس ہرگونہ ایسی تفسیر تفسیر خیالی ہے اور مزاحم ہے

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباس رض کو جو کہ روایت سے اونسے بطور حدیث
قدسی کے مروی عن اللہ تبارک و تعالی لولم اختم بک النبیین لجعلت لک ابنا یکون بعدک نبیا البتہ
یہ حدیث شریف صریح منشاء شرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اور بڑی اتم طبقہ اصفیا
علیہا کے فقط لا غیر قطع نظر اس سے لقب مذکور متلو نص قرآنی ہے آیت خاتمیت میں یعنی
اگر نزول آیت خاتمیت بالفرض نہوتا تو یہی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطے اثبات مطلب
خاتمیت کے صریح لیکن جو قرینہ عقلیہ کسی قرینہ شرعیہ کے ساتھ منضم کیا جاوے واسطے اطلاق
لقب مذکور کے بنسبت خواتم اضافیہ ستہ مذکورہ کے تب بھی وہ بمقابلہ صراحت حدیث
قدسی مذکور تفسیر بالرائے کیا بلکہ از قبیل تحریف متصور ہے چہ جا کہ خود آیت خاتمیت اس
بارہ میں بالاستقلال نازل ہے تو اب تو تحریف قرآنی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیت خاتمیت
باتفاق علماء مفسرین و محدثین و فقہا و متکلمین وغیرہ کسیکا خلاف نہیں اسمیں کہ اسمین
گنجائش ہو کسیکو کسیطرح کی تاویل کی چنانچہ قاضی عیاض رح نے شفا میں لکھا اجمعت الامۃ
علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
فی کفر ہولاء الطوائف کلہا قطعا اجماعا وسمعا اور اسی شفا میں مذکور ہے وکذالک
من ادعی نبوت احد مع نبینا صلعم او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود القائلین بتخصیص رسالت
صلعم الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ
مزاحم خاتمیت خاتم النبیین کے ہے وکاکثر الرفضۃ القائلین بمشارکۃ علی رضی فی رسالۃ
النبی صلعم و بعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے وکذالک کل امام عند ہولاء الرفضۃ یقوم مقامہ
فی النبوۃ والحجۃ وکالبزیغیۃ والبیانیۃ او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا والبلوغ
بصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفیۃ وکذالک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ
ولم یدع النبوۃ فہولاء کلہم کفار مکذبون للنبی صلعم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن
اللہ تعالی انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس اور مانند اسکی شرح مواقف میں مرقوم ہے

مخافہ تطویل باعث تقلیل ہوئی اسلئے تفسیر کی تعریف میں تفسیر کہی جاتی ہے تاکہ سند ہو

اور تسلی بخش سامع ہو اور مانع ہو اہل جراۃ کو باب تفسیر بالرای میں التفسیر ہو التفعیل

من الفسر و ہو البیان والکشف ویقال مقلوب السفر یقول اسفر الصبح اذا اضاء وقیل

ماخوذ من التفسرۃ وہی اسم لما یعرف الطبیب المرض والتفسرۃ مثل الشکریۃ وہی عند الاطبا

القارورۃ التی فیہا بول المریض یعرض علی الطبیب ویسمی دلیلا ایضا انما سمیت بہا لتفسیر

للطبیب احوالہ البدنیۃ التفسیر بیان لفظ لا یحتمل الا وجہا واحدا وقال الماتریدی ہو التفسیر

القطع علی ان المراد من اللفظ ہذا والشہادۃ علی اللہ سبحانہ انہ عنی باللفظ ہذا فان قام دلیل

مقطوع بہ فصحیح والا فتفسیر بالرای من کشاف اصطلاحات الفنون للحبری قاضی محمد علی الفاروقی

التہانوی قدس سرہ پس موافق اس تعریف تفسیر کے تفسیر ابن عباس رض وہی تفسیر ہے

جو امام قسطلانی و زرقانی وغیرہ نے کی ہے چنانچہ تفصیل اوسکی سے تمام قسطاس جمع

ہین اسلئے کہ موافق ہے عقیدہ اسلام کو اسمین کچھہ بھی عقاید اسلام ہرگز نہیں اور ظاہر

ہے خود تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت ابن عباس رض جیسا کہ مفاد و مراد صریح حدیث عربی

مذکور مروی ابن عباس رض ہے باقی سب تفاسیر خیالی خیالات فاسدہ و بہتانات کا سد ہین

الحذر الحذر قسطاس ہو جہل و منشم اگر یہہ خیال گذرے کہ سلسلہ نبوت کی ابتدا نیچے کی

زمین سے قرار دیکر اوپر تک پہونچانا تا ختم نبوت ہوا اور ہر طبقہ ارض علیا کے اور نزول وحی

کو اسکی برعکس تجویز کرنا تاکہ لو اسلئے حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین کے وحی نیچے کے

انبیاء کو پہونچی مانند بلا ذمان حکام بالا دست کے اسواسطے کہ یہ امر موجب عظمت و عزت

ہے اسمین شان و شوکت حضرت خاتم النبیین صلعم زیادہ نکلتی ہے فقط

پس جاننا چاہئے کہ یہہ شبہہ کیا بلکہ وہم محض ہے اسمین خلل ظاہر ہے اسلئے کہ نزول وحی جو متعلق

باحکام ہے موقوف علیہ نبوت ہے بلکہ علت تامہ ہے جس سے تخلف معلول نا روا نا ممکن ہے

لیکن صرف تقابلیۃ بحیثیۃ ذاتی ہے پس ہرگاہ کہ ظہور نبوت اور نزول وحی کا باعتبار محل

سکے جو اوسکی افراد ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں زمانی ہیں کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس ہوگا کہ کل انبیاء اپنی اپنی زمانہ میں نبی ہوئی تو بلا نزول وحی کے نبی نہیں
ہوئی بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھ تقدم زمانی کے اوپر نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہونا بدء وحی کا اور بدء نبوت کا بالضرور ایسا ہی لازم ہے کہ جسکا انفکاک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منتظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال نہیں معلوم ہوتا کہ آیا وہ بھی اس ہی طور پر ہے یا نہیں اگر ہے تو قلب موضوع
شرعی و سہم عقلی و عرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ ذاتیہ
بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
گذر چکے حسا یا حکما مانند حضرت عیسی علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہیں یا بعد نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حالت نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہوا قطع نظر استحالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف نصوص ہے اسلئے کہ اونکی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی ہی نہیں رہا یا بلا نبوت اونکا باوحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ ذاتیہ میں لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلئے کہ اقرب ہے عزت کا بدون وحی کے پہر نہیں معلوم ہوتا
یہ اجتماع نبوت اونکی کا اور بہ [illegible] دل وحی کا اگر بطور معیت ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
معیتہ کو تو وہ خلاف قرار داد ہے یا بطور معیتہ زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے ہر صورت وہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہیں پس ایسی
شان و عظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہاں البتہ استحالات مذکورہ سے سلامتی ہے [illegible]

ہمارا دشوار ہی سا ہی کہ جو کچھ ہے برکت موصوفہ سے ہے بشرطیکہ مراد نزول وحی سے
نبوت ہو اور نبوت سی نزول وحی ہو یعنی برکت سی خاتم النبیین صلعم کے نبوت یا وحی
نبی کے انبیاء کو پہونچی یا نزول وحی یا نبوت نبی کے انبیاء پر ببرکت حضرت خاتم النبیین صلعم کے
ہوا ہر دو حمل صحیح ہیں اور یہی مراد لینا واجب ہے بوجہ مذکور یعنی یہہ دونوں امر نزول وحی
اور نبوت آپس میں علت و معلول کے طور پر معیت ذاتی رکھتی ہیں جیسا کہ اب ہی تحقیق کیا گیا
بخلاف وحی غیر مصطلح کے مانند وحی نحل وغیرہ کے جو از قبیل الہامات ہیں بطور حدوث عزیمت
قلبیہ کے بنسبت غیر ذوی العقول کے اور بنسبت ذوی العقول غیر انبیاء کی مانند مادر حضرت موسی
کے خواہ بطور رمز کے ہو خواہ بواسطہ دیگر نداء و ظہور ملک وغیرہ مانند حضرت مریم علیہا السلام کے
کہ یہ خارج از مبحث ہیں مگر با اینہمہ برکت کے تاویل اسوقت درست ہوگی جبکہ قید ابتداء
نبوت کی طبقہ ارض سفلی ہو اور نیز قید پہونچنی وحی طبقہ ارض سفلی سے طبقہ ارض علیا تک بسبب
ختم نبوت کی جو ہی ہو اسلئے کہ اسمیں خلل ظاہر ہے کہ خلاف واقع ہے خلاف نصوص شرعی
ہے اسواسطے کہ باتفاق آیات و احادیث و ہم اجماع علماء ابتداء نبوت طبقہ ارض علیا سے
ہے جسکی آدم جد اعظم ابو البشر نقطہ اول سلسلہ نبوت ہیں ان سے شروع نبوت ہوئی
جیسا صحیح عقیدہ صحابہ اہل اسلام جو اہل قبلہ ہیں یہی ہے کہ اول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
محمد صلعم پس بنا بر اسلام یہہ مقال بہرحال سخت پر اختلال ہے کہ ایک قسم کا بڑا اجبال
ہے آئندہ علم الہی جلت عظمتہ محیط ہے واللہ اعلم قسطاس جہل و وہم اور وہ تحقیق لفظ واسطہ
کی جو بلفظ واسطہ فی العروض ہے سخت پر اشتباہ ہے وہ اسی قسم کی اصلاح کے مذاق سے
ابا کرتی ہے کیونکہ مردود راہ ہے کہ کچھ مختصر بطور ماقل و دل اور بحکم خیر ما قل و کفی خیر مما کثر و
الہی و نیز حدیث شریف اعطوا و جز سیر دقلم ناقص قسم اظہار الحق و اجتناب للتحقیق کیا
جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ واسطہ عربی لغت بمعنی میانجی اور درمیانی کی ہے جیسا کہ لسان العرب
وغیرہ سے صاف واضح ہے اور یہی اصطلاح عرف علماء بھی بمعنی مستعمل ہے بحرف فی

حساب میں واسطہ عددیہ کہ معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونوں
حاشیوں کا ایک حاشیہ اوسکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
پانچ کو اگر جمع کیا جاوے تو عدد آٹھہ کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکا نصف چار کا عدد ہی یعنی
ان دونوں عددونکی مجموع کا نصف جو حاصل ہوا تو بواسطہ عدد چار کی حاصل ہوا یعنی اوسکی حصول کا سبب یا علتہ عدد مذکور
ہی نہیں ہے وارد نہو کہ علتہ اور معلول ایک یا ہی امر ہے یعنی عدد چار کا مذکور ہی اور یہ امر باطل ہے اسواسطی کہ نصف اور
شے ہے جو معدود ہے اور چار اور شی ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق ومصدق
فافترقا فافہم اور عرف اہل معقول ہی بچند وجہ ہے واسطہ جو مسمی بواسطہ فی التصدیق
بھی ہے جو مقرون ہوتا ہے ساتہہ لفظ لانہ کے برہان لمی میں مانند العالم حادث لانہ متغیر
لاقترانہ بالمتغیر وہوا لواسطہ لیقال لہ الحد الاوسط یعنی جو منشا احتیاج استدلال
ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ وہ لفظ لانہ مذکور مرتفع ہے تو کچہہ احتیاج دلیل کی نہیں معلق
ہے اسلئی کہ حصول مطالب جو ثبوت کسی امر کا ہوتا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا وضوح
روشن ہے پہر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہونی کسی
شئی کے سے علتہ واسطی کسی شئے دوسری کے نفس الامر میں اور وہ دو قسم پر ہے ایک
یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس واسطہ کے یعنی
علت کی اصلاً وقطعاً یعنی وہ علتہ جو باعث ہے متصف ہونے شئی دوسری کی اوس
اوس وصف میں شریک نہو بلکہ علتہ محض ہو پس ایسے محل میں ایک ہی عارض ہوگا بالذات
اور بالاعتبار بھی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض
نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناہی متصف نہیں ساتہہ وصف نقطیتہ
کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتہہ نقطیتہ کے اور مانند رنگریز کے کہ وہ علتہ ہے
متصف ہونے کپڑے کے ساتہہ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگریز کے کیونکہ
وہ شریک نہیں وصف رنگینی میں نہ بالذات نہ بالاعتبار اور میں کہتا ہوں کہ میری دیکہا

اجلی و دافیدہ ہے یہہ نظیر اعراض کی جو قائم ہیں ساتہہ ممکنات کی بواسطہ واجب
تعالیٰ و تقدس کے کیونکہ اللہ تعالیٰ جلشانہ پاک ہی تلوث اعراض سے فافہم اور تیسرے
واسطہ فی العروض ہے اور وہ عبارت ہے اس سے کہ خود متصف ہو وہ واسطہ یعنی
علت ساتہہ اوس وصف عارض کے جسکی یہہ علت معروض ہے یعنی موصوف ہے یعنی
وہ وصف صرف علۃ ہی کا ہے درحقیقت اور بواسطہ اوسکی یعنی علت کے اور دوسری
شے متصف ہو ساتہہ اوس ہی وصف مذکور کے یعنی علت اور معلول جزو و شریک وصف
مذکور ہوں فی الجملہ علت محض نہیں جو شریک وصف نہیں ہوتی مگر وہ علت متصف بالذات
خود بالاصالۃ ہوتی ہے اور وہ معلول بتبعیۃ اوسکی نہ یہ کہ اوس جگہہ دو اتصاف حقیقی ہوں
ساتہہ وصف مذکور کے بوجہہ امتناع قیام وصف واحد کے ساتہہ دو موصوف حقیقی کے
کہ یہہ امر بین البطلان ہے بلکہ اتصاف درحقیقت واقع میں ثابت ہے واسطہ اوس
ہی واسطہ کے یعنی علت مذکورہ کے اسلیئے کہ ذو واسطہ درحقیقت متصف ہے نہیں تخیل
اور وہم ہو کہا ہی ہے مثلاً کشتی اور راکب کشتی اور وصف تحرک تو درحقیقت ہے واسطہ
علت کی جو کشتی ہے نہ واسطہ راکب کے جو ذو واسطہ ہے یعنی معلول خیالی ہے علت کا
جو کشتی ہے اور وہ معلول ساکن ہے اور کل وصف معہود جو تحرک ہے وہ واسطہ ہو واسطہ
ہی کے ہے یعنی علت کی پس یہہ امر مذکور فارق ہے درمیان اس قسم واسطہ فی الثبوت
کے جو یہہ قسم عبارت ہے واسطہ فی العروض سے مانند حرکت کشتی اور حرکت راکب کشتی
کے واقع میں کشتی متحرک اور راکب کشتی درحقیقت ساکن ہے اور درمیان قسم اول
مذکور کے الواسطۃ فی الثبوت وہی ما یکون الشی واسطۃ ای علۃ لثبوت وصف لشی آخر

فی نفس الامر وہو قسمان احدہما ان لا یثبت ذالک الوصف للواسطۃ اصلاً بل تکون علۃ
محضۃ فیکون ہناک عارض واحد بالذات والاعتبار کالنقطۃ العارضۃ للخط بواسطۃ التناہی
وکالاعراض القائمۃ بالممکنات بواسطۃ الواجب تعالیٰ وتقدس وثانیہما ان تتصف الواسطۃ

بذلک یتصف ولو اسطتہا یتصف ذلک الشئ الاخر بہ لا ان ہناک اتصافین
حقیقیین لامتناع قیام الوصف الواحد بموصوفین حقیقۃ بل اتصاف بالحقیقۃ للواسطہ
وتبعیتہا لذالک الشئ الاخر اذ لا محذور فی جواز تعدد الشئ بالاعتبار وہذہ القسم سمی
واسطۃ فی العروض تمییزا لہا عن القسم الاول وہذا فی الحرکۃ العرضیۃ کراکب السفینۃ فان
الحرکۃ بالذات للسفینۃ وتبعیتہا للراکب کذا استفاد من شرح المواقف فی بحث الخاصۃ
ومن حواشیہ فی بحث الموضوع نقلا من کشاف اصطلاحات الفنون للبحر الحاذق بذی
القاضی محمد اعلی الفاروقی التہانوی قدس سرہ کالحرکۃ اللاحقۃ بجالس السفینۃ بواسطتہا
فانہا لاحقۃ للسفینۃ حقیقۃ ولجالسہا بواسطتہا بالعرض لا فی الواقع لانہ ساکن فیہا لا متحرکا
من حواشی الفاضل المتین مولوی محمد مبین الکھنوی علی الزاہدیۃ علی الجلالیۃ ۱۲ —

قسط اسی و پنجاہم پس جاننا چاہیے کہ قرار دادہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین
صلعم بنحو وسائط مذکورہ مصداق واسطہ فی العروض بنسبت سائر انبیاء علیہم
وعلیہم الصلوۃ والسلام محض خیال خام ہے بسبب سوء مباشرت اسباب سوء
فہمی کے اسلئے کہ بصورت ہا ہذا تمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت ہرگز نبی نہیں ہوسکتی
اور نہ اونپر وحی نازل ہوئی کیونکہ درحقیقت وصف نبوت بالاصالۃ اون تک
نہیں پہونچا اگرچہ بتبعیت واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس
کشتی کے کیا معنی کہ تبعیت بہی ایک امر خیالی ہے کہ جسکا پایہ پایۂ اعتبار کو نہیں پہونچتا
اسواسطے کہ امر موہوم ہے کہ جالس نکور کو وصف تحرک بطور تحقیق ہرگز حاصل نہیں
اور اگر بالاعتبار والاضافۃ خواہ مخواہ سمجہا جاوی تو رائحۂ امر عدمی دیتا ہے اور اللہ
حق تبارک وتعالی فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اور
مذکرہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو اولجملہ اولوالعزمی کے ہے امر متحقق الوجود
بیتیج النبوت ہے اور یہ تشبیہ صرف نہیں لتطبیق مثال ماخذ قولہ تعالی مثل نورہ کمشکوۃ

فیہا مصباح ملکہ بطریق مثل ہے جو بمعنی صفت ہے جو امور تحقیقی واقعی مین سے ہے
مثل قولہ تعالیٰ ولہ المثل الاعلیٰ فی السموات والارض وہو العزیز الحکیم یعنی صفت وحی نبوی
کہ جو امور محققہ مین سے ہے جو منشا اصلی اور علت واقعی وصف نبوت کی ہے سلسلہ
تکمات مین از قبیل وسائط متعددہ قریبہ بعیدہ کہ جسکی ساتھہ علت یعنی واسطہ مذکورہ متصف
ہے وہ مانند صفت وحی نوح علیہ السلام کے اور اور انبیاء علیہم السلام کے ہے جو گذری
بعد نوح علیہ السلام کے بطور امر شعوبی تحقیقی کے نہ مانند تشبیہ زید کا لاسد کے اور نہ مانند
لدی اسد شاکی السلاح مقذف لہ لبد اظفارہ لم تقلم استعارہ کے کہ محض مستعار ہے
اور حقیقت کچھ نہین اگرچہ تشبیہ کے درجہ استعارہ بالاتر ہے افادہ مین طریقہ مناسبت
کے ساتھہ حقیقت کے اور تحقق کے پس یہہ افراد انبیاء ونتیجہا در حقیقۃ متصف بصفت
نبوۃ الاستقلال ہین چنانچہ منشاء نبوت جو وحی ہے برابر بالاستقلال سب پر ہوئی
کریمہ واوحی الی نوح لن یؤمن من قومک الا من قد آمن اسمین کچھہ خفا نہین جو قابل
تفصیل تاویل ہو مانند آیۃ سابقہ کمشکوۃ فیہا مصباح کے علی ہذا القیاس کریمہ ولقد
اوحی الیک والی الذین من قبلک یہہ آیت شامل ہے تا حضرت آدم علیہ السلام
کے ہو تا حضرت نوح علیہ السلام تک مانند آیۃ سابقہ کی من ابتدای حضرت خاتم النبیین
دربارہ استقلال نبوت ونزول وحی نسبت تمامہ انبیاء علیہم السلام بالتفصیل اور کوئی امر
دعوی ہوا مدعی کے مانند آیۃ سابقہ کے اقتباس پنجاہ و نہم اور ظاہر ہے کہ واو عاطفہ
ہے جس یہ مین جو منجملہ دس حروف کے ہے معروف بعطف حرف اور واو سکو عطف النسق
بہی کہتی ہین اور وہ واو واسطی جمع کے ہے دربارہ حکم مین تابع اور متبوع دونون برابر
ہین پس درحقیقت نزول وحی واسطی جملہ انبیاء علیہم السلام کے اور حضرت خاتم النبیین کے
برابر ہے واسطہ تاثیر کے استقلال نبوت مین ہر ایک نبی کی کیفیت تفصیل البعض امر
آخر ہے اسمین کچھہ کلام نہین بموجب آیۃ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیۃ چنانچہ

اقتباس پنجاہ و نہم

تحقیق اسکی عنقریب آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل معقول اوپر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر معقول ہے اور محض فضول ۔ تفسیر بیضاوی
مین تحت قولہ تعالی انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جواب لاہل الکتاب عن اقتراحہم ان
ینزل علیہم کتابا من السماء واحتجاج بان امرہ فی الوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار نے بتحکم
طلب کیا آنحضرت سے صلعم کہ اتار لاؤ کتاب ہمپر آسمان سے اوسکا یہ آیۃ جواب ہے
اور حجۃ ہے اونپر بایطور کہ شان اس رسول کی دربارہ وحی کی مانند تمام انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت مین پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہان سخت ناموزون
ہے بلکہ از جملہ زبون اور جاننا چاہیئے کہ جابجا قرآن مجید مین واسطہ تمام انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات البشریۃ مستقلۃ مین جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز بہی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بالاستقلال بلا تفصیل یعنی وحی جو اصل منشاء ہے نبوت کا اور یہہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات مین سے ہین پس بشریۃ بہ نسبت جمیع افراد البشر کے جنس ہے اور وحی
بہ نسبت جمیع افراد مخصوصہ مشخصہ انبیاء علیہم السلام کے بالتعیین التشخیص جداگانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہہ ہر دو امر قوام نبوت ہین کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
نوع جو وہ کلی ذاتی ہے متقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع مین بالضرور تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقۃ واحدۃ متحد الحقیقۃ متغایر التشخص
شریک اور مساوی بالاستقلال ہین اصر اولیتہ واولیتہ افراد منحصر اور مخل نہین ان
دونون مطلب کی دلیل یہ دونون آیتہ ہین کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم
الہ واحد الایۃ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ پس بہا غور درکار ہے
کہ ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہو سکتی ہے

قسطاس پنجاہ و دوم مشتمل بر تفصیل تتمۂ واسطہ فی العروض

قسطاس پنجاہ و دوم مشتمل بر تفصیل تتمۂ واسطہ فی العروض قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم بطور جنس ہے جو کلی ذاتی ہے ہر ہر فرد بشر کی نسبت بلا فرق نبی اور غیر نبی کے اور کریمہ یوحی الی یہ بھی کلی ذاتی ہے نسبت ہر ہر فرد نبی کے بالخصوص جو بمنزلہ فصل ہے واسطی اخراج غیر نبی کے اور واسطہ خصوصیت مضمون وحی ساتھ فرد واحد او وحد یکتا باب نبوت میں جو محض باعتبار شان نزول ہے بطور مورد خاص او مفہوم عام ہے یا بطرز تذکرہ فرد اشرف اور دلالت او جمیع افراد باقیہ ہے جو منشا التباس فہم بعض متعصبین مضمون واسطہ فی العروض شاید ہو گیا ہو مدفوع ہے اس آیہ بمونہ سی کریمہ ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء الایۃ او تعبیر وحی ساتھ لفظ مت کے محض واسطی دلالت کے ہے او پہر مضمون اولویت افراد کے تاکہ مطلب کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ظاہر ہو جاوی اور واہمہ واسطہ فی العروض دور ہو جاوے چنانچہ اس مطلب کا تذکرہ بہ رنگ دیگر بعض قسطاس میں گذر چکا ہے پس مضمون ان آیات کا مفہوم ذوات جملہ انبیاء علیہم السلام برابر ہے پس خاصہ شاملہ اس ماہیت نبوت کا جو جملہ افراد انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو متواطی مساوی شامل ہے جو قاطع ہے شرکت دیگر افراد غیر نبی کو صرف یکتا خاتہ لازمہ تبلیغ احکام او دعوت خلق الی اللہ تعالیٰ او ہدایت صراط مستقیم او احقاق حق بالاعجاز سند التحدی او بنا و دار اسکی ہے اگرچہ دیگر خصائص شخصیہ ہر ہر فرد نبی کے بمنزلہ اتیات شخصیہ انکی کے دربارہ غیر انفکاک کے اوس فرد خاص سے ہیں کہ جس ملقب ہوئی مثلاً کلیم اللہ و روح اللہ و خلیل اللہ و خلیفۃ اللہ و حبیب اللہ علیہم السلام و دیگر ہم علی ہذا القیاس لقب شرعی حج اکبر بہ نسبت حج کے باعتبار عمرہ کے کہ اوسکو حج اصغر کہ تعبیر کر لیتے ہیں کریمہ واذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر الایۃ اس لقب کو قبول فرمایا کہ منصوص قرآن ہوا اگرچہ جاہلون میں جو حج اکبری کہ مشہور ہے جو حج روز جمعہ واقع ہو یعنی ۹ تاریخ ماہ ذی الحجہ بروز جمعہ واقع ہو وہ حج اکبر لقب شرعی نہیں بلکہ تمام حج

کسی روز واقع ہوں حج اکبر ہی ہیں باعتبار مذکور پس اگر صرف لفظ حج بولا جاوے یا لفظ
حج اکبر بولا جاوے مراد حج ہوگا نہ کہ عمرہ کچھ تخصیص روز جمعہ نہیں ہے رہا یہ امر دیگر ہے کہ ثواب اوس
حج کا جو بروز جمعہ ہو موجب روایات احادیث تیسیر الاصول وغیرہ بچاس حج کا یا ستر حج کا
بلکہ بیش بروی روایات مختلفہ اندرین باب ہوتا ہے سمعت شیخی و استاذی مولانا محمد اسحاق
محدث قدس سرہ اور بخلاف لفظ عتمہ کی نسبت نماز عشاء کی اسمیں روایات مختلف ہیں درباب
کراہیت اطلاق اوپر نماز عشاء کی جو منصوص قرآنی ہے قولہ تعالیٰ من بعد صلوٰۃ العشاء جیسا
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لا یغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم المغرب الحدیث رواہ البخاری
وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشاء اول کر تعبیر کرلیتے تھے اور نماز عشاء کو عتمہ کر تعبیر کرتے
تھے اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ بنسبت نماز عشاء بھی فرما جیسا کہ بخاری
میں مروی ہے جسپر امام بخاری نے کہا کہ جائز ہے مگر اختیار وہ ہے سے کہ مت کہو
اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطے سمجھانے اعراب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
حکایتہ فرمایا کہ مآل ان ہر دو توجیہ کا ایک ہی ہے لیکن آخر کسیطرح ہو اطلاق اسکا شرعی تو
پایا گیا لہذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوٰۃ العشاء مذکور پر خیال نکیا جائز کہا اور
اختیار صلوٰۃ العشاء کو کیا اور شروح بخاری میں اور اوسکی حواشی میں اختلاف رہا میں
کہتا ہوں جو کچھ میں ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ کراہتہ اطلاق لفظ عتمہ اوپر عشاء کے تنزیہی ہے
کہ صحیح اوسکا خلاف اولی ہے معنا بخلاف لقب حج اکبر مذکور کے بنسبت اوسکی کوئی حدیث
مزاحم حال نہیں ہوئی لہذا یہ لقب شرعی منحصر رہا اوپر عام حج کے بلا تخصیص روز جمعہ کے
تا وقتیکہ کوئی عموم نص مزیل اس باب میں نہ پائی جاوی چنانکہ اس قاعدہ شرعی کی
تصریح تورپشتی سے عینی شارح بخاری نے کی قال التوربشتی المعنی لا تطلقوا ہذا الاسم علی ما ہو
متداول بینہم فیغلب مصطلحہم علی الاسم الذی شرعتہ لکم اور یہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاحم ہو جاوی
جیسا کہ اطلاق عتمہ میں مزاحم ہوئے فافہم اعلی ہذا القیاس حال لقب خاتم بنسبت افراد

ستہ اضافی ہو یا حقیقی برابر ہے بلکہ یہہ تحقیق بنظر غور متعلق ساتھہ اضافتہی کی ہے
جو مقتضا یوم الحج الاکبر ہے لیس اب یہہ اضافتہ خواہ تم ستہ قطعا لے اضافت شرعی ہے
نا روا ہے فافہم بالفہم الاتم والسداعم ـ مگر واقع مین بہ نسبت عموم ماہیتہ نبوت کہ جسمین
تمام افراد انبیاء متساوی ہین سب برابر ہین لیس ماند اس قسم کے مخصصات کے
فی الواقع خصائص شخصیہ من حیث التشخص مین سے ہین جو بمنزلہ عوارض ذاتی تشخصی شمار
کئی جاوین کہ اسمین تمیز بین الافراد حاصل ہے جسمین یہہ امر پایا جاویگا وہ خصائص
اور لوازم ماہیتہ سی نہین ہوگا بلکہ خصائص عہ لوازم شخصیہ مین سی ہوگا جسکا منشاء
امور خارجیہ ہوا کرتی ہین نہ نفس اقتضاء ماہیتہ لیس اب سمجھنا فرد اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم کو
بہ نسبت اور افراد مقدسہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات
دربارہ وصف نبوت کی بالکل غیر معقول ہے محض خیال خام کیا بلکہ از قبیل اوہام اینائے الغول
ہے لیس یہ چند وجوہ اور مناشی خصائص شخصیہ حضرت انبیاء علیہم السلام سے جسکا مضمون
اس سند مستند نص قرآنی سے صاف دستیاب ہی قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم
علی بعض الآیۃ زیر نگار عنقریب ہوتی ہین انشاء اللہ تعالیٰ المستعان

قسطاس نجاح سوم (متعلق بواسطہ فی العروض)

تمہ واسطہ فی العروض خلاصہ عبارات فضلاء اہل معقول مانند فاضل میرزا جان و محقق دو
و میر زاہد ہروی و قاضی مبارک گوپاموی و مولوی محمد مبین لکھنوی و مولوی حاجی محمد تراب علی
مارہروی و حمد محقق حیدری مولانا قاضی محمد اجلی فاروقی تہانوی صاحب کشاف اصطلاحات
الفنون ماہیتہ طبیعتہ مرسلہ بحتہ من حیث ہی ہے اگر متجاوز نہو طرف افراد کے تو قابل بحث الاہن
معقول نہین کیونکہ عوارض ذاتیہ سی سادہ اور ساری ہے اور بصورت تجاوز مذکور یا وہ
عوارض ساری ہین طرف جمیع افراد کی مانند شکل طبعی عارض واسطی جسم طبعی کے فلکیات
اور عنصریات کے یا طرف بعض افراد کے مانند کون و فساد کی جو عارض ہے بعض افراد طبیعتہ
کو مانند افراد عنصریہ کی ہین کہتا ہون پہر یہہ عروض مذکور یا بواسطہ فی العروض ہے یا بواسطہ

کو ان ایک قسم متحد دونوں قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت کشتی اور راکب کشتی اسلئی کہ اسمین وصف حرکت درحقیقتہ واسطی کشتی کے ہے نہ واسطے راکب کے اگرچہ متخیل ہے متحرک اوسکا کروہ محض ہوگا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین واسطی علت محض ہے کچہہ شرکت وصف معلول مین نہین رکہتی مانند صبّاغ یعنی رنگریز اور پارچہ رنگین کے کہ محض معلول ہے جو ذو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار یہی ہے تو وہ یہی ہے ہرگز ہرگز رنگریز کو شرکت اس وصف مین نہیں علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین علت اور معلول یعنی واسطہ اور ذو واسطہ ہر دو وصف مین شریک ہین مانند حرکت ہاتہہ کے اور کلید کے یعنی دونون موصوف بالذات ہین یعنی واسطے صفتہ حرکت کی درحقیقت دو فرد ہین ایک قایم ساتہہ ہاتہہ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی علت ہی اور دوسرا قایم ہے ساتہہ کلید کے جو معلول ہے مگر اسقدر فرق ہے کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کا فی الجملہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم واسطہ فی الثبوت مذکور مین یعنی ید اور کلید مین ایک طرح کی بالغزی ہے کہ ظاہر ہے مگر مخل مطلب اور مضر مقصد ہماری نہین چونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض مین ہے اور وہ بالغزی یہی کہ یہہ مثال اوسوقت مطابق ہوگی جو گرفت ید سست ہو مانند حرکت ارتعاشی کے اور درحقیقتہ کچہہ حرکتہ کلید مین بہی ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت ید ہے والّا فلا اسواسطے کہ پہر تو مثال واسطہ فی العروض کے ہوگی فتامل قال الفاضل میرزاجان رح فی حاشیہ

شرح المواقف فی مقدمۃ الامور العامۃ کون الخیر واسطۃ فی الثبوت ان یکون ہناک وجودان یثبت احدہما الموصوف ویثبت الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ تبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا ولواسطتہ کوجود الجواہر واسطۃ لوجود الاعراض وکونہ واسطۃ فی العروض ان یکون ہناک وجود واحد کان ثابتا للموصوف اولاً وبالذات وللصفۃ ثانیاً وبالعرض فقط علی ہذا القیاس قول حاشیہ

تراتبیہ قاضی مبارک پر قوله واسطہ فی الثبوت وہی عبارت عما یکون علتہ لاتصاف شئی بصفة
بان یکون ذالک الشئی متصفا بتلک الصفة حقیقة وبالذات وبکون تلک الواسطہ علة لاتصاف
بہا وہی علی قسمین الاول ان یکون الواسطہ وذو الواسطہ کلاہما متصفین بالذات بتلک الصفة
فیکون للصفة فردان احدہما قائم بالواسطہ والاخر قائم بذی الواسطہ لکن قیام فرد بہا
بذی الواسطہ یکون بسبب قیام فرد منہا بالواسطہ کما للید فان قیام الحرکة بہا سبب لقیام
الحرکة بالمفتاح والثانی ما لا یکون الواسطہ متصفة بالصفة اصلا بل یکون سفیرا محضا وکما
لوحاططہ من العلیة کالصباغ الذی ہو واسطہ فی اتصاف الثوب بالصبغ ۱۲ وتحقیق محل
حاوی جوانب ابطہ یا نخوی مثال حرکة ید او مفتاح بہت ہی قریب بیشتر اس ہی عبارت
علل سے مذکور ہو چکی واللہ اعلم بالصواب **قسطاس پنجاہ وچہارم** تمہ واسطہ فی العروض
محصول خلاصہ عبارات قوم ناظر قاصر اپنی مین یہ ہے کہ ایک قسم واسطہ فی الثبوت مین
جو علت بہی متصف ہوتی ہے ساتہہ وصف معلول کے التباس ہوتا ہے ساتہہ واسطہ
فی العروض کے اور منشا ر التباس یہہ ایک امر اشتراک مذکور ہی یعنی اتصاف مذکور پس امر
فارق وفاصل وجود صفت مذکور ہے بدینطور کہ واسطہ فی الثبوت مین دونون علت اور
معلول موصوف ہوتی ہین بالذات نہ بالاعتبار یعنی نہ متصف بوصف اعتباری انتزاعی
عدمی اور واسطہ فی العروض مین صرف علت ہی موصوف ہوتی ہے بالذات بہی اور
بالاعتبار بہی اور منشا ر التباس لفظ بالذات ہے جو واقع بعض عبارات قوم ہے تعریف
واسطہ فی الثبوت مین در کشف التباس مذکور رائی ناقص مین یہ ہے کہ متبادر عند المقابلہ لفظ
بالاعتبار سے خیالیا ایسی مباحث عقلیہ مین مراد امر عدمی فرضی مفہوم ہوتا ہے مگر دراصل مراد
لفظ مذکور سے بالعرض ہے مقابل بالذات کے اور عرض از قسم وجودی ہے جو کہ مقتضی ہے واسطہ
فی الثبوت کا بخلاف مفروضات معتبرات کے جو امر عدمی انتزاعی کے قبیل سے ہین یعنی موجود
بوجود عرضی نہ جوہری یعنی واسطہ فی الثبوت مین وحقیقت مطابق واقع ہے وصف معلول

فرق واسطہ فی الثبوت وواسطہ فی العروض

کا لبطور وجود وصف اعراض کے لبطور وجود وصف ذوات جواہرات لوجہ نفس دا لیستقلال
وجود ذاتی ہین گو لبطور عرض ہے ہی مثلاً نسبت سواد ثوب جو ایک امر محسوس ہے خارج
مین نہ کہ مفروض ہے اور نہ موہوم جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد حقیقتہ ہے
واسطہ فی العروض مین اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت مین قطع نظر اس سے
کہ ایک سبب ہے اور دوسرا مسبب۔ فقسطا مین پنجاہ و پنجم تتمہ واسطہ فی العروض مین
کہتا ہون معنی لفظ بالاعتبار کی جو واقع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے میرے
نزدیک یہہ ہی ہین کہ ہو کا انہو مانند حرکت ارتعاش کے جو گرفت سست ید سے کیونکہ وہ از قسم
بلکہ قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہوا عنقریب بلکہ وہ حرکت منبسط ہے جو کہ مؤثر
ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہانتک قوت رکہی کی وہانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوس قوۃ
مین ہوگا یہ ہی حرکت پہونچی گی پہر اوسکی سکون کے ساتہہ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آوینگا
جیسا کہ متحرک نمایان تہا پس لہذا بادی النظر کو دہوکا ہوتا ہے یہی منشاء اعتبار ہے جو امر
عدمی انتزاعی ہے پس جہاں کہ جہت حقیقتہ اور جہت اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسطہ مجاز اجتماع
حقیقتہ و مجاز یعنی اعتبار فی محل واحد ہی اس تحقیق سے برطرف ہو گیا فتدبر بخلاف شدہ وصف
سواد ثوب کہ وہ موقوف نہین اصالتہً اوپر ثوب کی اگرچہ وجود سواد ثوب موقوف ہی اوپر ثوب کی یہ
امر آخر ہے مگر نظیر واسطہ قریبہ جو در اصل اسکا موصوف ہے اور معروض اوسپر موقوف ہے
گو وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ مین سے ہے کہ جسپر
اس وجہ مین اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر عدمی ہے صحیح ہے پس ہر گاہ یہہ التباس
مذکور لعنایت خداوندی جلشانہ جو سبب اوس بعض اذہان ہوتا ہے برطرف ہوا فرق کلی ؛
درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی الکقسم کے کہ جسمین علت بہی
سفیر محض نہین ہوتی بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہو گیا پس گرہ کہل گئی اور تابان
تر از آفتاب واضح ہوا کہ ذات مقدس آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض دربارہ وصف

نبوت بہ نسبت نبوۃ اور حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہرگز واصلا نہیں جیسا دو آتا
اور علی ہذا القیاس مثال اثر افشانی آفتاب اور نہ تقطیعات دہوپ اور نہ عکس اندازی
آئینہ اور نہ بطرز سراپا مناظر عکوس اجرام سفیفہ کہ جسکی تشریح و تحقیق عنقریب مقام
مستقل میں ہوتی ہے بوجہ ورود نصوص قطعیہ فی الدین **قولہ الخ** تلک الرسل فضلنا بعضہم
علی بعض الاٰیہ کریمہ لقد اوحی الیک والی الذین من قبلک و کریمہ انا اوحینا الیک
کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ حتی کہ عنقریب مدلل نقلا و عقلا ہو چکا پس صاف صاف
ملا جبار رسیدہی بھلا یہی بات یہ ہی ہے بے تکلف جو کہ دربارہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
حدیث صحیح وارد ہے الانبیاء کلہم اخوۃ لا الانبیاء بنوا العلات امہم واحد وامہاتہم شتی
یعنی مان اونکی جدا گانہ ہیں اور باپ اونکا ایک یعنی اصل نبوت میں ایک ہیں اور احکام
دین اور شرایع میں غیر علی ہذا القیاس اصل وصف نبوت میں ایک یعنی ہر ایک نبی اور
اور سب انفس نبوت میں برابر اور خصائص و فضائل جزئیہ شخصیہ میں مختلف **قولہ الخ** لا نفرق
بین احد من رسلہ کا یہی مطلب ہے اور تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض کا بھی ورنہ کریمہ
تو مین بعض و تکفیر بعض کا اندیشہ اور اشتباہ پیدا ہوتا ہے فافہم تتلمذ لسے واضح تر
از نہار ہوا کہ یہ امر جو کسی وہم مذکور وجود ہوگا ہے وہ موقوف ہے اور یہ حرکت کشتی
کے بعد ورود مسئلہ فی العروض کے تو قبل صدور ظہور حرکت کشتی ظہور وجود مذکور بھی غیر
منصور ہے یعنی اس صورت میں قبل ظہور نبوت آنحضرت سرور عالم صلعم ظہور نبوت دیگر
حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ناممکن ہے ظاہر ہے کہ وجود معلول بے علت
باطل ہے پھر مطلب آیۃ تلک الرسل کا جو مسلم ہے درست نہیں ہو سکتا بدل
تاویل حلول افراد کی جو رسول ہیں باعتبار ماسکیول کے پھر حصول اس مطلب کا موقوف ہے
اور یہ وجود ان افراد کے بروقت ظہور نبوت آنحضرت سرور عالم صلعم کے واسطے انتساب نبوت
ثابت کے اور ظہور اوسکی کے پھر ایسا امر یعنی وجود مذکور موقوف ہے اور بدون امر کے یا حجاب

طویل ہو چکے اور افراد مذکورہ سے یا اعادہ اونکی کے جو مستلزم ہین رفع خلو مذکور کو جو
مسلم ہے یہ ہر دو امر باطل شرعی ہین قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہین مستوجب الترتیب پس اس صورت مین ہر دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دار دنیا مین مجامع الزمان ہونی چاہئیں اور یہ امر
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہان نقاد زمان ہوگا پھر وہان ترتیب مذکور کہان غرضکہ
ادعاء مطلب واسطہ فی العروض اس مقام مین استحالجات شرعی وعقلی سے مالامال ہے
قسطاس پنجاہ و ششم اگر بمجاز و مسامحہ لفظ مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل معقول
سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جسمین شرکت ہے علت اور معلول کی وصف مذکور
مین جسکی مثال ید اور مفتاح گذری بشرطیکہ گرفت شست ید ہو یا نہ تحقیق وتنقیح میرے
کے تا کہ مفتاح بھی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
بر سبیل تجوز تاویل اطلاق لفظ علت اور مراد اوس سے سبب الحقیقۃ صادق آسکتا ہے
نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا سو اسطی کہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم بالضرور
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو مسبب ہین اسمین کچھ حرج نہین کیونکہ
دراصل علت اول ان سب حضرات کی اور آنحضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک وتعالی
ہے جو علت کل موجودات ہے پس یہ ہر دو صفت سبب اور مسببیہ معاول علتہ واحد
کے قبیل سے ہین لیکن یہ امر راجح اور آئل ہے طرف مبدء فیاض جل جلالہ عم نوالہ کیونکہ باعث
ہے فضیلت شخصی آپ مین حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویہ نوعیتہ مذکورہ کے
پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات وتعمقات معقول مین پڑین میری سمجھ مین تغلیطاً للمفتہ
وتحقیقاً للشرافتہ نسبت براہین نقلیہ کے جو کہ بحق ہم جملہ اہل اسلام کے زاید از سد سکندری
ہین اوسکی طرف کیون نہ رجوع کرین جسکی طرف جا بجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلف اور نیز کلیات اصول

نہیں ثابت ہیں جو اس امر کے مناشی ہیں جو موجود ہیں کچھ اوسکی مختصر تشریح کیجاتی
ہے چنانچہ اسکیطرف صاف اشارہ ہے طرف سے بعض محققین اہل معقول کے بھی بلکہ
صراحتہ ہے جیسا کہ یہ عبارت حاشیہ مولوی محمد مبین لکھنوی مرحوم کی ہے اوپر اس قول فما

لیوطلح الشی میرزاہد جلالیہ کے والقسم الآخر من الواسطة فی الثبوت وہو ما یکون فیہ کلا ہما
متصفان بالذات فالبحث عنہ فی الفن لا یکون اذا کان ذلک الواسطة مساویۃ لذیہا
پس ظاہر ہے کہ مانحن فیہ میں واسطہ اور صاحب واسطہ یعنی علت اور معلول یعنی ذات
اقدس آنحضرت صلعم اور ذوات دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام دربارہ اتصاف بوصف
نفس نبوت بطور افراد نوع واحد لا کلام متساوی الاقدام ہیں بسبب جعل جاعل حقیقی جلشانہ
اول کل کائنات موجودات سب پر فیاض حقیقی حضرت ذو الجلال والاکرام کے مگر بطور تجوز
تجوز اطلاق لفظ واسطہ یعنی علت اور مراد اوس سے صرف سبب ہو اصلی کہ اگرچہ جمیع
علل اور معلولات ممکنہ اور اسباب اور مسببات بیش قدرت حضرت حق مطلق جلشانہ بلا
تفصیل برابر ہیں کہ سبحانہ انکی حسب ارادہ حقیقی اپنے جسکو چاہے پیرایہ علت عطا فرماوے
اور جسکو چاہے کسوت معلول بلا استحقاق ذاتی اور اصلی اوسکی کے مگر یہاں پیرایہ علیۃ
نبوت ذات اقدس آنحضرت صلعم کو بسبب معلولیتہ دیگر انبیاء مقدس کے بعلت مخالفت
اور معارضہ نصوص قطعیہ قرآنی اور اخبار نبویہ اور اخبار دال اطلاعی انبیاء سابقہ جیسا
کہ دلائل مذکورہ میں ہو چکا جب درست نہیں ہے تو سوای سببیتہ اور مسببیتہ مذکورہ کے جسکا
منشاء خواص تخصیصیہ مذکورہ ہیں جو ثابت ہیں منصوص قرآنی و اخبار وغیرہ اصول سے
مانند خصیصہ خاتم النبیین اور کلیم اور خلیل اور خلیفہ لقب آدمی اور داؤدی اور عبدیتکو
اور مسیح اور روح وغیرہ القاب مخصوصہ انبیاء علیہم السلام کہ جسمیں ہرگز ہرگز دخل رای
کسی ذی رای کا نہیں ہے کہ از قبیل اعجاب کل ذی رای برایہ ہے جو مردود شرعی مع کرجب
اس خبر مذکور کے اور لا بد للاطلاق الشرعی من لا من الشرعی مسئلہ اصول مجمع علیہا کے

لہذا تاویل مذکور ہر ضرور ہوئی مگر ٹھیک وہی تقریر اس عاجز کاتب الحروف کی ہے جو سادہ
ہے تکلفات و تعمقات فن معقول سے بروش شرعی جو گذری حلوا رسیدہ و اور پالودہ غیر
آلودہ بلا غبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جلشانہ جو مفضل منعام ہے نسبت افراد انبیاء
کی فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الآیۃ پس شرافت ہا
مخصوصہ با فراد مخصوصہ از قبیل تمایز اوصاف و عوارض مشخصہ مخصوصہ ہیں نہ لوازم ماہیۃ
ہیں جیسا کہ مشرح مدلل مبین ہوچکا فقط اگر یہہ عذر کیا جاوے کہ نبوت محتاج نزول
وحی نہیں بلکہ عکس ہوسکتا ہے اسواسطے کہ نبوت منجملہ کمال علمی کے ہے اور وحی از قبیل
معلوم ہے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار وغیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
پس کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اوپر کمال علمی کے پس جاننا چاہیئے
کہ یہ عذر محض خیال اور وہم ہے اسلئے کہ مبنی اعتراض کا ظاہر احادیث ہے کنت نبیا
وآدم بین الماء والطین اور روایۃ لمنجدل بین ترابہ اور امثال اسکی ہم مضمون اور
روایات سو یہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالم ارواح ہے جو حکایت ہے استعداد
اور تہیا وصف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالیہ منصا عدہ اور کا منہ ہے بہ نسبت
اس مرتبہ سافلہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب ستہ مشہورہ کے نزدیک صوفیہ کرام کے
کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیتہ استعداد مذکور سے
جو منزلہ تجلی عنہ ہے بلکہ اس سے ابھی بانا تر ہے صرف خانہ علم الہی جلشانہ میں کہ
جس جگہ کچھ تفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
ہے پس حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے نحن الآخرون السابقون یعنی
میں متصف تھا ساتھ اس وصف نبوت کے پیشتر اس خمیر اور سرشت اور قالب
آدم سے جو تو طیہ اور پیدا ظہور ارواح ہے عالم اشباح میں یعنی مراد اس سے
اظہار از تقدیری ہے جو مقدم ہے امر تکوینی اور ایجادی پر واسطہ ازالہ اوہام باطلہ

دربارہ مسئلہ بدا کی جو مزاحم و مخالف ہے مسئلہ تقدیری کو جو سابقہ ازل ہے کیونکہ اول
مرتبہ ظہور ارواح ایسے ہی خمیر آب و گل مذکور ہے نہ مراد ہے اس سے یعنی نبوت حضرت آدم اور
اور انبیاء اولاد آدم سے اوس عالم میں یا عالم ظہور میں اور تخصیص نبوت آپکی کے جو صادر
ہوئی حدیث مقدس میں وہ بنا بر اظہار شرف رتبہ عالیہ اپنی کے ہے اور دلالت اوپر
افراد باقیہ انبیاء کے پس اگرچہ باعتبار ظہور در عالم اشباح بطور ترتیب سلسلہ زمانی متاخر
ہے کہ اس سلسلہ کا انتہا آخر ہی میں شرفا ہے مگر باعتبار ان مراتب کے تقدم ہے کہ
اوس سلسلہ کا شرف تقدم میں ہے جو ما قبل زمان حادث ہے جو منتجلی ماضی و مستقبل
ہے اور حال کہ وہ نزدیک حکماء حد فاصل ہے بین الماضی والمستقبل جہاں ان احکام
و نشان ہی نہیں جو مراد ہے لتسرمد سے اور لسان شرع سے معتبر بدہر ہے چنانچہ
حدیث ہے لا تسبوا الدہر انا الدہر اقلب اللیل والنہار اس ہی معنی میں ہے پس
واضح ہوگیا کہ مآل حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اور حدیث نحن الآخرون
السابقون واحد ہے جو مراد ہے ثبوت نبوۃ واسطی ہر فرد نبی کے اور اظہار شرف
واسطی اشرف الانبیاء کے علیہ وعلیہم السلام اور جہاں بیش ہر رتبہ حضرت علم کے مرتبہ نبوۃ
جو کہ مراد از علم رکھا گیا اور مرتبہ وحی یعنی موحی جو مراد از معلوم کیا گیا برابر تجلی اور منکشف
ہے اگر تفصیل ہے تو مراتب وجودی میں بطور تقدم ذاتی ہے سو وہ بھی موقوف ہے
اور بلحاظ حضرت وجود حقیقی کے بطور لو علی تغایر اعتباری کے کہ علم ذاتہ بذاتہ لا لغیرہ
ہو الدقلانیعی بہر سادگی مطلق ہے کہ وہاں رسائی ہے نہیں نہ بیر نرہ پر مار سکی نہ گرد
گرد سکے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎ چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ؛ ما بیا نزا ... جنگ شد
چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ؛ موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد ؛ گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست ؛
ماہیان را با یبوست جنگہاست ؛ چون بہ بیرنگی رسی کان داشتی ؛ موسی و فرعون دارند آشتی
[illegible] اس قسم کے علوم کا کرنا از قبیل تعمیق و تخلیط ہے جو کہ واسطہ

خلاصہ مناصب کے دیا قسم کا ذریعہ ہے سوا اسکی اور کیا تصور کیا جاوے بالمشافہ
سوا اس قسم کی تدقیق بھی مجبوری اور بے محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور رتبہ نہیں بلکہ یہ
مخصوص ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال
علمی مذکور کے مرتبہ ارہاص میں تا مدت عمر شریف چہل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب
عالم ارواح تھا بدون نزول وحی کے جو از قبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی نہوے اور نہ مشہور ہوے ساتھ اس لقب جلیل اور نہ
کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بمبعوث الی الخلق ہوسکے اور نہ مؤید بمعجزات ہوسکے
اور اور لوازم نبوت ما درا اسکی اگرچہ صدور بعض آثار خوارق مرتبہ ارہاصیہ ہوا
مانند کلام سلام حجر وغیرہ اور اگرچہ موجود رہے بشارت حقہ آیۂ مبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشعر ہے مرتبہ جسکا تیدی (?) مگر مرتبہ تجلی عند ظہور (?)
کے ظہور نہوئی تا وقتیکہ نزول وحی نہوئی چنانچہ یہ آیۂ شریفہ دال ہے کان الناس امۃ واحدۃ
فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین اس واسطے کہ لفظ فا دو واسطے تعقیب تفریع کے ہے
ہویدا ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا بعد بعثت ہوا جس پر موقوف تھا اگرچہ بعض
مفسرین نے ہونا آدم ہونکا ایک روش پر قبل بعثت انبیا مبشرین و منذرین سے مراد کہا
ہے قبل بعثت نوح علیہ السلام سے سو اختلاف تفسیر مذکور مانع استدلال نہیں۔ اور جاننا چاہئے
کہ افراد مستعدہ متنوع بدو نوع ہوتی ہے ایک معروضہ بعوارض یعنی محجوبہ بالعوائق ممنوعہ بموانع
اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محجوبہ غیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق
موافق اس حدیث شریف کے لو کان بعدی نبی لکان عمر اور شاہد اس حدیث کے
لو عاش ابراہیم لکان نبیا کہ جو بعض بلسان شرع شریف بصدیقین میں قولہ تم
الصدیقین والشہدا والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی صدیق وہ ہے کہ کاشف اسرار نبوت
اور اسکی تفویض کیا جاوے تو بخوبی انجام دے اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمر

اور حضرت سیدنا صاحبزادہ کی بوجہ عدم القاب و خطاب صریح صدیق کے نسبت انکی عمل
مین آئی بخلاف حضرت صدیق اکبر کے کہ خود لقب صدیق سے دیا کہ جسکی یہ مضمون ہر دو حدیث
مذکور خود التعریف ہے۔ قسم دوسری افراد مذکورہ مانند سایر حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام
یعنی یہ قسم افراد مذکورہ محجوب و معروض و ممنوع موقت ہین کہ وہ وقت معتبر لوقت ارہاص
ہی اور قسم دوسری افراد مذکورہ محجوب و ممنوع و معروض موبد ہین جو کہ غیر معتبر مرتبہ ارہاص
ہین سلئی کہ ارہاص حالی ہے فعلیتہ مرتبہ سی اور غیر ارہاص غیر حالی ہے۔ فافہم
پس خوب روشن ہو گیا اس تقریر و تدقیق سے کہ یہ ظہور کمال علمی کو بالضرور موقوف ہی نزول
وحی کی اس عالم تکلیف اور امتحان مین ہی کہ محل ارسال رسل اور انزال کتب موجود او رہا
سیاق ہے حدیث شریف سارسل الیکم رسلی جو کہ بمنزلہ سند مسند ہی یعنی مقصدر ہی یا ماٰول
بالمصدر مانند قولہ تعالیٰ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورا حجاب کہ جو موقوف ہی
حصول معلوم کو جو موحی بصیغہ مفعول ہے یعنی کمال علمی کے ظہور سی حصول معلوم ہوتا ہے
فافہم یعنی کمال علمی جو نبوت ہے اور اوسکی ظہور کا نام جو وحی ہے سے حصول معلوم ہوتا ہی
جو کہ موحی ہے یعنی نفس وجود کمال علمی جو ظاہر ہونیوالا ہے اور بروحی ہے کے جو سبب ظہور ہی
موقوف نہین مگر ظہور اوسکا جو عین مقصود ہے وہ بالضرور اور بروحی کے موقوف ہی تا کہ
کمال حقیقی مذکور ظاہر ہو کہ صورت موحی معلوم بکسر حائی مع اطلاق ظہور کا اور وحی کے از قبیل اطلاق
سبب ہے اور مسبب کے فافہم بالفہم الاکمل و الاتم توقف ظہور النبوۃ علی الوحی لاستحصال
الوحی التی ہو المعلوم الذی ہو الاحکام و الاوصاف الالٰہیۃ والاخبار الماضیۃ والاٰتیۃ
والقصص الذی ہو اجزاء القرآن واقسامہ واللہ اعلم پس ہرچند درین مقام در خاطر فقیر رنجیدہ
ریختہ و پختہ بہ تجنبہ غنیمت کہ اطلاق وراسطہ فی العروض سراسر مبائن مطلب اہل مطلب ہے
اسواسطے کہ یہ مقتضی ہے تعدد رسالت و نبوۃ کو اور مطلب اصلی تعدد خود اتم ہی جو نہی
ہے اور تعدد و تکثر رسالت و نبوۃ سے کہ مثل مشہور آنکی کی خرد انستا یا لاتش نبود افتا

یا لان گرگ خر را در ربود یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہیں او رعکس لی
دلیل حاصل کیجاوے تو مدعا حاصل نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل او رذی ظل یعنی اصل اور
عکس جو کہ بطور مرایا مناظر ہے اوسمیں سوای وجود واحد کے وجود ہی نہیں بلکہ ذی عکس کو
او رذی ظل کو اوس کسوت ظل کی یا عکس میں تنزل کیا ہی بطور سیر لوہ اپنی کے او رنیز قبح اوکی بھی
کے اور وہ متحرک ساتھ تحرک ذی عکس و رذی ظل کے یا کسی محل بینے نہ از خود اور درحقیقت
وجود میں مستقل کا تو قایل ہے کوئی نہیں کہ شرک لازم آتا ہے لہذا علما ظواہر تک بھی مثل
میر زاہد وغیرہ کی قایل ہوی کہ وجود واحد موجود متعدد بلکہ یہہ مرتبہ واسطہ فی العروض
واسطہ علت اول حضرت ہویۃ مطلقہ حقہ کی درحقیقت عقلاً ثابت ہو سکتا ہے کہ وہان
کچھہ خرابی لازم نہیں آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی امور کی اذن شرعی لازم ہے
بخلاف سلسلہ تجلیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب یا نور آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
عکوس انمیں ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہویا اور ما سوای اسکی اجسام شفیقہ پانی وغیرہ
سو محض از قبیل رہو کہ بیجو قولہ ثم صرح ہمہ دمن فوار یہ ہے جو کہ منشا ر تقریر بعض الافاضل
بل لا ماجدو الا ماثل ہو گیا ہے لیس الا مر لبس او ر باقی ہوس فقط واللہ اعلم سنوان مباحث
کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر خلط مبحث اچھا نہیں فقط یون تو پہر موافق اپنی اصطلاح
کے آدمی جو کچھہ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب بہی تو مطلب تصوف کا اگرچہ بلفظ مصطلحہ
کو بہی سا لفظ ہو تا کہ نہ جاوی اور مخالف نہو جاوی مسایل شرعیہ ظاہریہ کو کہ انمین
درحقیقت اختلاف نہیں آل کار شریعت اور تصوف ایک ہی ہے ایک ہی ہونا چاہیے
تو پہر بہی اگر لفظ واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہویۃ مطلقہ ہو گی جو علت اول اور
حقیقی ہے نہ کہ ذات السرور عالم صلعم جیسا کہ تحقیق کیا گیا واللہ اعلم سجانا چاہیے کہ اثر
نور آفتاب جسکو ظل کر تعبیر کیا قرآن شریف میں اور اوسپر شمس کو دلیل گردانا وہ اثر جوی
اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظل امر مقطوع بہ ہے صریح منصوص نص قرآنی سے اور

اعتبار یہ عدمیہ میں سے نہیں اور وجود ظلی ہونا اسکا اگرچہ وجود حقیقی مگر ثابت بالنص
المذکور ہے **قولہ تعالیٰ** الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا
ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا۔ اور علی ہذا القیاس عکوس مرایا مناظر کہ جسکا وجود اجرام صیقلیہ
کے ذریعہ سے بشرط مقابلہ اجرام کثیفہ حاصل ہوتا ہے ایسا ہی صریح منظل قرآنیہ کو تو نہیں لیکن قریب قریب [illegible]
اسکی طرح حدیث سے وہ بھی موجود ہے [illegible] کشفت عن ساقیہا کا
اور صریح مگر دھوکا دینے قصہ بلقیس میں نازل ہے کہ عکس ساق لجہ میں پایا گیا علی ہذا القیاس عکس نور
آفتاب آئینہ میں اور اسکا عکس کہ گیا اجرام کثیفہ پر اگرچہ بطور جزئی خاص تو منصوص مقطوع
نہیں معلوم ہوتا مگر بطور تمثیل مستطلع منیر اشتیں امر وجودی حسی ہے اور ظاہر ہے کہ وجود ظلی
اور وجود ذی ظل ہر دو وجود مستقل نہیں ہیں کیونکہ وجود ظل تابع ہے وجود ذی ظل کے
مگر ہر دو قسم وجود ہیں نہ امر عدمی اعتباری مانند امر اضافی اعتباری کے جیسا کہ بعض
حاشیہ اضافیہ سے وجود مذکور صریح منصوص مقطوع یہ ہیں یعنی ایک ذات ہے کہ جسکی شبیہ ہوتیہ
شخصیہ ظلی الوجود والتشخص علماء ظاہر اہل حق کے نزدیک وجود واحد موجود متعدد یعنی حضرات
صوفیہ شہودیہ کے نزدیک اور علماء ظواہر مذکور کے نزدیک بقدر مذکور اتفاق ہے الا حضرات
صوفیہ وجودیہ بعد اتفاق مذکور یعنی ترخ استقلال وجود کہ اسمیں سب متفق ہیں وہ قائل
ہیں وجود ظلی مذکور بطور متوہم الوجود کے نظرا بمعنی کہ ہرگاہ مخلوط بالعدم ہے گویا وہ معدوم
ہے بے ہی نہیں نہ بایں معنی کہ عدم محض ہے تا رائحہ وجود او نشمۃ الکون بھی نہیں اور مستریح
نہیں ہوا میں کہتا ہوں کہ اس میری تقریر سے محاکمہ درمیان صوفیہ وجودیہ اور صوفیہ
شہودیہ کے حاصل ہوگیا الحاصل وجود مستقل واحد اور موجود متعدد یعنی وجود واحد مستقل
در ضمن واجب واجب اور در ضمن ممکن ممکن ہے جاننا چاہئے کہ سلسلہ ممکنات میں جو اشرف موجودات
افراد حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ البتہ ضرور بلا شک نفس وجود بشری اور نیز
صنف مردی اور نفس و صفۃ نبوۃ میں ہمساوی الاقدام ہیں خواہ وجود اصلی خواہ وجود

اطلاق بہ نسبت کسی وجود کے بطور مشرب طائفہ صوفیہ مذکورہ تجویز کیا جاوے اس سبب سے چند امور
کا وقوع نہیں ہوا ورنہ یہ محل مطالب ہی کہ جو تساوی ہے مگر تفاضل ہو گری لیکن تساوی الاقدام
مذکور اور نیز خصائص ذاتی اور عوارض شخصیہ بموجب نص قرآنی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض
الآیۃ اور موافق اخبار و آثار اندریں باب سی قطعاً حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ
واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از قبیل حمل السیل قضیہ کیا ان ہیں اگرچہ منتورات ہی ظاہرا التمثیل عکوس شمعہ وغیرہ مانند کلیات
قسوسیہ وغیرہ جو امور مخصوصہ ہی میں نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد قرار داد
واسطہ فی العروض ہونے کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل مفقود ہیں یا وغیرہ منطبق
واللہ اعلم فقط اس بحث کے واسطے قسطاس واسطہ فی العروض اور ملکہ پر قضیہ معقولیہ
کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف قضیہ معقولیہ ہی چنانکہ اسکی تصریح اقوال کبار سی
کشاف اصطلاحات الفنون مذکور میں مرقوم ہی اور میری نزدیک البتہ یہ آیۃ شریف
قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا الآیۃ بذریعہ
حرف واو عاطفہ جو تابع اور متبوع متحد النسبۃ فی الحکم ہوتے ہیں یعنی ہر دو نور مجعول مستقل ہیں
خواہ بطور جعل مرکب خواہ بسیط اور بیضاوی رح نے اپنی تفسیر میں نور کو ضیاء سے عام کیا ہے
پس ہرگاہ اپنی عمومیت جنس میں بدون ضمن خصوصیت پا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود
ہے نہ عرضی الوجود و مستفاد الوجود پس نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور یہ اضافت
نور القمر اور ضیاء الشمس اضافت بیانیہ ہے مبالغتہ بعد قرار و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس
میں درحقیقت افراص ہیں جنیر نور و ضیاء میں اصلی کہ ہر دو قرص نکو زیادوں ضیاء اور نور
سفال محض ہیں فافہم پس تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نفس نور نبوۃ برابر
ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی شرف رتبہ اور افضلیت اور جو کچھ
اسمیں کیا کلام ہے بقول اللہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اس واسطہ فی العروض کا

[illegible]

صدق اور یرداۃ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ہرگز ہرگز نہیں فقد قال فی کشاف اصطلاحات
الفنون ان الظهور المطلق هو الضوء والخفاء المطلق هو الظلمة والمتوسط منهما الظل
یعنی مانند وقت فجر کے جو ظل متوسط ہے جنت میں ہوگا قوله لعله فی ظل ممدود دیکھو مسالم
الی ربک کیف مد الظل فیظلل - نظلال التحقیق اور درصورت جعل بسیط کے جو بمعنی خلق ہے اس
آیۂ منسرکہ میں لفظ ضیاء اور لفظ نور حال ہوگا نہ مجعول الیہ اور درصورت مجعول الیہ
کے یعنی مرکب کی بھی البلو جعل فی ان تو نہ ہوگا بلکہ جعل وصفی ہوگا مانند وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا
النهار معاشا کی اور مراد ضیاء سے تیزی اور زیادہ جلا اور نور سے نور کمتر کی یعنی
ورنہ وجہ دلیل باقی نہیں ہے فافہم اور اگرچہ شرح مواقف میں اس آیۂ شریفہ سے استدلال
کیا گیا ہے اوپر اس قضیہ معقولہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے بدینطور کہ نور القمر بالغیر ہے
بالذات نہیں مانند نور شمس کے جو ضیاء کر کے تعبیر ہے اور وہ غیر محقق نور قمر ضیاء آفتاب ہی
اول تو اس قضیۂ مذکورہ ہی میں تجوز ہے کہ لفظ ضیاء منصوص قرآنی کو نور کہا اور قطع نظر
اس سے تحقیق کشف بزدوی سے صریح یہ دونوں لفظ مترادف ہیں میں کہتا ہوں پھر مستفاد
کہنا کیا اسواسطے کہ مترادف مستقل ہوتی ہیں اگرچہ حق عبارت اور لفظ میں ہر دو مترادف
بذریعہ حرف عطف متغایر ہوسکتی ہیں یعنی کہا کہ مستقل ہو اور دوسرا غیر مستقل مگر حق معنی و مقاصد وجوہ
جس جگہ بیان ماہیتہ ہو جاوے گا جیسا کہ اس جگہ پر ہے وہاں ہر دو مترادف مستقل ہونگی یعنی ایک دوسرے سے
مستفاد نہیں مع تاہم فرق تعبیر لفظی ہی ہے تاہم النور بالضم سکونها وتعنیه هم الکیفیة العارضة للقمر والشمس علی الناظر اولا
المکشفة کالارض ومن خاصة ان یبصر المرئیات بسببه منجلیة منکشفة ولهذا قیل
فی تعریفه هو الظاهر بنفسه المظهر لغیره کذا فی کشف البزدوی فعلی هذا مرادف الضوء فظهر بس جب
اس تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ آیۂ مذکورہ میں نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور بموجب اس
آیۂ شریفہ کی میری نزدیک حمل بالحقیقہ صحیح ہے بالاستقلال بالمعنی والمراد نہ صرف بالالفاظ
والعبارات القمر نور مستقل لا مستفاد کما ان الشمس ضوء مستقل اور تفاوت مراتب مسلمہ

اور قوت اور نزاکت اور ضعف کا اختلاف بتقضای تحمل و ضرورت وغیرہ مصالح و قتیہ اور
امور حکمیہ مین قادح اصل مطلب اور مضر مقصد نہین ثم النور ہو الضوء بالحقیقۃ کما یفہم من
شرح اشراق الحکمۃ و قد یقال النور یختص بالمنیر بالواسطۃ و الضوء بالمضئ بالذات من
کشاف اصطلاحات الفنون لیس قول ضعیف ہے بدلالہ لفظ قد اور صیغہ مضارع تمریض
کے اور احتمال تنویع اور تشقیق کے نسبب انہون صیغہ تمریض کے شق اول مین فافہم ہر چند
خلاف اس تحقیق کے دستیابی کسی قول کی از قبیل خرط القتاد ہی مگر بہر حال در صورت تسلیم قضیہ
معقولیہ مذکورہ استدلال ساتھہ اوسکی اور پر صادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کیا اوپر ذات
مقدس جناب حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ منحصر ہوجانی وصف نبوت کی بالکلیہ ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مین فتدبر **قسطاس پنجاہ و ششم** جاننا چاہئی کہ ہرگاہ خصایل
شخصیہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے منصوص قطعیہ قرآنی و سم باخبار متواترہ
و مشاہیر و نیز باثار صحابہ کرام و اقوال تابعین کبار و حکایہ علماء اعلام و مشایخ عظام ظاہر
و باطنیہ صحیح علیہما بیش است بلکہ جمیع امم سابقہ مثل لقب کلیم العدد لقب مسیح و روح و خلیفہ وغیرہ
خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فرد وحد یکتای میدان خاتمیۃ من حیث التشخص قطعا خاتم
ہوا اور ساحت امکان سے مرتبہ فعلیتہ مین آیا نہ اور کسی کے واسطی اور وجود سند مین جو اثر
مذکور حضرت ابن عباس رض جو بانحن فیہ ہی اوسمین اس لقب کا کچھہ اثر بھی نہین اور یہ خصوصیتہ شخصی
موعود موثوق بوعدہ و اثقہ صادقہ حضرت حق مطلق جلت سطوتہ و عمت قدرتہ ہوئی گو تحت قدرت
حضرت قادر مطلق جل جلالہ بنظر نفس امکان داخل ہے بنظر اسکی کہ ہر ممتنع بالغیر جو وعدہ واثقہ
موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ مین سی ہے کردہ صادق الوعد کی صفتہ سی بکمال ذاتی متصف ہی
رہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ منجملہ ممکنات مین سے ہین بالغیر و ممکن بالذات
ہوتا ہے اور یہ بھی ضرور نہین کہ ہر ممکن کو خارج مین موجود ہو بسا ممکنات قطع نظر ممتنع بالغیر
ہونے سے فی انفسہا کبھی موجود بوجود خارجی نہین ہوتی خواہ متعلق بواجب ہون خواہ متعلق

بمکنات مانند بعض افعال ممکنات مثلاً بعض حرکت معینہ بحیثیت مخصوصہ یا وصف امکان صدور
کبھی بھی صادر نہیں ہوتی اسواسطے فعلیت اوسکی نسبت واجب نہیں بخلاف واجب کی مثلاً
تحریک بکستان بہ نسبت زید بن زید اور ممکنات مانند غیر مراد الوجود با رادۃ اللہ مع
فانہم لیس حسب عادہ صادقہ موصوفہ مذکورہ توجیہ قدرت اللہ تعالی بجانب فرد دیگر یعنی نظیر حضرت
خاتم النبیین صلعم حالاً ومآلاً حقیقۃً واضافۃً واسماً وصفاً واعتباراً نظراً بالخبر المذکور بالذات
بالضرور ممتنع ہے اگرچہ فرضیہ معقولیہ فرضیہ اعتباریہ ہو مگر تاہم اوسکا اطلاق شرعی نہونا جائز شرعی
ہے ہرگز عقیدہ اسلام نہیں ہو سکتا قطع نظر اس سے کہ جو اور دلائل ہے اس باب میں قریب چالیس
مشحون ہیں پس امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین صلعم ہے جیسا کہ حقیقۃً واسماً بالخبر المذکور
جو وعدہ الٰہی جل شانہ ہے موجب کریمہ ان اللہ لا یخلف المیعاد عقیدہ اسلام ہے ویسا ہی اضافۃً
واعتباراً بھی عقیدہ اسلام جانا چاہیے کیونکہ منشاء اضافت واعتبار عقلی لقب شرعی میں ناروا
ہے مثلاً واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا کی آیت میں موسی خلیلا پڑھنا جاوی حالانکہ بنظر نفس مطلب علی درج
مطلب میں کم بخصوصیت لقب مذکور ہرگز درست نہیں اور نماز قطعاً فاسد ہوگی بموجب روایت مذہب
کے اور معتبر کے بسبب تغیر مراد کی گو لفظ قرآنی دونوں میں نافہم اسماً ووصفاً اور یہ التعجب ہے
ہر گاہ نفس نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم میں شرکت اور قسمت بوجہ امتناع بالخبر المذکور ناروا ہے
ویسا ہی خاتمیت کا یکساں ہے حال ہی اور اوسمیں تفصیل ہرگز نہیں بلکہ اگر بنظر غائر دیکھی تو
حضرت خاتم النبیین صلعم کی نبوت کو وصف خاتمیت من جمیع الوجوہ اوصاف مخصوصہ خاصہ مختصہ
لازمہ غیر منفکہ حسب عادہ موعودہ مذکورہ ایسا پیوند جان ہے کہ دخل واسمہ تغیر ہرگز نہیں پس
اونمین کسیطرح شرکت اور قسمت درست نہیں اور اعتبار اور فرض تو ایسے مقام میں کوئی چیز ہی
نہیں کہ خود بالوجود ہے یعنی اگر اعتبار کیا تو معتبر ہوا نکیا تو نہوا اور یہ وصف خاتمیت اگر اعتبار
ہی رہا ہی مگر معتبر لو قطعاً بیشتر یعنی قطعی الوجود بوجود خارجی ہونا ضرور ہے لازم آتا ہی جو
منشاء شرکت اور قسمت نبوۃ خاتمیۃ ہے پس لہذا نبوت اور خاتمیت ایسی چیز نہیں جو لعبۃ المتولی

ہنوز معاذ السرشتہ اوسکو کعب علیا اور ید طولیٰ اور باع قصوی بعنایت الٰہی و اعانت باری
جلشانہ حاصل ہے جولانی مقال اس میدان میں بحث بالغزی اور بخیری ہی فافہم بالفہم
الاتم فاعتبروا یا اولی الالباب ولا تحتبر کا فی ہذا الباب **فسطاس تجادونہم** خلاصہ تقریر لکھ لیا
درباره امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین سراج منیر بشیر نذیر صلعم - ظاہر ہے کہ وجود باجود
حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم منجملہ سلسلہ ممکنات مخلوقات سے ہے بموجب **قولہ تعالیٰ**
قل انما انا البشر مثلکم الآیۃ وغیرہ اخبار و آثار بے شمار و اجماع عام و خاص بلا تکرار اور مضمون
مثلیۃ افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیۃ سی کہ متحد
الحقایق اور متمیز الشخصیۃ ہوتی ہیں پس ہر ممکن بالذات بالضرور تحت قدرۃ واجب بالذات
مطلق ہے من حیث القادریۃ و من حیث المقدوریۃ تو ہر گاہ گوشہ امکان سے جو کوئی ایک
فرد ساحت فعلیۃ میں حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر منجملہ
افراد ممکنہ بہی بالضرور داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور بہی جو کہ ساحت فعلیۃ
مین جب ارادہ آیا تہا از قبیل ممتنع بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر الممکن ممکن مسلم
الثبوت ہے پس امتناع بالغیر بہ نسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الٰہی جلشانہ متوجہ نہیں ہوا
ثابت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی بہی قایم ہے کریمہ اولم یروا ان الذی
خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلیٰ وہو الخلاق العلیم - عدم تذکرہ لفظ و ما بینہما
کا اکتفا کیا گیا اوپر تذکرہ اوسکی کے اور آیات مین چنانچہ ضمیر مذکر جو لفظ ہم ہے مثلہم مین
دال ہی اوپر ذوی العقول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج جسمین ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم داخل ہے کریمہ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم
فیما لا تعلمون اور کریمہ ولم یعی بخلقہن دفع کرتا ہے واہمہ اور وسوسہ تسلیب قوت کو قدرت
مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کریمہ ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم دفع کرتا ہی واہمہ
اور وسوسہ عدم تحفظ کو بعد خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا تو کر دیا ایک دفعہ جون توں کر کے

اور قوت ساری ہی خرچ نہیں ہو گئی جو عاجز ہو جاوے پیدا ایسے مثل بگڑ سی مگر اب پیدا کرنا
نہیں چاہتا اسلئے کہ یہ شی سنبھل نہیں سکتا تھک گیا اور کیا پیدا کرے بس معلوم ہوا
کہ بارگاہ ذات حضرت حق تبارک وتعالیٰ وتقدس پاک ہی ایسی توہمات بیہودہ سے تو اب تنبیح
صحیح بلکہ بالبداہۃ بدلیہ وصریح حسب علم موعودہ جو منجملہ صفات الٰہیہ ہی کہ صادق الوعد ہے
نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ ولن یخلف اللہ وعدہ رسالہ جو
غیر ہے مخلوقات کا اسواسطے کہ صفات واجب واجب اور صفات ممکن ممکن ظاہری پڑتی ہی
غیر ہی جو مانع ہے کہ جسکی سبب سی نظیر ممتنع بالغیر ہو اہذا نظیر خاتم النبیین صلعم من حیث الخاتمیۃ جو
خاتمہ محققہ کیا بلکہ بمنزلہ داخل سنخ قوام حقیقۃ محمدیہ صلعم جو کہ منشا رہی عدم شرکت اوس علم
قسمت ابتدائی مذکورہ فی اکثر القساطیس کا ممتنع بالغیر ہے حقیقۃ واضافۃ شرعا وعقلا شرعا
تو ظاہر ہے فاما عقلا یہ کہ ایسی صادق القول سے صدور خلاف قول نا ممکن ہے فافہم لیس شان اس
عقیدہ کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور صدق کامل اوسکا جو رکن رکین عقاید جمیع انبیاء
ومرسلین وجمیع اہل اسلام ولہ عقیدہ ہے حاصل ہے بخلاف اوس عقیدہ کی جو مستلزم ہی فوت ہونی ایک
رکن کو ان دونوں رکنوں مذکورہ سی اور فوت نقیض ان دونوں کے کو یعنی با عجز خدا تعالیٰ
جلشانہ لازم آتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا الحمد للہ علی ذالک
ایک مدت دراز سا اہا سال ہے اس قسم کی تقریرات کو قید تحریر میں باسلوب بدیع مبرہن
بسراہین عقلی وشواہد نقلی مرکوز خاطر فاتر تہا سو لعنایت الٰہی جلشانہ یہ خلش رفع ہو گئی فقط
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال میں کہتا ہوں بڑا تعجب ہے کہ یہ سب صاحب یعنی صاحب عبارت
دافع الوسواس وغیرہ اور صاحب حزب المسلمین نصر المؤمنین فی رد قول الجاہلین باوجود قائل ہونے
صرف امکان نظیر آنحضرت صلعم کے نظر بالذات کی نہ فعلیۃ اوسکی کے بوجہ امتناع بالغیر شیئا اوسکی
کے جو وعدہ الٰہی جلشانہ ہی جو منجملہ صفات الٰہی ہے اور وہ واجب ہے نہ بوجہ امتناع بالذات
کی اور وہ نظیر مطلقا عن قید الاضافۃ والاعتبار بلا تفصیل اسلئے کہ کوئی دلیل قاطع ہم نہیں ہو ئی اوپر

تخصیص اضافہ کی فعلیتہ مین بلکہ علی العموم والشمول للحقیقۃ والقیاً اللاضافۃ والاعتبار بہر قایل
ہونا پڑتا ہے جو وجود خواتم ستہ کی فعلیت مین اگر صرف بالاضافۃ والاعتبار ہی ہو باطل ہے القناف
شرط ہے پس ساقط ہو گیا اور باطل یہ کہنا اونکا کہ جایز ہے کہ خواتم ستہ بالاضافہ موجودہ
بالفعلیتہ ہون بالاضافۃ اسلئی کہ یہ عقیدہ منجر ہوتا ہے طرف وجود خواتم ستہ کی بالفعل
جو نظیر آنحضرت صلعم ہین ولو اضافۃ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم بالفعل اعنی بالوقوع ممتنع ہے
ولو اضافۃ کیونکہ مناقض صریح ہے فتفکر غایتہ الفکر واللہ اعلم

قسطاس ششم

متعلق تقریر مشہور نور افشانی آئینہ جاننا چاہئے یہہ شبہہ کہ اور انبیا علیہم السلام رسول
اللہ صلعم سی فیض حاصل کر کی اپنی اپنی امتون تک پہونچاتی ہین بیچ مین واسطہ ہین مستقل بالذات
نہین کوئی کمال ذاتی یہ نہین رکھتے ہین بلکہ ظل و عکس محض ہی ہے یہہ بعینہ مثل نور افشانی آئینہ کی
ہے جو واسطہ ہی آفتاب اور اوسکی دہوپ مین جسکی شعاع اور وسیلہ سی اون مواضع پر
جو آفتاب کی مقابل نہین ہین پہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو ہمارے ہی رسول مقبول ہین
اگر اور انبیا مین کمال نبوت آیا ہی تو جناب ختمی کی طرف سی آیا ہے فقط بطور ظل کے
جاننا چاہئے کہ یہہ مثال آئینہ اور نور افشانی اوسکی بعینہ اثبات مطلب واسطہ فی
العروض ہے حسب مزعوم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جسکا استیصال کامل بتقاریر متنوعہ
رنگا رنگ عقلاً و نقلاً اکثر قسطاس مین مذکور ہے کہ بتصریحہا یہہ مطلب واسطہ فی العروض ذات
آنحضرت صلعم پر صادق نہین آتا اور نہ اس مسئلہ کا کچھہ اور مطلب ہے تو وہ معلوم ہو جاتا اگر
ہمکو بہی منظور رہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام نہو مانند مطلب واسطہ فی العروض کے تو ہمارا
کچھہ حرج نہین بلکہ جو کچھہ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلئی کہ خلاف فی افراد خواتم
اونکا وہ باطل ہے مگر باینہمہ چند ایراد وہ جو وارد ہوتی ہین متعلق القول عنکو ذکر ہوتی ہین
مثلاً ہرگاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ٹہری تو کیا معنی کہ
سلسلہ ممکنات مین بالذات عبارت ہی جوہر متنبہ سی کہ جسکی شان یہ ہے کہ معروضیہ اور موصوفیت

اوسکو حاصل ہوتی ہے بلا وساطت کسی غیر ممکن کے بخلاف عرضیہ کے کہ وہ محتاج ہوتا ہے
اپنے اتصاف کا ساتھہ کسی ممکن کے محصول الکلام یہ ہے کہ اوسکو قیام بنفسہ ہے بلحوظ
امکان نہ وجوب اور اسکو یعنی عرض کو قیام بغیرہ ہے جو وہ غیر جوہر ہے لیکر ز امکان
نہ وجوب پس معنی موصوف بالذات یہ ہین کہ وصف اوسکی ساتھہ قایم ہے یعنی مرتبہ
ذاتیہ اوسکو حاصل ہے نہ عرضیہ جو وہ محتاج اور منتظر ہے قایم ہونے کو کسی اور ممکن کے
ساتھہ پس جو موصوف بالعرضیہ ہے یعنی مرتبہ عرضیہ حاصل ہے بخلاف واسطہ فی العروض
کے اسواسطی کہ بعد متحقق ہونے کسی وصف کے اوسکی ذات مین بعد حصول مرتبہ ذاتیہ مذکورہ
کے فیض رسان ہو کسی اور ذات ممکن کو پس ہرگاہ یہہ دو قید اسمین زاید ہوئین تو پہر یہہ
اطلاق کہ آپکی ذات مقدس صلعم واسطہ فی العروض ہے اور موصوف بالذات سے
فضول ہے کہ ظاہر ہے اور جانا جانے بلکہ اگر مشتبہ ہو ساتہہ مطلب واسطہ فی الثبوت
کے تو مضایقہ نہین نہ کہ عین واسطہ فی الثبوت ہے اسواسطی کہ اوسمین مطلب علتہ
و معلول ہے اور یہ مطلب سبب او مسبب ہے اسلیے کہ واسطہ فی الثبوت مین علتہ اور
معلول مشترک ہوتے ہین وصف مین مگر علتہ بالاصالتہ اور معلول بالتبعیتہ بخلاف مثال
نور افشانی مذکور کے کہ امور الیتہ مین سے ہے اسواسطی کہ مثل ہے بمثال آسلیے کہ مثل
ناودان فرض کہ پس قیاس مقتضی تہا کہ جیسا معنی جوہریتہ کے نسبت وصف نبوۃ ذات
مقدس رسول مقبول صلعم بہ نسبت وصف نبوت دیگر انبیا علیہم السلام ثابت ہے ایسے ہی
معنی عرضیتہ نسبت وصف نبوت دیگر انبیا علیہم السلام حاصل ہو موافق اس تحقیق کے یعنی اونکے
مین قایمیہ بغیرہ بوساطت کسی اور ممکن کے ہو یعنی نبوت اونکی قایم ہوی ساتھہ نبوت
رسول اللہ صلعم کے اور شبہہ قیام المعنی بالمعنی کا یعنی قیام نبوت اور انبیا کا ساتھہ
نبوت آنحضرت صلعم کے مثل قیام سرعتہ اور بطوء کے ساتھہ حرکت کے کہ یہ سب معنی
ہین ہر طرف ہے بخلاف واسطہ فی العروض کے کہ اوسمین ایک ہی وصف ہے جو حقیقتہ

بالذات بھی اور بالعرض بھی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض بھی ہو کا ہے سے مگر متعارف
شایع ذائع ہو گیا ہے اسلیے کہ مقتضای جوہر تنبیہ یہ تھا کہ دو وصف ہوں ایک وصف
متعلق بجوہر اور دوسرا متعلق بالعرض پس ذوات حضرات دیگر انبیا علیہم السلام کو نہ قابل
وصف موصوفیت و معروضیت رکھا نہ قابل وصف عرضیت رکھا بلکہ ایک امور آلیہ میں سے بموجب
مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراد نظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کر دیا
مثل ناودان فیض کے واسطے آمدہ کی پس بموجب اسکی تو فی الجملہ آمدہ ہی زیادہ مستفید
رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آلیہ کو حصول وصف میں کچھ شرکت نہیں بلکہ بنظر
غایر تر سلیم مشتبہ ساتھ مطلب واسطہ فی الثبوت بھی نہیں متحقق رہے سلب کامل بھی
نہیں چہ جاکہ واسطہ فی العروض اور فی الثبوت پس حسب مزعوم اور انبیا میں نہ کوئی کمال
ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرات دیگر انبیا علیہم السلام کمالات مستقل بالذات
ہیں اور تفاوت مراتب بالتخصص و خاص اور چیز ہے بموجب قول حق سبحانہ و تبارک ۔
تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض الآية اى فضلنا بعضهم على بعض بخصائص وراء اصل الرسالة ۱۲
من خلاصة التفاسير ۱۲ بان خصصناه بمنقبة ليست لغيره منهم ۱۲ بيضاوى - بالخصائص وراء
الرسالة لاستوائهم فيها كالمؤمنين يستوون فى صفة الايمان و يتفاوتون فى الطاعات ۱۲ مدارک
مگر ہاں یہ امر بالضرور ہے کہ بعد توجہ کمال وحی کے بالاستقلال جو کچھ نصیبہ اور حصہ نفس وجود
میں یا حصول صفات زایدہ میں مثل نبوت وغیرہ نسبت انبیا اور ولایت اور قربیت نسبت
اولیاء اللہ اور ملائکہ مقربین و کروبین سکان خطایر قدس بموجب لولاک لما اظهرت الربوبية
وہ سب پرتو ذات سرور فتر افراد وجود ہی کا ہے اسمیں کچھ شک نہیں پس واسطہ اس مطلب
کے ایراد مثال جو اسطہ فی العروض مصطلح میں انہیں جو مورث وحشت اہل اسلام ہے علی الخصوص
مثال آئینہ وغیرہ بیجا ہے بقول شاعر ۞ اے ذات تو سرور فتر افراد وجود ہم سر بود و نبود
را نبودی تو نبود ۱۲ صحیح ہے و الا پھر وہ ہی خرابی لازم آتی ہیں کہ ذات دیگر انبیا علیہ السلام

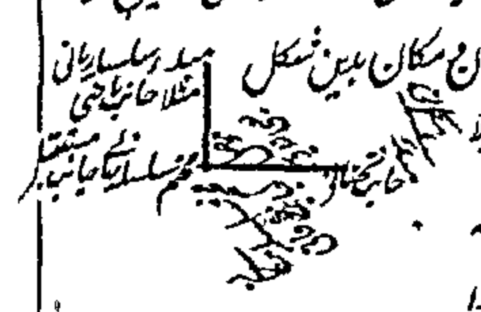
فاقد اللیاقتہ معدوم اللیاقتہ کیا بلکہ ممتنع اللیاقتہ عن الاوصاف الفاضلہ ہو ہی جاتی
ہیں کمال ذاتی تو درکنار کمال عرضی سے بہی محروم ہوئی جاتی ہے اور پہر دیے ہوتا تہا
کے جو کہ مکتسب ہے بلفظ تشبیہ سے جو واقع ہی فقرہ فیہ نبی کنبی کم اشر مذکور ہیں یہ از قبیل ولوج
الجمل فی سم الخیاط ہے امر تشبیہی امور صفتیہ ہیں سے ہے جو قایم بذوات ہوتے ہیں
نہ امور الیتہ ہیں سے جسکی یہ شان نہیں محض آلہ ہے قیاس مرتجل بہی تو نہیں ہو سکتا
گو علاقہ تشبیہ ہنو مگر لیاقت تشبیہ تو رکہتا ہو بخلاف امر آلی کی کہ اس قابل ہی نہیں
پہر اس تشبیہ پر سوائی فائدہ لی فائدگی کے اور کوئی ثمرہ مترتب نہیں اور اس نو زافشانی
سے عقل ہیچ آئینہ ارشش جہت حیران ہوتی ہے فقط واللہ اعلم آن ا سقدر امر مسلم
خاص و عام لا کلام ہی کہ آپکی رسالت او بعثتہ کی عموم ہیں بہ نسبت تمام انبیاء مرسلین
بہی کچہہ شک نہیں بطور امر کلی ہر ایک کیطرف انبیاء اور غیر انبیاء آپ مرسل ہیں چنانچہ
سلف نی اسکا اقرار اپنی تصانیف و تو الیف ہیں کیا ہے مگر با اینہمہ فیض رسالت و
نبوت مستقل اونکی کے قایل ہوئی اور مضمون واسطۃ فی العروض کے نسبت اس باب
ہیں کوئی قایل نہیں ہوا ایس واضح ہو کہ یہی مطلب عموم رسالت و عموم بعثتہ کا اور
نبوت مطلقہ کا موافق منطوق واجب الوثوق کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس
الایتہ ہی یہ ہی عین مطلب نصوص قرآن و اخبار متواترہ و مشاہیر ہی اور اس ہی
اجماع و اتفاق سب کا ہی اور میں کہتا ہوں کہ بلکہ اگر یہ مثال فیض شعشانی نور
افشانی آئینہ اور فیض ناوزانی اور روشندانی وغیرہ بطور تقطیعات رہوے غیرہ
جو کچہہ تعبیر کیا جاوی اور پر بادی غیر حقیقی کے جو سادہ ہی منصب نبوت سی مانند علماء ربانی
امتہ اور اولیاء صدیقین و صالحین و شہداء و حفاظ و عرفاء جنسی فیض ظاہری و باطنی
روحانی وہبی و کسبی البتہ ہی منطبق کیا جاوی تو زیبا ہے کیونکہ یہ اشخاص بمنزلہ امور
آلیتہ مانند ملائکہ جارحہ تدابیر تقادیر الہیہ کر تعبیر کئی جاسکتی ہیں نہ انبیاء و مرسلین جو بعض

منصب نبوت ہوت شریک ہین اولیتہ واولویۃ افراد اوپر چیز ہے اور مغایرت افراد اوپر چیز ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے علی قدر المراتب ہر ایک جزئی خاص سب ہی ہین کچھہ انحصار جن و انس ملک پر نہین تمام مخلوقات عالم شہود و مو الید ثلثہ کیا اور عالم غیب جنت و حور و قصور و عالم برزخ مستفید ہین اسلیئے کہ صورت وجود خود ہر ایک نے لطفیل آنحضرت صلعم ہی پائی ہے فقط والسر اعلم وعلمہ اتم واحکم الحذر الحذر قسطاس شقصت ویکم دہوکا نہوکہ خاتم امر اضافی ہے لیے مضاف الیہ کی تحقق نہین ہوسکتا سو جسقدر مضاف الیہ ہونگی اوسیقدر افزائش ہوگی مانند بادشاہت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزائش اوسکی افزائش و عظمت اور ترقی موقوف ہے ہان کوئی نادان آج کل کے بوتن کو دیکہکر دہوکا کہاوی اور کہی کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہین ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاتمیتہ اور انبیاء کی محتاج نہین اوسکی ترقی اور افزائش کیلئے کثرت انبیاء ضرور نہین فقط اسواسطہ کہ لفظ خاتم وارد کلام الشریف مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہہ امر مسلم ہے کہ جسقدر مضاف الیہ انبیاء ہونگے اوسیقدر افزائش عظمت متصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتہہ کوئی بہی اوس زمان نہین ہوا برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا مین ہون یا طبقات سافلہ مین یا سب طبقات مین ہون نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو صرف ترقی ہو طرف ایجاد خواتم کے واسطی ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزائش مذکور کے جسکی خود کلام شہید مین صراحتہ ہے اس فقرہ مین کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہین یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحتہ ہے اوس فقرہ مین نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے کہ ترقی اور افزائش ہے درصورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ اوسمین قلت ظاہر ہی جو

مخالف ہے مقصود مذکور کو جو کثرت ہے بلکہ بمعنی قسطاس ہی مع ششم میں سابقا تکثیر
افراد امت کو بھی جو مبلغین ہے بصیغہ مفعول عوام امت میں سے ہیں اس عظمت اور شان
نبوی میں دخیل کیا ہو جب اس حدیث شریف کی تناکحوا توالدوا تکاثروا فانی اباہی
بکم الامم مگر خاتمیت مطلقہ جو ایک معنی بسیط ہیں اور مصداق اوسکا ذات خاتم النبیین ہے
صلعم کر وہ موصوف اور معروض ہے اوسکو اس تکثیر اور تفضل سے کچھ علاقہ نہیں لہذا ایک
فرد واحد اوسکا ذات محمدی صلعم مصداق اور موصوف اور معروض ہے یہہ مطلب بھی وہاں
مذکور کیا بس ثابت ہوئی معنی خاتم الانبیاء کی نہ معنی خاتم الخاتمین کے لیے جاری ضرور ہی کہ کثرت
مضاف الیہ جو ایک امر مطلوب ہے وہ بر تقدیر خاتم الخاتمین کے مقصود ہی یا بر تقدیر خاتم النبیین
کے کیونکہ خاتم تو خواتم ستہ ہی ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تیرا بنا ہیں کہ جسکی کثرت
وجود میں کچھ شبہہ ہی نہیں اور نہ کچھ تردد اور باعتبار کثرت کیفی اور کمی کے کچھ موازنہ
کرسکے ایک طرز کے طفل تسلی کیجادی تو وہ موقوف ہے اوپر ثبوت شرعی کے سو وہ
کہاں بس خاتمیت ایجاد کی اپنی طرف سے برخلاف رضا شارع بغیر وجود کسی منشا
شرعی کے داخل ہے تحت وعید حدیث شریف لا تطرونی اطرا کما اطرت النصاری عیسی
بن مریم اس سے کچھ کم نہیں قریب قریب ہے یعنی آنحضرت صلعم کو اپنی مدح وہاں تک
خوش آویگی جو خلاف شرع ہوگی حالانکہ یہ امر تو دراصل دراصل مدح نہیں جیسا کہ ظاہر
ہو چکا اگرچہ بزعم مداحین ہے اس ہی لحاظ سے ہم حدیث لا تطرونی اطرا الخ لائی
اور لفظا ہر ابزاد مثال میں اگر لفظ شہنشاہ بجائے لفظ بادشاہ مندرج تقریر فہیم ہا شتبا
ہو تو زیادہ تر چسپاں ہو مگر اس سے چنداں مطلب ہمارا متعلق نہیں بس اب یہ شبہہ بھی
اس تقریر سے برطرف ہو گیا کہ تعجب آتا ہی آج کل کے مسلمانوں سے کہ کس تشدد سے
تناتموں سے اور خود زمینوں سے انکار کرلے ہیں اور ماننے والوں کی تکفیر کرتے ہیں
ملکوں لے ناک ور الونکو ناکو کہا معطا جانا چاہئے کہ قضیہ برعکس ہے یعنی اثبات خواتم ستہ

مین کسقدر تشدد کرتے ہین حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہین کرتے حسب ایک کہ قابل
تکفیر ہووے اور نہ انکار زمینون کا کرتے ہین البتہ اختلاف ہی اتصال طبقات مین ہو
اوسکا نام انکار نہین یہہ اختلاف متوارث ہے سالفا عن سالف اگرچہ بترجیح ہے
خلو بین الطبقات کو سو یہہ تکفیر اوسپر موقوف نہین چنانچہ بعض قسطاس مین مذکور ہو چکا اور
نہ وہی کسی کی تکہہ نال کیطرف لحاظ کرتے ہین اور نہ اونکا کام اتہام ہے نسبت
کسیکی مگر بموجب کریمہ وذکر فان الذکری تنفع المومنین بطور موعظتہ حسنہ بلیغہ وانکشاف
اظہار کرکے موافق کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن اور نیز فاصدع بما تؤمر جیسیتہ للتسری
المعہدہ ہوتی ہین فقط والسلام علی من اتبع الہدی واسلم المحذر الحذر قسطاس شصت و دوم
اگر یہ شبہہ کیا جاوی کہ سلسلہ نبوت مشتمل بر دو سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ
زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت
اور لحوق ہے جو عبارت ہی ماضی او مستقبل سے تو بدایت سلسلہ نبوت بدین اعتبار
جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی سے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے
یعنی طبقہ ارض علیا تک تا کہ یہہ امر صادق آوی کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم
حقیقی کے ختم ہووی جیسیکہ یہان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ
زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اوپر ختم ہوا اور غایت اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق
زمانی اور ساق مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہو کر
موجب شکل مثلثی ہون تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمین و زمان حاصل
ہو فقط پس جاننا چاہیی کہ یہ شبہہ بدینطور برطرف ہے کہ ہرگاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم ہر طرح
پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہو تو پہر واسطہ وجود خواتم ستہ کی گنجایش نرہی کہ
ظاہر ہے یہان کے سلسلہ کے بہی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل
ہے اور وہان کے سلسلہ کے بہی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی گو نہ

خاتم رہی یعنی خاتم مکانی و ہم خاتم زمانی تو واسطے اور کی گنجائش کہاں اور مثلثہا
ترکیب مثلث مذکور ایسی دو امر سے ہوئی یعنی زمان اور مکان سے کہ ان میں
نسبت عموم خصوص مطلق ہے اور وجود زمان بغیر وجود مکان ممکن بخلاف العکس پس
بموجب شبہہ مذکور سلسلہ مکانی جو عبارت ہے امر تحتانی فوقانی سے معلوم ہوا کہ بغیر زمانی
موجود نہوا اور سلسلہ زمانی جو عبارت ہے ماضی اور مستقبل سے وہ بغیر مکان پایا گیا
ورنہ وجود مسافین مذکورین مستقل نہیں ہو سکتا کہ جنکو جدا گانہ مقابل فرض کیا گیا
اور خلاف مفروض باطل ہے والا یہہ کہنا چاہئے کہ مثلث مذکور ایسا مثلث ہے
کہ جسکی تین ساق ہیں ہر دو سلسلہ مذکورین یعنی سلسلہ تحتانی فوقانی میں جو مراد ہے
مکان سے اور نیز سلسلہ ماضی اور مستقبل میں جو مراد ہے زمان سے یعنی ایک مثلث
کامل مشتمل بر دو ساق در سلسلہ مکانی اور ایک ساق در سلسلہ زمانی بدلیل نسبت
مذکورہ یعنی عموم خصوص مطلق فیما بین زمان و مکان بدین شکل



اور تنہا شرف خاتمیت میں سلسلہ مکانی کو استقلالا
دخل ہے اگرچہ تبعا مزید مفید ہی بخلاف سلسلہ
زمانی کے وہ اس باب میں مستقل ہے لہذا
ملقب بنی آخر الزمان ہوا کہ جسکی طرف اشارہ ہے حدیث شریف نحن الاخرون السابقون
میں خصوص حدیث استجارہ جو مشتمل ہے اوپر سلسلہ ترتیب زمانی کے بتذکرہ تمثیل نماز
ظہر و عصر و غروب اور امثال اسکی جو کلام نبوی صلعم میں اس باب میں شائع و ذائع
ہے از قبیل اخبار یکون فی آخر الزمان اور حدیث بعثت انا والساعۃ کہاتین
واشار بالسبابہ والوسطی اسمیں بھی اشارہ ہے طرف زمان کے بلکہ قریب الصراحۃ
اگر یوں کہیں تو صراحۃ ہی ہے اور نہ ملقب ہوتی بہ لقب نبی آخر المکان اور نظر بریں
امر ہے کہ زمان محض اور آخذ شرف نبوت آنحضرت صلعم زائد تر ہے بہ نسبت مکان

ہے اور وجود باجود سر دفتر افراد وجود سے زمان ومکان کو کیا بلکہ کون ومکان کو
شرف حاصل ہوا اور کریمہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بشارت زمانی
ہے نہ مکانی یعنی آوی بعد زمان میری کی نہ یہہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ تصریح
سلسلہ ساق مکانی میں لحاظ فوق وتحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے
ہوا اور معنی تحت کی شکل کہیں بسبب خطوط متساوی المسافۃ خارجہ از مرکز تا منتہی پیرہ
ہر جانب متصور ہے یعنی ہر ہر نقطہ منتہی خط میں استعداد اور لیاقت تحت ہونی کی اور فوق
ہونی کی رکہتا ہے بسبب اسکی کہ ما بہ التحت و ما بہ الفوق ہر ہر نقطہ ہے اور جبکہ ظاہر
ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہیں پس سوای
ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہیں ہوسکتی اور استحالہ تداخل ساقین علاوہ
برین ہے ہرگاہ یہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی
کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل میں ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کی
اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اوس حرکت کے لئے کوئی مقصود
اور غایت بھی خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہئے کہ وہ حرکت وہاں ختم ہوا اور وہ مراد ہوئی
نقطہ ذات محمدی ہے صلعم جو کہ موصل ٹھہرا ہر دو ساق زمانی اور مکانی کا بمنزلہ زاویہ کے
اور قاعدہ اس مثلث کا ظاہر نہیں معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے تو کچھ بحث
نہیں ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچا اوسکا موصل تک
یعنی اوس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلعم ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق
مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ تحرک ضرور نہیں وضع ترتیب نقطات
اسکہ مندرجہ سلسلہ مکانی کے اس ہیئۃ کذائی پر بطور امر ابتدائی کے سرزہی سے
بدین طرز واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچی تو رفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی امر کیجا
ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطی اوسکی ثابت ہوتے ہیں یعنی مکان

جو کہ لسان سے او سکی سکون ہے متحرک ہوا جاتا ہے اور اگر امر آنی ہے اور
دفعی تو یہ تو صریح مخالف ہے لفظ شروع کو یعنی سلسلہ نبی کی جانب سے شروع ہوا
اور آخر تک جو کہ نقطہ ذات محمدی ہے صلعم وسیر ختم ہوا اور یہ تمامتر خواتم مجامع خاتم
حقیقی ہونی چاہئیں حالانکہ اضافی کا متقدم ہونا حقیقی سے ضرور ہے پس صاف
ہو گیا ہوا کہ متحرک ہی اور حرکت لوازم زمان سے ہے تو استحالہ لزوم سکون المطلق
مالیس بالسکون اصلا لازم آیا اور ظاہر ہے کہ ہو ما بالسکون ہے ما بالحرکۃ نہیں
اور ما بالحرکتہ ہے ما بالسکون نہیں پس ایسی بات اختیار نکرنی چاہئے کہ جس سے تبدیل
ماہیات متباینہ لازم آوے اور خواہ مخواہ للہ ضرورۃ پڑی کہ بسبب حصول مقصود
اصلی و اعظم نقطہ ذات محمدی صلعم کے وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی پس معلوم ہوا
کہ اصل اعتبار اس باب میں شرف زمان ہی ہے اگرچہ شرف مکان بھی اوسکو
ہو گیا ہے پس مثلث ایک ہی ساق پر یعنی ساق زمانی پر قایم رہ گیا پس مثال
مثلث بر محل نہیں ہے فلہذا ذات محمدی صلعم ملقب بلقب نبی آخر الزمان ہوئی نہ ملقب
بلقب آخر المکان بلکہ یہ عذر بیجا ہے کہ وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی اور تقریر
شبہہ مذکور سے متبادر کیا بلکہ مستحسن ظاہر یہ وہ ایک ہی حرکت مفہوم ہوتی ہے جہات
متعددہ اور غایات متکثرہ نہیں مفہوم ہوتی اور بالفرض اگر مبادی اور جہات اور
غایات متعددہ ہوں سوای جہت سلسلہ زمانی نبوت کے واسطہ اور امور مستحدثہ
زمانی کے تو اوس سے عذر کرنا ساتھ ایسی استحالہ کے کہ وہ حرکت مبدل بسکون
ہوئی نہایت ہی محل ہے اور سخت محال ہرگاہ کہ وہ حرکت جو ایک ہی تھی ساکن ہو گئی
تو انقراض زمان لازم آیا اور حالانکہ جریان زمان ہے اور اگر عذر یہی کیا جاوے
تو یہ بطور کیا جاوے مضایقہ نہیں کہ آخر زمان سے آخریتہ حقیقی مراد نہیں کہ بعد اسکی
کمال خیر زمان باقی نہ رہے اور معہذا اگر معنی اس عبارت کے کہ زمانہ ایک حرکت ارادہ

خداوندی ہی یہ ہیں کہ زمانہ ایک امر متحرک ہے اور پیدا ہے بارادہ خداوندی
تو مہا دا اگر اطلاق حرکت اور پیدا رادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصد اور حرکت نفی چاہیے
نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیال سے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
کہ مراد معنی سابق ہی ہونگی ایسا ہی کیا اندیشہ ہے کہ ایسے معنی مراد ہوں آخر
خاصلا نہ شبہہ ہیں نہ عوام کے تھا شاید یہ عبارت محمول بغلطی کاتب یا سبقت قلمی ہے
یا عجلت جو بالعمد تحریر ہے اور یہ تقریر اور نیز ہر دو معنی مکان کے درست اور حسبت ہی
معنی متعارف جو خارج ہیں نظر عوام میں ہیں اور نیز معنی مصطلح اہل علم متکلمین رحمہم اللہ
اور حکما یعنی سطح باطن اور بمعنی بعد مجرد کیونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہیں بخلاف
زمان کے کہ وہ متحرک ہے فقط واللہ اعلم وعلمہ احسن وارزن واحکم راقم الحروف

قسطاس شصت و سوئم اگر یہ شبہہ وارد ہو کہ کمال نبوت کو کی امر بسیط نہیں
بدلیل اس حدیث شریف کی الرؤیا جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ اور مثل دیگر
ساتھ کمال کے جو امور کثیرہ پر موقوف ہے مثل حصول کمال بسبب تنبیہ اجتماعی اعضاء
ضروریہ علیٰ ہذا القیاس حصول کمال نبوت بھی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کمالات
کے ہوتا ہے تو یہ شبہہ بنظور برکران ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت
سے مجاز نہ حقیقتہ کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیئیس ۲۳ سال ہی باعتبار
زمان حیات شریف اور زمان رویا صالحہ جو کہ بردار نبوت اور مبادی نبوت تھا
وہ چھ ماہ رہا جیسا کہ اس بارہ حدیث شریف تم جا را لحق مثل فلق الصبح ہیں کہ نزاد
روس سے وحی تھے دلالتہ صریح ہے اور چھ ماہ کو نسبت ساتھ تیئیس ۲۳ سال کے
نسبت حصہ چھیالیسویں ۴۶ کے ہے جیسا کہ یہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ سے حضرت استاذی
شہرہ آفاق حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ سے سنی ہیں وہ اصل تحفہ ہے کمال

نبوت نہیں بلکہ تجزی زمان نبوت سے ہے جو ظرف ہے کمال نبوت کا اوس سے
کمالات اصلی کو کچھ آسیب نہیں جیسا کہ صفت تکوین قدیم کو اپنی متعلقات تکوینیہ حادثہ
سے کچھ تلوث نہیں نہ ہنستا یعنی آفتاب کہ علویات اور قاذورات سے کچھ متاثر نہین
علی ہذا القیاس صفت کلام قدیم کو جو کلام نفسی ہے کسوت الفاظ محدثات سے جو کلام
لفظی ہے کچھ آلودگی نہین اگر تجزی کلام اللہ کی سیپارہ کر کے تعبیر کیجاتی ہے تو باعتبار ان
امور مستحدثہ کے ہے مجازاً نہ حقیقت جو کچھ کہ آلودگی اور شکستگی ہے نفسیہ اور حصہ
متعلقات کا ہے اوسی طرح تجزی نبوت سے لیفرض محال وہ مطلب اصلی جو منشا ہی تھا
ایجاد خواتم سے ہے مفروضہ کا پھر بھی تو دستیاب نہین ہو سکتا اصلی کہ خاتمیت مطلقہ کو
تو تجزی نہین ثابت ہوتا اس حدیث شریف سے بھی بدلیل اسکی کہ اوسمین خاتمیت
کا کچھ تذکرہ بھی نہین اور حالانکہ خاتم اور کوئی ہے ہی نہین سوای ذات فرد واحد کے
صلعم جیسا کہ قسطا سون سالقہ مین مشرح مدلل ہو چکا اور یہہ فقرہ از قبیل فقرہ حدیث
شریف الایمان بضع وسبعون شعبۃ افضلہا قول لا الہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی
عن الطریق ہے اور امثال اسکی حدیث الحیاء شعبۃ من الایمان و قولہ تعالی ایکم زادتہ
ہذہ ایمانا اور حدیث فقد استکمل الایمان جو کہ مروی ہین کتاب الایمان صحیح بخاری مین
وغیرہ مین ایسکچہ آج مسئلہ نیا نہین جو کچھ تحقیق سے محدثین و فقہاء اور متکلمین محققین نے
یعنی نفس ایمان امر بسیط ہے یہہ سب امور مجازی ہین جو بیرایہ اجزا اعمال اور ماثور
مین تجزی پذیر ہین باعتبار متعلقات کے علی ہذا القیاس حدیث شریف لا ایمان من لا
امانۃ لہ اور لا ایمان لمن لا عہد لہ سے ظاہر ہے کہ عہد اور امانت عین ایمان نہین بلکہ اسکی
سلب سے سلب کمال ایمان ہے جو مراد ہے رونق سے جیسا کہ وارد ہے دربارہ
کمال ایمان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رض کے کہ اس سے سب ہی اہل علم واقف ہین
اور نیز الایمان والاسلام واحد بدلیل قولہ تعالی فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین

یعنی المومنین باعتبار مصداق کے بعض مواد میں نہ باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مفہوم
اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرضکہ یہ سب امور مذکور مجازی ہیں اسقدر
کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کاربراری نہیں ہوسکتی ہاں مگر یہ امر
مسلّم ہے کہ ہیئۃ اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہار متصور ہے اور ظاہر ہے
کہ سوابق اور لواحق شئے اور مبادی اور مقاطع اجزاء شئی مرکب ہی نہیں ہیں چہ
جائکہ اجزاء شئی بسیط ہوں کہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
ورالا درصورت ایمان صرف قول لا الہ الا اللہ بصدق واذعان کہ جس سے ایمان
منعقد ہوا کرتا ہے کہ جزو افضل ہے اور شعبہ اعلی بموجب حدیث شریف مذکور کے
بدون ایمان دیگر امور مذکور معلومہ منصوصہ کے معتبر ہوتا قابل نجات نہ ہوتا حالانکہ من
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مروی صحیح ہے مانند رسن بافتہ متشکل اجزاء کثیرہ کے
بدون ہیئۃ تالیفی اور ترکیبی کے درباره حصول مطلب قید اسپ وبیل وغیرہ ہرگز ہرگز
موثر ہو لیکن کسی جزو کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھتا
ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً درباره اصحاب بدر رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
کہ اطلاق حکم جو اونکی حق میں من حیث المجموع ہوا مثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر وغیرہ
جو روایات وارد صحاح میں علی ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ میں اوسکو اوسی ہیئۃ
پر ملحوظ رکھنا چاہئے نہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہئے الیاسنا اور ہمیشہ سے اسانذہ
سے رحمہم اللہ اجمعین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
ہوا کہ امر بسیط ہے مگر مقتضی ہے رونق اور بہار کو جو موقوف ہے اوپر تکمل شعبہ ہای
ایمان کے جو کہ مقصود ہیں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت کی نہ داخل
قوام ایمان میں بخلاف رویا صالحہ کہ نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

مبادی ہے کہ جزئیت فئے سے بمراحل دور ہے اور اگر کہا جاوے کہ ایمان ذو اجزاء
ہے اور قول لا الٰہ الا اللہ جزو اشرف بمنزلہ کل ہے حکماً مثل سر کی بہ نسبت دیگر اعضاء
کے چنانچہ اطلاق متعارف ہے یک راس گاو اور مراد ہوتا ہے ایک گاو نہ سر گاو اس
ہی سبب سے یہ مسئلہ جزئیت حقیقیہ ہے کہ اگر سر جانور قطع کیا جاوے تو حکم تصویر سے
خارج ہو جاوے اسواسطے کہ بدون سر کے حیات جانور ناممکن ہے علی ہذا القیاس
جس عضو کی قطع سے مثلاً کل شکم از حیات باقی نہ رہے تو وہ غالباً بحکم کل ہے مطلب
جواب اسکا یہ ہے کہ ایمان جو کہ مراد ہے اذعان سے وہ امر اعتقادی معنی بسیط ہے
اگرچہ مؤمن بہ ذو اجزاء ہوں کچھ ضرر نہیں اور قول لسان جو کہ بیان تعبیر ما فی الضمیر ہے
وہ اوسکا مرکب ہے خارج میں واسطے اظہار اور احساس دوسروں کے باعتبار امور محسوسہ
خارجیہ کے خارج میں بنا بر مزید تشئید کے اور واسطے ازالہ شبہہ مخفی کے اور راس گاو
و تصویر وغیرہ امور مذکورہ امور محسوسہ ہیں خارج میں قیاس مع الفارق کے قبیل
سے ہے اور یوں بطور قیاس شبہی کے جو عبارت ہے معقول کو محسوس کر دکھانا امر آخر
ہے اور مخیلی حقائق امور کی نسبت کچھ آسیب رسان ہرگز نہیں ہو سکتی ظاہر ہے
اور مسلم ہے۔ المحذور الحذر

وسواس ششصد و چہارم

اور بعد ازیں بیشتر تصریح
ہو چکی ہے کہ متعلقات کے آثار و احکام جو بطور قوالب اور پیرایہ جات بنسبت امر بسیط
کے ہیں ہرگز آسیب رسان نہیں اور بالفرض اگر اس قسم کا کا ہی ما ہی لحاظ بھی ہوتا ہی
تو امر اعتباری ہوتا ہے کہ محل حقیقت میں لغو جہاں حقیقت مطلوب ہوتی ہے محض بیکار
اور مضمحل ہوتا ہے جیسا کہ ما نحن فیہ ہے فقط اور لفظ کمال نبوت مندرجہ عبارت تمہید
دو حال سے خالی نہیں یا از قبیل اضافت بیانیہ ہے کہ جسکا مآل یہ ہے کہ نفس نبوت
او عین نبوت جو منجملہ کمالات ہے یا از قبیل اضافت صفت جانب موصوف ہے کہ جسکی
تقدیر نبوت کاملہ ہے بہر تقدیر صورت یا صفتہ موضحہ کاشفہ کے قبیل سے ہے۔ انتہی ملخصاً

سو لظاہر عقل اضیر مخدوش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہین لفس انداز نبوت سے جس میزان
پر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الّا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ تعالیٰ
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یہ بسبب کمالات منضمہ کے ہے جو اصل قوام نفس ماہیۃ
نبوت مین داخل نہین ہیں امر آخر ہے یہ از قبیل سوابق لہم اور لواحق لہم ہے پس بہر
حال شق اول یعنی صفحہ موضحہ مراد ہے محصول الکلام یعنی ہر نبوت فی نفسہ کامل ہی عالی
ہے نہ ناقص جو منجملہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات تا ل ہر دو معنی واحد ہی پس
حاصل مطلب یہ ہوا کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امر بسیط ہے تجزی پذیر نہین
فی نفسہ یعنی اصل سنخ قوام ماہیۃ مین گو باعتبار کسی امر خارجی کے جو کہ دخیل ہین متعلقہ
مین بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ ازدیاد رونق اور بہار اور ترقی اوسکے
کے تجزی تجویز کرکے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیجاوے مگر رؤیا صالحہ تو اس
مطلب سے بمراحل و منازل دور ہین کیونکہ از قبیل مبادی ہین اونکا تو دخل ہی
نہین اس قسم کی تجزی مذکور مین پس تجزی رؤیا صالحہ سے تجزی نبوت ہرگز لازم نہین
آتی اور حالانکہ تجزی رؤیا صالحہ بھی دراصل نہین بلکہ تجزی زمان رؤیا صالحہ ہی
اور تجزی خاتمیۃ تو کہان جو چوتھے درجہ مین ہے کیونکہ اول درجہ تجزی زمان
دوئم تجزی رؤیا صالحہ سوئم تجزی نبوت چہارم تجزی خاتمیۃ اور قطع نظر اس
سے غرض تجزی نبوت سے تعدد اور تکثر انبیاء اتا اور تعدد انبیاء سے تعدد خواتم جو
مطلب اہل استمداد ہے سو بالفرض بفرض محال بصورت تسلیم تجزی نبوت تجزی
خاتمیۃ جو حسب مزعوم اونکی مستلزم اور مستوجب ہے تعدد خاتمیۃ اور تکثر خواتم
کو بنظر اسکی کہ آخر ذکر نبوت خاتمیۃ کا ہے تب بھی ایسا حصول محال ہے بموجب آیت
ولا یبل کوئی بعد جیلایل کے جو از ابتدا تا انتہا ازکو ہو چکی کہ رشتہ سلسلہ سلاطین [illegible] ہی تو ویران [illegible]
ہرگز کوئی زرہ عقلی بھی کبھی انبیا کثیر ہو تو خاتمیہ کثیر ہوا [illegible] الا السلام [illegible]

قسطاس شبہت و تجہم جاتا ہے کہ ہرگاہ یہ امر ثابت ہو چکا کہ در صورت اثبات
خاتمیہ اضافیہ ہستی اور شرکت فی النبوۃ الحقیقیہ یا قسمت ابتدائی فی النبوۃ جو مسلم
شرکت مذکور ہے فی الجملہ لازم آتا ہے کیونکہ یہ خاتمیت جو اہم تر اعتباری عدمی امر ہے
اسواسطے کہ فرد حقیقی خاتم ایک ہی ہے اور فرد حقیقی کا ایک ہی ہونا مسلم النبوت ہے بخلاف
نبوت کی کہ افراد انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا وجود امر تحقیقی ہے اور افراد کثیرہ متحقق بالوجود
اونکی مسلم ہیں اور جبکہ خاتمیہ امور لاحقہ لحقہ میں سے ہے گو وسمین شرکت اضافی ہے بہی
مگر وہ بہی بہ نسبت ذات خاتمیہ حقیقیہ کے غیر ثابت الاصل امر نا مشروع ہے جو بالفعل ناگوار
ہے مگر لزوم شرکت نبوت آنحضرت صلعم کہ جو امر مسلم الامتناع ہے و بعض افراد جو اہم ست
متحقق الوجود بالوجود العینی الخارجی اوسکا کیا علاج کیا جاوے جو خلاف عقیدہ اسلام ہے لیکن
اعتبار اور اضافتہ جو محل ہو حقیقہ نبوۃ مسلمہ یا شرکت کو تجویز اوسکی بلفظ بالفرض جو بمعنی تقدیر
ہے یا بمعنی تجویز عقلی ہے بے اعتبار محض ہے اور اگر صرف بمعنی فرض محال ہے تو ارباب عقائد
جو کہ ہر طرح امور متحققہ سے ایسی فرض سے اجتناب فرض ہے ایسی محل میں کار برآری نہیں ہو سکتی
کیونکہ میزان نظر صحیح میں لائق یا فسردگی ہرگز نہیں اسلئی کہ بعد ظہور نبوۃ حضرت نبی آخر الزمان صلعم
کہ جنکا یہ وصف خاص ہے جو بمعنی خاتم النبیین ہے اور دونوں وصف مذکور وارد قرآن و حدیث
ہیں لاحق وصف نبوۃ حقیقی ہے بطور حقیقت کے نہ بطور اضافت کی اور وہ زمان نبوت مذکورہ
دراصل ایک ہی زمان ہے ہاں اگر تفصیل ملحوظ ہے تو بلحاظ ۲۳ سال حیات شریف بعد بعثت
اور تا قیام قیامت زمان بعد وفات شریف تو مضائقہ نہیں مگر یہ شبہ کہ اگر اور نیا نبی
پیدا ہو خواہ ۲۳ سال مذکورہ میں خواہ بعد اوسکی قیامت تک تب بہی آپکی خاتمیہ میں فرق نہ آویگا
بالکل لغو اور پوچ ہے قطع نظر خاتمیہ سے جو امر لاحق ہے استحالہ شرکت فی النبوۃ یا قسمت
ابتدائی مذکورہ ہمراہ وجود نبی حقیقی کے در حقیقت بالتفصیل مذکورہ یعنی ۲۳ سال مذکورہ یا
مابعد اوسکی تا قیامت لازم آتی ہے اور اگر نیا نبی نہیں تو وہ خاتم اعتباری اور اضافی

بہی نہیں مانند حضرت عیسی اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اسواسطے کہ ایسا وجود اونکا
موروث نشئت مذکورہ اور قسمت مذکورہ نہیں ورنہ تعریف خاتم اضافی مانع نہیں رہتی اسواسطے
کہ کوئی شے لوازم اور خصایص یگانہ سے ہرگز پیراستہ نہیں ہوسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
لوازم کی پیراستگی سے فائت نہیں ہونے دیتے اور چہوڑ نہیں سکتے اور سرگاہ کہ
یہ امر ہوا تو خواہ مخواہ جامع اور مانع ہونا چاہئے پس لغو ہوگئی تقریر عبارت دافع الوسواس
کے جو قایل ہوئی ہی صدق خاتمیۃ اضافیہ کو اوپر ذات حضرت عیسی علیہ السلام کے کیونکہ
وہ عبارت مذکورہ خود قایل شرطنی نبی کی ہوئی ہے تعریف خاتمیۃ اضافیہ میں اور
لزوم استحالہ خلاف قرارداد کا در صورت تسلیم خاتمیۃ اضافیہ حضرت عیسی علیہ السلام
خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد ازان بہر صورت علاوہ برین ہے اسلئی کہ قرارداد
خواتم ستہ ہے نہ خواتم سبعہ اور علی ہذا القیاس بموجب اس تحقیق کے یہہ شبہہ اس قسم کے
سب لغو اور پوچ ہیں مثلاً یہہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بہی باقی ہے پس اگر یہہ مراد ہے
ختم نبوت سے کہ بعد ظہور ختم نبوت یعنی بعد ظہور خاتم النبیین تب تو صحیح ہے مگر کچہہ مفید
مطلب نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ بعد اختتام نبوت تو غلط ہے اسلئی کہ یہہ
نبوت خاتمیۃ مستمر ہے تا قیام قیامت کیا بلکہ بعد دخول جنان بہی اوسکو اختتام نہیں
مگر یہہ امر مانحن فیہ سے لگاو نہیں رکہتا بخلاف امر اول کے کہ ظاہر ہے والا اگر انتہاء
نبوت مراد ہے جو ہم معنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہ سب امور خلاف عقیدۂ اسلام ہیں
اور اگر یہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت بوجود ظہور اس
نبوت خاتم حقیقی کے تمام ہوگئی یعنی اور کوئی نبی نیا نہیں ہوسکتا اور اور انبیاء قدیم میں
سے باوصف متصف ہونی اونکی کے ساتھہ وصف نبوۃ کے انتہاء احکام اونکی شریعت
کا جو عبارت ہے نسخ سے تو یہہ امر مسلم الثبوت ہے پس عکس مدعا اہل ادعا لازم آتا ہے
کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں لقا رزمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

دربارہ وجود خواتم ستہ کوئی علاقہ دینگا دمفید مطلب نہیں لہذا یہ سب امور زائد
بیچ ہیں اور یہ ایک مطلب جو بطور تکیہ کلام صادر ہوتا ہے واسطہ اثبات مطلب وجود
خواتم ستہ کی کہ یہ جس کہتی کہ آپ زمانہ میں اس زمین ہیں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں
کوئی نبی ہو تو وہ نبی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور سلسلہ نبوت آپ ہی
پر ختم ہوگا فقط یہہ اس تحقیق سے اور مثل اسکی سب بیخ برکندہ ہے اگرچہ فی نفسہ یہ تنبیہ دی
کہ سب انبیا آنحضرت صلعم کے طفیلی ہیں نہ بطور مطلب بلا واسطہ فی العروض کے کہ اوسکا ازالہ
کا حقہ قسطاس مستقلہ میں کیا گیا ہے مگر یہ فرض بطور امر شرعی بین البطلان ہیں کہ تمامہ
قسطاس اس ہی مضمون سے متعلق ہیں اگرچہ بطور فرض عقلی یعنی تجویز عقلی ہو سکتا ہو
وہ غیر معتبر ہے اور یہہ قول کہ یا آسمان میں کوئی نبی ہو بطا ہر استغراق ذیل البلاد
میں واقع ہوا ہے و یا مبالغتہ تو کچھ مضائقہ نہیں و الا اسکو تو لقوہ مما نستہ عقل جو عقل
ہے تجویز نہیں کر سکتی ما فہم **قسطاس شصت و ششم** دربارہ ازالہ ترہات عبارات
رسالہ موسوم السابلین بصفر المومنین فی رد قول الجاہلین تصریحًا و تعیینًا ہے جو عمدہ دلایل
اوسکی سے ہیں اگرچہ اور اقاویل باطل اوسکی حد فتوی صدر جہاں اوسکی ہیں کے اور قسطاس
میں اوسکی نقضا و عمومًا مستاصل ہیں عبارت سفر المومنین یہ ہے کہ ہم و اسطے طالبین حق اور دیگر
اہل علم کے کچھ تفصیل کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ النبیین میں لام استغراق
کے واسطے ہے تو آنحضرت صلعم خاتم جمیع طبقات کی ہونگی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہم نہیں
تسلیم کرتی بلکہ الف لام واسطے عہد کے ہے اور مراد النبیین سے وہ ہیں جو حضرت آدم سے
لیکر آنحضرت صلعم تک ہوئی اور اس ہی طبقہ کی یا میں تہی اور یہ اگرچہ ایک احتمال ہے
لیکن باعتبار علم اصول کے یہ بات بہت قوی ہے تلویح میں ہے الاصل ای الراجح ہو
العہد الخارجی لانہ حقیقۃ التعیین وکمال التمییز ثم الاستغراق اسے مستدل کو چاہیئے کہ
استغراق ثابت کرے اور مؤید اسکی ہے جو کتب سابقین میں مرقوم ہے اول الانبیا

قسطاس شصت و ششم

آدم علیہ السلام و آخرہم محمد صلعم فقط پس حضرت العباد شیخ محمد تھانوی کہتا ہے جاننا چاہیے
کہ اکثر تسلط ہو تھیں جیسوں تسلط اس سے ہی تو بعضوں میں اسکی جڑ کٹ گئی لیکن تاہم مختصر سنا چاہیے
کہ بعل تو الف لام خاتم النبیین میں استغراقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
ہی تو نبی ہیں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمیۃ الشئ لنفسہ لازم آتی ہے
اور مطلب اضافت لغو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین واقع فقرہ ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین آیتہ خاتمیتہ میں الف لام مذکور واسطے عہد کے نہیں بلکہ واسطے استغراق
کے ہے جسپر دلایل قطعیہ نصوص قاطعہ شاہد ہیں چنانچہ خود وہ دلیل جو ہو مطابق
مدعی اول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا محمد صلعم ہے وہ ہماری ہی مطلب کی موید ہے
اسواسطے کہ لفظ الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا بوجہ لازم آنے مصادرہ
علی المطلوب کے یعنی دعوی عین دلیل ہے کہ دعوی اور دلیل میں دونوں میں الف لام عہد کا
ہے اور یہ ضرور ہے کہ دلیل اجلی اور اوضح ہو دعوے سے یہ اولی امر ہے واسطے تغایر
ہمالگیری کے دعوی اور دلیل میں جو مانع ہو مصادرہ وغیرہ سے اسواسطے کہ عبارت
مذکورہ کتب عقاید میں کوئی ساختہ نہیں الف لام عہد پس ہر دو متساوی الاقدام
ہو کر متہافت ہیں پس متعین ہوا مانحن فیہ میں لام استغراق کا اور قطع نظر اس سے جو اور
استحالہ لازم آتے ہیں وہ علاوہ ہیں از انجملہ اگر مراد انبیاء طبقہ ارض علیا ہے ہوں تو
پھر طبقات سافلہ میں بشرط ضرورت انبیاء اول نبی جو آدم کر ملقب ہو کتب عقاید
میں یہی آدم طبقہ ارض علیا میں یا کوئی نبی نہیں یا اور کوئی نبی جو رافع ضرورہ ہو
اگر کوئی نہیں با وصف ضرورت کے تو یہ امر شنیع باطل ہے یا کار روائی اور عقل ہے
الی ھذا فی تحقیق صاحب تفسیر کبیر کی جو قول معتبر ہی ہو رہا ہیں چنانچہ تکمیل الایمان وغیرہ میں بھی چنانچہ
مطابقتیں [illegible] کو رد ہی تخصیص بعضہ کی۔ نہیں آیۃ کی ہو کا یہ عذر عام مخصوص تخصیص بعضہ نہیں [illegible]
ہے [illegible] کی [illegible] میں ضرورت سے علی [illegible] لا باس

عبارت مذکور سے بالکل برخلاف تصریح جمہور اہل حق کیا بلکہ اہل قبلہ ہے عقیدہ اسلام
نہیں پس قطعا متعذر پایا گیا عہد سے پس متعین ہوا استغراق فافہم ورنہ بعد قاب ہونے
کی بات ہے ازانجملہ مثلا حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ علی بنہ التیاس تصریحات جمہور مذکور
استغراق میں ہیں کوئی صراحۃ جعلیہ نہیں پائی جاتی اور بصورت عہد خلق طبقہ علیا پھر
ضرورت تھی آدم علیہ السلام ہونگی منجملہ خلق مذکور تو عہد در عہد بغیر تکرار حرف عہد بلا قرینہ
قویہ لازم آتا ہے اور یہ امر خلاف بنا ر اعتراض ہے یہ سب امور بین البطلان ہیں
ورنہ عام خلق طبقہ ارض علیا بنی آدم وغیرہ از قسم موالید ثلثہ مراد ہوگی سلمنا مفید
مطلب ہماری نہیں ہر گا بلکہ تحت رسالت موصوفہ مادرابنی آدم قطع لطف بنی الجان
سے تا غیر ذوی العقول طبقہ ارض علیا ہی تو جب رسالتہ موصوفہ پہونچی وہ داخل شرف
ہوئی پھر حیف ہے کہ اس شرف سے ذوی العقول طبقات سافلہ محروم رہیں اور پھر لفظ کافہ
کہ جو موضوع ہے واسطہ احاطہ تامہ کی کہ کوئی فرد اوسکی احاطہ سے فائت نہو کہ وہ جامع
ہے فوت ہونے سے ہر ایک فرد کو بلا تخصیص مس طبقہ ارض علیا کیا آخر ناس طبقات سافلیہ
میں ہی تو ہیں کیا ضرورت رہی ورنہ وہ لفظ کافہ ناقص ہوا جاتا ہے یا قلب موضوع لفظ
کافہ کا خلاف تمام اہل لغت و ہم اہل اصطلاح کے قائل ہونا چاہیے او تخصیص ناس دربارہ
رسالت کافہ باوجود دخول جنات کی اوسمیں اور شمول اونکی کے واسطے اظہار شرف
رتبہ ناس ہی محل مطلب نہیں پس یہ استدلال قطعا فاسد اور باطل ہے اور اگر خلق سے
فرد کامل یعنی بنی آدم جو اشرف الخلق ہیں مراد ہے تو کوئی وجہ تخصیص بنی آدم طبقہ ارض علیا
نہیں پائی جاتی او تخصیص ایسی ہوتی ہے جیسا **قولہ الخ** یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قل

یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض جو موکد سے
ساتھ لفظ جمیعا کے واسطے ازالہ اس قسم کے اوہام کے پس قطعا عموم ناس جمیع طبقات
مراد ہیں بالاتفاق سب کو شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء بحکم رسالت کافہ حسب انداز

پہر لفظ ام کی اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جسکی تمام
تمام انبیاء علیہم السلام بوجہ انتقام بدست خاتم النبیین صلعم سپرد کرینگی جو ظہور ہے
نقیضہ عامّہ کا جو شامل ہے کل افراد لائق الشفاعت کو بلا تخصیص امر دلیقہ علیہا صادق
نہیں ہے واسطے عموم نقیضہ کا کہ کے والا تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت
صغریٰ سے جو اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر
المراتب اور نیز واسطے امت محمدیہ کے خیال ہیں اونکی شفاعت سنگیری مثل علماء و شہداء
و صلحاء و حفاظ وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
آتی ہے پہر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطے کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار اولیٰ نہیں
ہیں اور یہہ شبہہ کہ ہرگاہ ہر ایک اپنی اپنی امت کے شفیع ہوئی تو پہر آنحضرت صلعم کی عموم
نقیضہ کیسی متصور ہو سکتی ہے بلکہ بطور زائل ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کسواسطے کہ ہر ایک فرد کے
ملاد واسطہ بیات شریف خود متکفل ہوں یہہ امر تو واسطے اپنی امت کی ہی نہیں مراد ہی
بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و شیوع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
انبیاء نے بہی یہہ رتبہ شفاعت واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہی معنی
اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہرگاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اولوالعزم دست
بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم اس جہالت غلطی سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلاینگی
پہر بعد گرہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امت کے جرائم مخصوصہ سے
بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلاوینگی پس یہ مطالب قرآن و حدیث سے قول قائلان
خصوصیت کی برخلاف ہے فافہم از انجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ یہ کلام
محل مدح اور ثناء اور افتخار میں صادر ہوئی ہے اثر اوسکا ظہور اور غایت اوسکا شفاعت کبریٰ
ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤوس الاشہاد در بسیر مجمع اولین و آخرین مخلوق تمامہ طبقات
گیا بلکہ ساری مخلوق خدا حاضر ہوگی پس لضرورت عہد حسب مزعوم زاعمین تخصیص

پھر علاوہ اسکے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جسکی تمام
تمام انبیاء علیہم السلام بوجہ القیام بدست خاتم النبیین صلعم سپرد کرینگی جو ظہور ہے
نقیضہ عامہ کا جو شامل ہے کل افراد لایق الشفاعت کو بلا تخصیص امر وطبقہ علیا سافل
تا نیچے ہے واسطے عموم نقیضہ کا کہ کے ورا تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت
صغریٰ سے جو امرا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر
المراتب اور نیز واسطہ امت محمدیہ کے خیال ہیں اونکی شفاعت سے کبری مثل علما و شہدا
وصلحاء وحفاظ وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
آتی ہے پھر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطے کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار و ہمیشا
نہیں اور یہہ شبہہ کہ ہرگاہ ہر ایک اپنی اپنی امت کے شفیع ہونگی تو پھر آنحضرت صلعم کی عموم
نقیضہ کیسی متصور ہوسکتی ہے بلکہ بطور زایل ہے کہ یہہ کچھ ضرور نہیں کسواسطے کہ ہر ایک فرد کے
ملاؤ واسطہ نجات شریف خود متکفل ہوں یہہ امر تو واسطے اپنی امت کی ہی نہیں مراد ہی
بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت دشیوع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
انبیاء نے بھی یہہ رتبہ شفاعت واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہی معنی
اور مطلب شفاعت کبری ہے یعنی ہرگاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اولوالعزم دست
بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم کس جالکہ غلطی سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلاینگی
پھر یوں گرہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امت کے جرائم مخصوصہ سے
بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلاوینگی پس یہہ مطلب قرآن وحدیث سے قول قائل کہ ان
نصوص تو اسکی برخلاف ہے فافہم از انجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ یہہ کلام
محل مدح اور ثنا اور افتخار میں صادر ہوئی ہے اثر او ظہور اور غایۃ اوسکا شفاعت کبری
ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤوس الاشہاد بر سر جمیع اولین و آخرین مخلوق تمامہ طبقات
کیا بلکہ ساری مخلوق خدا حاضر ہوگی پس لضرورت عہد حسب مزعوم زاعمین تخصیص

شفاعت بنسبت افراد طبقہ ادنیٰ علیا کے لازم آتی ہے جو مورث لغزش خامہ ہے
اسلی کی غایتہ اور ظہور جو از قبیل فرع سمجھا جاتا ہے دلیل ہوتا ہے اور یہ اصل کے اور قصور
اصلی جو مدح اور ثنا ہر کامل ہے وہ فوت ہوتا ہے کیونکہ مدح اور ثنا ہر کامل بدون احاطہ
شمائلہ جمیع افراد خلق مشفوع لہم خصوصاً ایسے صاحب رتبہ کی جسکی شان خاتم حقیقی تحقیق
اور شفیع اکبر ہے جو شفیع عام و خاص ہے جسکا کوئی ہمسر نہیں مدح اور ثنا نہیں بلکہ
کمر نقص نہیں سلبی کہ غیر مستوعب ہے اور مخالف نصوص قرآنی اور اخبار سے از انجملہ
حدیث آدم و من دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ ولا فخر واقعی طور پر صادق ہے نہ بطور
مبالغہ مشروعہ جہ جاکہ غیر مشروعہ بدلیل التصریح بلفظ ولا فخر اسواسطے کہ لفظ من مجملہ
ظروف متسعہ ہے شامل ہے جملہ ماتحت کو جو طبقات سافلین ملکیہ یا ماتحت الثریٰ اور نیز
مافوق کو بھی درصورت ضرورت شفاعت بنسبت اونکی اور اظہر ہے کہ روز قیامت جمیع
مخلوقات محشور ہوگی جو داخل لفظ دون ہے سب کو حالت منتظرہ شفاعت رسول مقبول
علی حسب المناسب ہوگی یہ بھی معنی ہیں اسی لوا کے یعنی کسیکی مجال نہوگی کہ لب کشائی کی
اس باب میں تا وقتیکہ مقام بیت الحمد میں آپ تشریف فرما ہوکر ساٹھ رات دن محامد رب
میں جو ملہم ہونگی اس روز جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے مشغول رہ کر فارغ نہونگی پھر جو کہ
امت اجابتہ ہوگی علی حسب المناسب المذکور تمام مخلوق سے بطور تحقیق مذکور کیونکہ امت
ہر نبی کی بطور تحقیق مذکور گویا امتہ آنحضرت صلعم ہے سب وہ بطفیل فوز و فلاح ہوگی
بذریعہ شفیع متوسط کے اور جو کہ امتہ دعوۃ ہوگی وہ مخلد بعذاب ابدی رہیگی معاذاللہم
منہا ثم معاذ اللہ منہا اللہم احفظنا ثم احفظنا آمین ثم آمین پس واضح ہوگیا مطلب اور مضمون
تحت لوائی کا سبکو شامل ہوگا منتظر توقع و امید فلاح آئندہ کامیابی اور غیر کامیابی نفسیہ اوسکا
امر تقدیری سابقہ ازلی ہے بس خوب جاننا چاہیے اور پہچاننا کہ سب کچھ مربوط و
زیر مشیتہ تامہ ہے اور رسالتہ کافہ جو علی قدر المراتب اور علی حسب المناسب سبکو

شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء کو بلکہ تمام کائنات کو بحسب حال اونکی کہ جسکا منشاء
قولہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہے پس باوصف ایسے رتبہ اور شان کے
تخصیص نفیۃ او تخصیص خاتمیۃ ساتھ طبقہ عالیہ ارض علیا کی تحت خلاف روایت دین اور
و منیرہ عقل و آئین ہے سوای تنیر عقلی اور کوذہنی کے اور کچھ نہین سمجھا جاتا فقط
واللہ اعلم **قسطاس شصت و ہفتم** از انجملہ بموجب مزعوم زاعمین اگر لام لفظ النبیین
آیۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین بطور عہد مختص کیا جاوی ساتھ انبیاء
طبقہ ارض علیا کے تو انبیاء طبقات سافلہ مبشرین اور منذرین نہون اسواسطے
کہ حال از قبیل قید ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احتراز کو غیر سے جو باعث خصوصیت ہے
یعنی یہ ہر دو وصف بشارۃ اور نذارت دراصل خاصہ لازمہ ہے انبیاء کا اگرچہ فرعا
بطور پیرو غیر انبیاء سے بھی تبشیر اور انذار ہوتا ہے اور بموجب مزعوم مذکور خاصہ
اصلی انبیاء طبقہ علیا ہی کا ہے اور اس مفہوم مخالف کی اعتبار کرلے کو کہ انبیاء طبقات
سافلہ مبشر و منذر نہین جو کہ شایع ذایع ہے کوئی امر مانع نہین اور بالفرض اگر مانع
ہو تو یہ دلیل مزعوم زاعمین خود بہ نفس مزعوم ہے مانع نہین اسلئی کہ قید کا مطابق
مقید کی ہونا ضرور ہے یعنی حال اور ذوالحال کا درباب تخصیص و تعمیم پس گویا مراد یہ ہے کہ یہ
ہی انبیاء معہودین مخصوص ہین ساتھ اس وصف مذکور کے لا غیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع بھی
ہوتا قطع نظر اس سے کہ جزئیات و کلیات مین اعتبار مذکور متمشی ہے یا نہین پس وہ بوجہ
استثناء اس جزئی خاص کے کلیہ سے بتائید اس کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض جو
اکثریہ ہے مانع نہین ورنہ بہر نہایت کار یہ عذر ہے کہ نص ساکت ہے وصف تبشیر اور
انذار سے نسبت انبیاء طبقات سافلہ کی لیکن تا وقتیکہ ثبوت ہر دو وصف بدرواسطہ
انبیاء طبقات سافلہ ثابت نہو کسی عمدہ دلیل یا نص سے یا دست بردار ہی ہو ثبوت خاصہ
لازمہ ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام بعض افراد اونکی سے اور قبول ہو انفکاک خاصہ

لازم کا ماہیات سے تب تک مطلب پیدا ہی نہیں ہو سکتی بدلیل تسلیم زائد کی پھر
کچھ ضرورت بھی نہیں اعتذار کے ساتھ توجیہ اکثریۃ دخبر کے اس لئے کہ ایسے ادیان
دین میں ایسا اکثریہ متمشی نہیں ہو سکتا شرعًا اور نیز عقلاً درصورت تسلیم وصف لشائی
جو اسطہ جمیع انبیاء کی نزدیک جمیع فرق اسلامیہ کے فافہم انما الحجۃ **قولہ قدم** رحمۃ للعالمین
واقع آیۃ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین میں اسواسطہ کہ رحمۃ اللہ جلشانہ عام بھی
ہے اور خاص بھی پس عام عام ہے تمام مخلوق کو اور خاص خاص ہے ساتھ بعض مخلوق
کے اور اوسکا پرتوہ ہے ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم پس اگر اسمیں لفظ
لام واسطہ عہد کے ہو تو رحمۃ مخصوص ہوتی ہے ساتھ طبقہ ارض علیا کے باوجود تعمیم
رحمۃ کے اور دسوکہا ہو تعارض کا درمیان اس آیۃ رحمت کے اور آیۃ کافۃ للناس کے
یعنی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے اور وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا
اسواسطہ کہ رحمت عطف بر نک احکام یعنی لتکلیف شرعی جو متعلق بتربیۃ ذوی العقول ہے
اور اوسمیں سے افراد شریفہ ناس ہیں تو لتطبیق ذکر افراد شریفہ اور جواز دلالت
اوپر افراد دیگر کے ذکر ناس عزنا کیونکہ اسمیں لفظ دال ہے اوپر نفع عام اونکی کے
بدون نفع تکلیف شرعی کے جو لفظ لام ہے للناس میں تو مناسب ہوا جو برنگ
اوامر نواہی اور انکار اور انتہا عن المعاصی ہے کہ یہ ایک رحمت خاصہ کے قبیل ہے
مستغنی ہے تصریح لفظ رحمت سے تو آیۃ کافۃ مذکورہ انسب ہوئی تو یہہ قسم رحمت
کی خاص ہے چنانچہ سیاق کلام بشیرا ونذیرا جیسا کی اہل ذوی العقول میں دلالت کرتی
ہے لفظ بشیر او نذیر کی فافہم اور جو عطف رحمۃ کہ عام ہے اور شامل ہے ذوی العقول اور
غیر اوسکی کو جو متعلق بتربیت عام مخلوق ہے کہ جسکا پرتوہ تعالمت ساکگری ولادتیا
تک شامل ہے اور وہ منقسم بعد حصہ ہے اور فریاستہ وہ سب تجری طرف
ذات حضرت مطلق جلشانہ سے ہو جاوے گی جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اسکو

صرف بلفظ رحمۃ للعالمین کے تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو موہم بلیہ ہو لفظ البشیر اور
نذیر کے پس واضح ہو گیا کہ بعثۃ آنحضرت صلعم کی حسب اندازہ مخلوق کے تمام مخلوق
ہر قسم کو ساری خدائی میں شامل ہے چنانچہ قصہ ستون حنانہ انین اوسکی یعنی آواز
شبیہہ گریہ بچی کے اور تسلیہ آپکی بہ نسبت اوسکی وقت خطبہ منبر سے اوترکے سب
ہی نے پڑہا لکہا ہے خصوص جو علماء خادم حدیث شریف ہیں پس واضح ہوا کہ ان دونون
آیتوں میں ہرگز تعارض نہیں فافہم ولا تو ہم ان الجملہ علی ہذا القیاس تعارض کا دعوی کیا ہو
حدیث بعثت الی الخلق کافۃ میں اور آیۃ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی الآیۃ
میں بوجہہ مذکور اور بوجہہ اسکی کہ ناس لائق خطاب اور جواب کی ہیں باقی اور سب افراد کو حسب لیاقت
اونکی بہرہ فیضیابی رسالۃ کافۃ سے اور رحمۃ عامۃ تامہ سے حاصل ہے پس درصورت
لام عہد مذکور الناس میں اور العالمین اور الخلق میں اور ماسوای اسکی ایسی مواضع
میں شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم ہرگز نہیں کیونکہ یہہ قابل اس انتساب کی نہیں کہ ہم
وزن وہم پلہ بعثۃ عامۃ اور رحمۃ تامۃ ہو جو یہہ دو امر مثل دو بازو طایر بعثۃ خاتمیۃ
ہیں کہ بدون ایک کی بہی قابل پرواز نہیں طمہ ولقمہ سانیز ہے اور قطع نظر اس سے شرط
اس رتبہ عالیہ کی جو موجودہ بوعدہ الہی جانشانہ تبصریحات بینات ہے مانند آیات و
اخبار و آثار و اتفاق امۃ ہے اور بیشتر ہے یہ کہ ہرگاہ حضرت نوح علیہ السلام سے
وصف اولو العزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام ظہور دعوت ہوا کہ جسکی
سبب سے تمام مخلوق غرقاب ہوئی سوای سواری کشتی کی اور جملہ حیوانات بہائم اور چند مشت
پرمعدود لئے نجات پائی صادق مطلب رحمۃ للعالمین کا تو یہ حال ہوا علی ہذا القیاس بعد
حضرت آدم جناب الٰہی نوبت امتحان بسبب قلت افراد بنی آدم وقلت احکام نہ پہونچی
تا انکہ اولو العزم انبیاء میں سے نہ تھے اگر پہونچتی تو بالاتر فراخور حوصلہ اور استعداد سے
انبیا کام دیتی سو ظاہر ہے کہ حضرت نوح کی اولو العزمی کو ہرگز ہرگز بدلیل شرعی قولہ الیوم

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل پہونچتی اور تشبیہ کا صبر مین جو اس خطاب فاصبر مین ہے
نفس صبر غیر تکیف مین ہے مخل مقصود نہین علی ہذا القیاس اعدا انبیا ر ماتحت کا حال کہ
آخر امم اونکی ہلاک و بوار و تبار کو پہونچی قولہ تعالیٰ فمنہم من خسفنا بہ الارض ومنہم من
اغرقنا ومنہم من ارسلنا علیہ حاصبا الآیۃ اور بعض امتہ مبتلا بلا مسخ کریمہ وجعلنا
منہم القردۃ والخنازیر کے ہدف ہوئی معاذ اللہ منہا بخلاف اس امتہ مرحومہ کے جو بلحاظ
رحمۃ للعالمین محفوظ رہے اور یہی رحمتہ اور قبولیتہ تامتہ رسالت کا فقہ کا ظہور ہے
وغیرہ آیات کریمہ قد خلت من قبلہم المثلات یہ آیات قطع نظر اہل عرب و اہل ہند کے شام
وایشیا وغیرہ کی بھی تو دیکھی پڑھی سنی گئی ہونگی اور لفظ لام العالمین مین واقع آیتہ تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا واسطی استغراق کے ہے بلکہ
انزال لفظ نذیر کے اور ترک لفظ بشیر کے تا کہ انذار شامل ہو جاوے امتہ دعوۃ
کو بھی اور جملہ مخلوق کو بھی حسب انداز سرشت اونکی کے بدلیل کریمہ وان منہا لما یہبط
من خشیۃ اللہ اور کریمہ لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ
اللہ اور حدیث شریف دربارہ ندا جبل جبل دیگر کو ہل مر بک رجل ذکر اللہ الحدیث
جو کہ یہ مضمون تاثیر لوضع ہے او یہی آیتہ رحمتہ کا بعینہ وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین کا اور علی ہذا القیاس لفظ العلمین کا اکثر جا نازل ہے قرآن شریف مین
مثلا الحمد للہ رب العلمین مین اگر موافق مزعوم زاعمین لام عہد ہو استغراق نہو
تو لازم آتا ہے کہ بیہودگی بعض افراد کا رب ہو اور وہ اونکی مربوب ہون
یا ذی العقول طبقۃ رفیعہ علیا ہے کا رب ہو اور وہ ہی اونکی مربوب ہون اور کائنات
کونی اور سفلیا کو کلی ہی نہو یا نہ کہ لازم آیا یا بیہ الیسر بعض مخلوقات بغیر خالق اور رب کہ جو محتاج ہے
خالق اور رب کے ہیں بزخرالی بیدا ہوئی لیس معلوم ہوا کہ یہ امر علی العمیا گویا قسم
اندازہ نہین بلکہ واسطی استکی میزان سے وہ قرائن شرعی ہین او شیر قرائن عقلی

بھی اونکی ساتھ منضم ہو جاوین بعض صورتین علی حسب قابلیتہ مقام تاکہ استحالجات
شرعی و وہم عقلی بھی اپنی شرعی لازم نہ آجاوین مانند **قولہ تعالی** اصطفیک علی
نساء العالمین مین جو کہ حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
لہذا الف لام واسطہ عہد کے ہے وہ معہود اہل زمان مریم علیہا السلام مین باتفاق
مفسرین تاکہ لازم نہ آوے فوقیت اوپر بنات آنحضرت صلعم کے اور اوپر اون
ازواج طاہرات کی جو دار دنیا مین ازواج ہوئین اسلئی کہ حضرت مریم علیہا السلام
داخل سلک ازواج دار آخرت مین ہونگی نہایت کار یہ ہے کہ ہمسر او ہمرتبہ ازواج
طاہرات ہون فائق لوگون سے ہون بکریمہ یانساء النبی لستن کاحد من النساء الخ
جیسا کہ نساء اس آیتہ مین معہود ہین نساء طبقہ ارض علیا کے بلکہ تم ان سے فائق ہو
مانند العالمین مذکور کے محتمل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج بنظر مذکور فائق نہون
گو ہمسری مین تو کلام ہی نہین بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رض موجب حدیث شریف
بخاری شریف کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیة و مریم بنت عمران و
فضل عائشہ علی سایر النساء کفضل الثرید علی سایر الطعام ظاہر ہے فضیلت حضرت
عائشہ رض کی اوپر حضرت مریم کی اور عموماً کریمہ کنتم خیر امة اخرجت للناس مین جو کچھ
سلطان فضیلت ہے وہ ظاہر ہی ہیں مفصلاً و مجملاً فضیلت واضح ہو گئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
لام عہد جاننا اس آیتہ مین علی ہذا القیاس فضیلت حضرت خدیجۃ الکبری اور حضرت
فاطمة الزہراء مین جو کچھ آیات و اخبار و آثار عموماً و خصوصاً وارد ہین سو وارد ہین مخفی نہین
اور ہر چند حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی آخرت مین ساتھ ازواج مطہرات مین
داخل ہونگی تب بھی حضرت عائشہ رض کی فضل کو نہ پہونچین گے بدلیل کریمہ کنتم خیر امة
اسلئی کہ اول تو دونون بہ زمرہ خیر امة سے نہین دویم یہہ کہ حضرت عائشہ کی حق مین
حدیث فی سرقة من حریر موجود ہے بخاری شریف مین کہ پارچہ حریر مین حضرت صلعم

کو دیکھا گیا نبیین اور کہا گیا کہ تمہارا درجہ فی الدنیا والآخرۃ اور اختلاف فضیلت ہے کیونکہ علی الظاہر
سوائے حضرت مریم اور کافر بن کے حال ہر کسی اور کو شرف دارین حاصل ہے لہذا تخصیص زمان مذکور واسطے شرف حضرت عیسیٰ
علیہ السلام عہد مذکور پر نہیں ہے ہ نہ جا ہاے مرکب توان تاختن ہ نہ جا ہا سپر باید انداختن

ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامی دارد **قولہ** علی حسب القابلیۃ التمام من نور الانوار ۱۲

فالمطلق المجرد عن الدلائل یحمل علی الادنی لانہ متیقن فاذا وجدت الدلائل کالنیۃ وغیرہا یحمل
علی الکل کذا فی الکشف ۱۲ فافہم پس تحقیق و تمہید کلمہ لام النبیین مذکورہ آیات کے ساتھ
طبقہ ارض علیا کے ہرگز نہیں چاہئے تعمیم ضرور ہے اور واجب فتنبہ ولا تنعس فقط

اور علی ہذا **قولہ تعالیٰ** واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم الآیہ پس حسب مزعوم
زاعمین بعض انبیا ر اخذ میثاق سے فائت ہوں تو کیا شرف رتبہ ہے خاتم النبیین
طبقہ ارض علیا کا اور انبیا ر طبقات سافلہ خواتم ستہ وغیرہ محروم رہیں حصول شرف رتبہ
تصدیق خاتم النبیین طبقہ ارض علیا صلعم سے یعنی مصدق بہ ہونا یعنی وہ چیز جو کہ انکی
ساتھ ہے کتاب اور حکمت سے بے بہرہ رہیں اور بے ختام اور نیز محروم رہی انبیا ر مذکورین
شرف ایمان لانے سے ساتھ خاتم النبیین صلعم طبقہ ارض علیا کے حالانکہ یہ خلاف
عقیدہ مسلمہ اسلامی کہ کوئی نہیں جو بایکدگر حقیت نبوۃ یکدیگری کے ساتھ ایمان نہ لیتی
ہوں اور نیز محروم رہے شرف رتبہ نصرت اور امداد نبی آخر الزمان خاتم النبیین
صلعم سے علی ہذا القیاس اقرار سے اور اتمام شہادت سے اور جو مقتضا آیتہ ہے بیچارہ فقط
ثم جاءکم رسول مصدق سو بعد میثاق النبیین ہے نظم قرآن میں تو ثابت ہوا بعد
استغراق النبیین آنا رسول مصدق کا ساتھ ترتیب زمانی بالمہلت کی جو کہ مقتضای ہے
لفظ ثم کا اور مصداق اسکا یعنی مہلت کا ایام فترۃ ہے جو بعد زمان ارتفاع حضرت
عیسیٰ علیہ السلام رہے تا بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم تو ثابت ہوا کہ خاتم النبیین صلعم

سب انبیاء سے متاخر الوجود ہین ساتھہ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف شرف رتبہ کی جیسا کہ توہم ہوا بعض فضلاء کو جو فوقیت دیتی ہین شرف رتبہ کو اوپر شرف تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالتہ بسبب امکان مجامعتہ ہر دو رتبہ کے پس کچھہ ضرورت اور احتیاج نہین طرف تفرد شرف رتبہ کی بلکہ موقوف ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر زمان نہین مگر ہرگاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف مظروف اور شرط مشروط جو ہیئۃ ترکیبی ملازمتہ غیر منفکہ ہے ہوون اوسکی ظہور اوسکا نہین کہ جسکی ساتھہ خود صاحب رتبہ نے افتخار اپنا کیا نحن الاخرون السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل تہا وہ بغیر تاخر زمان کے ہونا معتبر نہ ہا فافہم پس یہ قول کہ جائز ہے کہ یہہ خواتم ستہ طبقات سافلہ بیشتر وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صلعم گذر چکی ہون اور تابع شریعت محمدیہ ہون باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ کے اسلئے کہ اونکی ساتھہ کتاب اور حکمۃ یعنی دانش جو زاید پر اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسیکی پاس دونون اور کسیکی پاس ایک ان دونون مین سے پس ثابت ہوگیا کہ وہ خواتم ستہ مزعومہ بہی ذیل انبیاء گذشتہ مین داخل ہوئی ہون جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام گذر چکی اپنی اپنی کتاب اور حکمت کے ساتھہ اور خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم مین کچھہ دخل نہ رکہتی تہے ویسی خواتم ستہ بہی گذر چکی اور کچھہ دخل نہ رکہتی تہی خاتمیتہ مین نہ حالاً نہ مالاً نہ حقیقتہً نہ اضافتہً اسلئے کہ زمان ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمانیون کے ساتھہ ہرگز مجامع نہین ہوسکتی قطع نظر اور استحالات شرکت وقسمت ابتدائی مذکورہ قسالہ سے الغ سے کیونکہ یہ استحالہ تو متحقق ہے بوجود خواتم ستہ زمان حال خاتم النبیین صلعم مین جو کہ معتبر بزمان حیات ہے اور زمان استقبال جو معتبر بزمان بعد وفات شریف ہے سو وہان تک اس صورت مین نوبت ہی نہین پہونچتی جو قابل عندارادہ زیادہ تر توجیہہ

اور لایق بحث ہو باقی رہی یہ بات جو طرا مزعوم زاعمین ہے کہ بہ نسبت اپنی انبیاء ملتبعہ
کے خاتم ہوئی کی یہ لقب خاتم اضافی عقلاً صادق آتا ہے لہذا ہم اطلاق کر سکتے
ہین کہ خاتم اضافی اگرچہ زمان ماضی مین بہ نسبت زمان خاتم النبیین صلعم گذرچکے
ہون یا کسی زمان مین ہون اول تو یہ تحکم بحرف تاخر زمانی جو عنقریب گذرا کافی ہے
ورنہ اونکی جوابات بایدو شاید قسطاس سابقہ مین میین طلل گذرچکی از انجملہ مسئلہ
اصول لابد لصحۃ الاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی اور اگر ہو اخواہی مزید تحقیقات
ہے قسطاس سابقہ مسئلہ کو بغور انصاف ملاحظہ کامل کرے تا مزید کشف حقیقت حال
ہو جاوے ہفتا قسطاس ششم و ہفتم پس جیسا کہ ایک جملہ کا مجملہ تفصیل عبارت
نصر المومنین مذکور کا حال کہل گیا اسیطرح جملہ تیسری کا حال کہلا جاتا ہے جو وہ جملہ
تیسرا یہ ہے کہ قرآن مجید مین مذکور ہے انی فضلتکم علی العالمین اور تبارک الذی نزل
الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور اکثر ما عبیر نے العالمین میں باوجود ہونے
الف لام استغراق کے تخصیص کی ہے پس یہہ کہنا کہ نص قطعی کے یہ خلاف ہے
بجز جہالت کے کیا تصور کیا جاوی فقط پس معلوم ہوا کہ زاعمین مزعوم نے تسلیم کیا
الف لام النبیین کو بہی واسطہ استغراق کے اگرچہ بطور استغراق اضافی کے
کہ مال کار راجع ہے طرف عہد ہی کے چنانچہ قسطاس آئندہ مین اوسکا حال کہل جاویگا
اور تسلیم مذکور بوجہ تمثیل علی العلمین واقع آیۃ انی فضلتکم علی العالمین و للعالمین نذیرا
واقع آیۃ تبارک الذی نزل الفرقان الاٰیۃ کی ہے مگر بعد تسلیم استغراق پہر
رجوع کیا اوس سے طرف تخصیص کے بطور معہود خارجی کے بہ نسبت ان دونون کے
یعنی علی العلمین اور للعلمین مذکورین کی تمثیلاً مراسلی پہونچایا حکم ان جزئیات کی
طرف جو کہ النبیین کے بہ نسبت اشتراک علت علاقہ تشبیہ و تمثیل حالانکہ فرق اور تمیز کی
تباین ان دونون جزئیون مذکورون مین بہی یعنی العالمین اور للعالمین مذکوران

قسطاس ششم و ہفتم

بین العقلی کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرائن شرعی ہم منضمہ بقرائن عقلی اور
ہونگا کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جزائی تمثیلی کا کہ جسمین علاقہ تمثیل وتشبیہ موجود
ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی دوسرے
جزائی متصف بعین وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہئے بخلاف اس جزئی
کے کہ سلک علاقہ تمثیل وتشبیہ میں منسلک اور منخرط ہی نہیں مانند العالمین
واقع آیتہ انی فضلتکم علی العلمین میں ای علی عالمی زمانہم کما فی البیضاوی بحق بنی اسرائیل
نازل ہے اور انی اصطفیٰک علی نساء العلمین ای عالمی زمانہا بحق مریم علیہا السلام
نازل ہے بلکہ یہ دونوں جزئی بالکلیہ تمثیل میں کیونکہ علاقہ تشبیہ متحد ہے یعنی قرینہ شرعیہ
باعتبار نزول کہ شان خاص کہتی ہیں وہم باعتبار مزاحمت عقیدہ اسلام
مستخرجہ از نصوص قطعیہ قرآنی اور احادیث واجماع امت درباره فضیلت حضرت
خاتم النبیین صلعم ونیز درباره فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ وحضرت خدیجۃ الکبریٰ
وحضرت فاطمۃ الزہرا رض کما مر عنقریب غیر بعید او قطع نظر اس سے تا آنکہ بمقابلہ
امم سابقہ بمقابلہ امتہ اجابتہ حضرت خاتمیتہ مآب کریمہ کنتم خیر امۃ ای خیر طریقہ
اخرجت للناس الآیۃ جو کہ نازل ہے بحق امتہ محمدیہ خیر الامم کے باتفاق مفسرین بابا
اپنے اوصاف جمیلہ کو از قبیل جہل وغیرہ نسبت کرنا صاحب مرغوب المسلمین
کی رد قول الجاہلین کا طرف اور علماء کے بجز اس قول شاعر کے کیا تصور کیا جاوے
ع خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران ٭ الیسر الغنائم
کریہہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاغبہ کیا مسابقہ ومشاتمہ ہے تا بہ
مقاومت ایسے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون
کریمہ انہ لا یحب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری بہ
السفہاء ادخلہ اللہ النار وارد ہے کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن وکریمہ ادفع بالتی ہی احسن

الخ یہ قولہ العلم تحمل الہم فی انفسہم قولاً بلیغاً اگرچہ خواہ مخواہ ادا مضمون از قسم بنا نظر ہو تو بالفاظ حسن و شایستہ ممکن ہے غرض از مطلب جاہیئے اور نہ کسی تفسیر کا دربارہ حوالہ بہی اکثر تفاسیر اور نہ اہل تفسیر کا اس دعوی ہوئے الف لام عہد سکے العالمین

یہن جو واقع ایہ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ہے نشان دیا

قسطاس شصت و پنجم

اور جملہ دوسرے کا بہی جواب اس ہی جواب سے حاصل ہے کیونکہ اسمین بہی تسلیم ہے نسبت الف لام استغراق کے لیکن فقرہ نظیری بطور نشانہ استدلال کے جو سا در ہوا ہے کہ یہ لن ترانی مناظرہ ہمارے اہل التسنن اور اہل التشیع اور معتزلہ میں البتہ وہ امر تحقیق طلب ہے حقیقت سپرد قلم ہوتا ہے اور وہ دوسرا جملہ مذکورہ عبارت الفرالمومنین یہ ہے کہ ہمنے تسلیم کیا الف لام استغراق کے لئے ہے لیکن استغراق بہ نسبت آنات عالم کے ہے دیکہو لن ترانی سے معتزلون اور شیعون نے استدلال کیا کہ لن تابید اور ہمیشگی کے لئے ہے پس دیدار خدا کا آخرت مین بہی کسی مسلمان کو نہوگا اہل سنت نے جواب دیا کہ بر تقدیر تسلیم تابید سے مراد ہے اس ہی عالم کا اسیطرح استغراق بہی بہ نسبت بعض چیزون کے قرآن و حدیث مین مستعمل ہے فقط پس جاننا چاہئے کہ یہہ وہی استغراق اضافی ہے جسکی انکشاف حال کا وعدہ کیا تہا قسطاس سابق مین استغراق اضافیہ بلا منشاء اور بغیر صریح دلیل شرعی وہ قرینہ جو قائم مقام صریح دلیل ہے تو اصل خمیر مایہ مشرب فرعونیت ہے جسکا یہہ تمام فساد پہیلا ہے اور قلع قمع اسکی سب قسطاسین مین بخوبی ہوئی ہے اور جانا چاہئے منافی استغراق اور چیز ہے اور منافی تابیدلن اور چیز لیس قیاس کرنا استغراق کو اوپر تابیدلن کے امر فایق اور دخایر ہے اسواسطے کہ استغراق بہ نسبت جمیع افراد مدلول کے ہے بلالحاظ تخصیص کسیکی زبان و زمانہ لغہ سے ایجاباً الغ اور تابیدلن بہ نسبت استمرار

حکم نفیا ہوتا ہے زمان مستقبل میں کسقدر تفاوت ہے اور بالفرض اگر با جتماع
جملہا استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو منفیا ہے ساتھ غائیہ قاصر
کے یہ شان استغراق نہیں بلکہ از قبیل امر معہود ہے جو کہ ما نحن فیہ ہے اور سبیل
اوسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ ویل ہونا امر بمعنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبوں کو ایک نہ ایک مزعوم چاہیے خصوص اضافی بلا ضرورت بلا منشا
اضافہ یا ایک بات خوب ہاتھ لگ گئی یا تاکید کلام ہے اب نظر کرنی چاہیے استعمالات
تابیدین پر موافق اس تحقیق کے **قولہ** لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی منفیا ہے
ساتھ غائیہ ناقص کے کریمہ انا لن ندخلہا ابدًا ما داموا فیہا منفیا ہے ساتھ غائیہ
ناقص کے کریمہ لن تبید ہذہ ابدًا علی ہذا القیاس اور امثلہ لیسجننہ تستغفر لہم کی ما نحن
فیہ میں خواہ مخواہ رعو کھا کھانا اور دعو کھا دینا واسطے ثابت کرنی اپنی مزعوم کے
بلا حوالہ سند معلوم کا روائی ناقص ہے قابل اعتبار نہیں پس یہاں سمرے ہے
استغراق نہیں بلکہ استمرار ہے اوپر ایک زمان آیندہ کے اور عام ہے کہ غائیہ منفیا
لی ملفوظہ ہو یا مقدرہ ملفوظہ تو ہر دو مثال مذکور میں ساتھ لفظ ما داموا کے اور لفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مقدرہ ساتھ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذہ ابدًا
یعنی اس منفیا کی غائیہ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے نہایہ کا رتا روز
فنا کلی باعتبار عقیدہ تجربی کفار کے نسبت موت اپنی کے باستدلال عقلی در
تجربی اور مشاہدی کے بدلیل ہلاک قرون ماضیہ اور سب جاننے تمام متمولون
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار حشر کے معتقد تھے کہ سیاق اس ہی کریمہ
کا دال ہے وہ امر آخر ہے کریمہ و ما اظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکار حساب کتاب
کے پس تقدیر عبارت یہ ہے لن تبید ہذہ مدت العمر کو یعنی مدت العمر وغیرہا کما مر
پس معلوم ہوا کہ غائیہ اس استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اول ہے بموجب حدیث

شریف مین بان فقد قامت قیامتہ کے یا قیامت وسطی کہ کل نسل کا باقی نہ رہے
اور سارا قرن کہپا جاوی قولہ تعم ولقد اہلکنا القرون الاولے الایۃ اور یا
یا قیامت کبری جو روز حشر موعود ہے اشارہ ومنہ قیامتنا یا فنا رباغ ملکو جسکی طرف
اشارہ لفظ ہذہ ہے اور اطلاق قیامت اوپر موت وہلاکت کے حدیث شریف
مذکورہ مین مجازا ہے کیونکہ موت کی بعد قیامت یعنی حشر جو بمعنی قیامت ہے
بالضرور ہوگا اور بالفرض استغراق اضافی ہی سہی لیکن تاہم مفید ہوا عند استغراق
اضافی بانحن فیہ مین بوجہ مآل کار عہد ہوجانے کے جسکی خرابیان مذکور ہوچکی ہین
اور ماوتکا استعمال بالاستیعاب والاستغراق ہوگو معا بلہ معتزلہ وشیعہ تسلیم
کسی مطلب خاص کو الزاما اور حالانکہ اثبات درجہ اور واسطہ فیما بین عہد اور استغراق
کا کوئی قابل نہین معلوم ہوتا مین کہتا ہون کہ جواب شیعہ اور معتزلہ کا اخطر جبرا
اور الیق اور اوفق ہے کہ سیاق کلام رب ارنی انظر الیک سے اور یہہ درخواست
حضرت موسی متعلق بدار دنیا تہی نہ بدار آخرۃ اور ضرور ہے کہ جواب مناسب
سوال ہو یعنی ای موسی تو دار دنیا مین ہرگز نہین دیکہہ سکتا کیونکہ دار دنیا اور رویتہ
اوسکی جوکہ محتاج ہے الات جسد انی کے کہ وہ سب فانی ہین اور رویۃ الہی جلشانہ
باقی ہے فانی باقی کو محیط نہین ہوسکتی مانند کریمہ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی
لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی لو جئنا بمثلہ مددا اور کریمہ ولو انما فی الارض من
شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم
یعنی فانی باقی کا احاطہ نہین کرسکتا ۔ کریمہ ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ
فسوف ترانی الایۃ تا آخر انی تبت الیک معتذر ہوی حضرت موسی علیہ السلام کو
اعتذار نفس مطلب اہل السنۃ کے ہاتھہ آیا کہ رویۃ الہی جلشانہ فی نفسہ ممکن ہے اسلئے
کہ تعلیق بالممکن ممکن ہوتی ہے بس رویۃ الہی جلشانہ بہی ممکن ہوئی کسی دار مین

ضرور نہیں کہ در دنیا ہی مین ہو پس بوجہ مذکور دارِ عقبا ہی مین متعین ہوئی وہ
ایسی جگہہ ہے کہ جس جگہہ ممکن ہی نظر بقا و دوام واجب کی حکم مین ہو جائیگا
جو کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ دار دنیا مین حضرت
موسیٰ خواہان ہوئی بعد صعقہ جواب لن ترانی متعذر ہوئی اور یا سوای اسکی
اور نصوص قطعیہ صریح ثبوت رویت کے دار آخرۃ مین دیگر ہین قولہ تعالیٰ یوم
یکشف عن ساق و یدعون الی السجود وہم سالمون اور کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی
ربہا ناظرہ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ بہی بحکم متواتر المعنی ہین تا بیکہ آیات مذکورہ
پس اس امر کو بہی اوس ہی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکورہ کے ساتھہ تول
جو کہہ لینا چاہیئے تا کہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل اسلام خصوص
اہل السنت کے پس ابتدا ہم کہتے ہین کہ یہہ التباس استغراقی جو ساتھہ لن تترانی
کے ہوتا ظاہر ہوگیا پس سوال جواب شبہہ جو یہان سے امر ہیگا نہ تہا اور بطور
تقدیر ملتبسانہ پیش آگیا تہا یا بطور کم فہمی معترض تہا غرضکہ جسطرح پر تہا اوسکی
نسبت بہی جواب کامل بعنایت الہی جلشانہ ہوگیا پس بعد رفع التباس اصل مطلب
نبوت خاتمیہ خاتم النبیین صلعم لفظ النبیین سے جو نبوت خاتمیہ مین نازل ہم
اور علی ہذا القیاس مطلب نبوت حقیقت عامہ و اسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ العالمین
آیہ رحمتہ مین بخوبی واضح ہوگیا اور نیز واضح ہوگیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
شرعی موافق مقام متعین ہوجائیگا یعنی لام استغراق بجائی خود اور لام عہد
بجائی خود مانند علی نساء العالمین مین اور مانند فضلتکم علی العالمین یعنی البشر فلہذا ہم
حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی یہی ہو پس بالضرور باعتبار لام عہد النبیین کا آیت خاتمیت
مین بطور زعم صاحب مظہر المومنین جو ہوئی ہے کے خصوصیتہ خاتمیتہ خاتم النبیین
کو ساتھہ طبقہ ارض علیا کے اور آیہ رحمتہ مین قطعاً باطل ہے فافہم ولا تتوہم فقط

قسطاس ہفتادم وزجہ شائد حمایہ ماقسیر مذکور یہ ہے کہ عموم نص کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے امام شافعی وغیرہ عام کے ظنی ہونے کے قایل ہیں بلکہ حنفیہ میں سے بھی مشائخ سمرقند ظنی ہونے کے قایل ہیں اور کہتے ہیں کہ مفید وجوب عمل ہے نہ مفید اعتقاد بلکہ مذہب جمہور فقہا اور متکلمین کا کتب اصول میں بھی مذکور ہے اور بعض علما نے بھی مذہب آئمہ اربعہ کا قرار دیا ہے کما لا یخفی علی من طالع التلویح والمغتنم پس نص قطعی کہنا اوسکا غلط ہے ہان بنا بر مذہب بعض علما کے البتہ صحیح ہے وہو لا یفید مطلوبکم فقط پس جائے غور ہے کہ صاحب عبارت ہذا نے اسقدر بھی بیان اور خیال نہ کیا کہ عموم نص کا علاقہ عمل سے ہے جب مذہب جمہور متکلمین اور فقہا وغیرہ اور راسخ فیہ از قبیل اعتقادیات ہے پس یہہ قول کہ نص قطعی کہنا اوسکا محض غلط ہے ہان بنا بر مذہب بعض علما کے البتہ صحیح ہے فقط میں کہتا ہوں کہ یہہ بہی قول غلط ہے صحیح نہیں اسواسطہ کہ جو نص صرف مفید عمل ہوگی وہ مفید اعتقاد نہوگی مثل صلوۃ وتر کے کسی کے بہی نزدیک مفید اعتقاد نہیں نہ نزدیک جمہور نہ بعض ہان مگر جو کہ مفید اعتقاد واسطے عمل کے ہوگی یا صرف اعتقاد ہوگی وہ ... ہے اس بارہ میں یعنی افادہ قطعیہ میں مثل نص وارد باب فرضیت صلوۃ پنجگانہ پس جو بحث فیہ میں صرف از قبیل اعتقادیات ہے اور مع قطع النظر عن ہذا ہم حنفیوں کے نزدیک عام بعد المخصوص البعض بحکم خاص قطعی ہے پس ما نحن فیہ میں یعنی خاتم النبیین قطعیا قطعیت عموم بعل ثابت ہے پس شامل ہوگی خاتمیت خاتم النبیین جمیع طبقات ارض کو بلکہ عرش ... عرش کو بلکہ تمام خدائی کو فلا یکن احد من مستغرقین فی الاوہام —

قسطاس ہفتاد و یکم اور جاننا چاہیے کہ وہ عبارت مذکور کہ جسکی پر تو پر یہہ تفصیل منشی ساد ہوئی جو مندرجہ سوال سایل ہے وہ خود مختل ہے اور بیکار او عبارت سوال مذکور یہہ ہے کہ ذکر کرتا ہے کہ جو کوئی کسی طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین تجویز

نری اگرچہ آنحضرت صلعم سے رتبہ مین کم ہووی وہ شخص کافر ہے کیونکہ منکر عموم نص
سے وہو **قولہ تعالیٰ** ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فقط

الجواب یہہ قول اوسکا کہ جو کوئی کسی اور طبقہ مین دوسرا خاتم النبیین تجویز کرے الخ
محض غلط ہے اور یہہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اول ثابت
کرے الف لام النبیین مین استغراق کے لئے ہے جایز ہے کہ عہد کے لئے ہو فقط
پس جاننا چاہیے کہ وہ احتمال ... بیکاری مذکور جو نسبت اسکی ہمنی بیان کی ہے
قطع نظر اس سے کہ یہہ دعوی کہ منکر عموم نص فی نفسہ باطل ہے یا نہین یہہ ہے
کہ دلیل مذکور کہ اول ثابت کرے کہ الف لام النبیین مین واسطہ استغراق کے
ہے خود منقوض ہوگئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسرے
اور پہلی چہار مین منجملہ تفصیل مذکورہ کے عنقریب باعیر بعید گذر چکی پس اب نص قطعی عموما
باستغراق جمیع افراد النبیین المضاف الیہم جنکا مضاف خاتم ہے بطریق
سابقہ اس ہی آیۃ متبرکہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین آیتہ نہایتہ کا ثابت ہو گیا
اسواسطے کہ جو بار دعوی مخالف تہا یعنی عدم ثبوت استغراق لام مذکور وہ
ہی ساقط ہوگیا اور دعوی جو دایر تہا یعنی عدم قطعیتہ نص وہ بھی ساقط ہوگیا
پس ثابت ہوا کہ یہہ ... ہے اور جو منکر عموم نص ہے اوسکا حکم جو مذکور
سوال مذکور ہے وہ ہی معتبر رہا اور اعتراض صاحب اس عبارت کا ابنی غایۃ
نصر المومنین کا باطل ہوگیا اور قطع نظر اس سے جو دلایل جلایل نزدیم ایتہا ابواب
شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت بقرآن وحدیث اور اجماع امت ہے مندرجہ
رسالہ ہیں از اول کتاب ہذا تا آخر مذکور ہوئی لیکن وہ علاوہ برین ہین وہ موجود
ناہین پس اب تجویز اور خاتم النبیین کی سوائی خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ میں بعد
رد نصوص قطعیہ ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوص اہل سنت وجماعت کا اور ...

کلام میں مراد اہل اسلام سے اہل السنن ہیں پس یہ قول بھی منا بعبارت
نصر المومنین کا اہل اسلام کے بعض فرقہ ختم نبوت ہی کے قایل نہیں اور بعض
قایل ختم نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے باطل ہوگیا غرض ہماری تحقیق
بل حق ہے اور باطل اہل عند اہل الہوا ہی ہے وہ شبہ اہل الخبط و نفی ہیں ناہی بحق اہل الحق فرد فعلما
ناس کل ذالک و باطل الحمد للہ علی ذالک فقط اور بعض تحقیق ہماری جو شخص اعتراضات
سے اور عبارت دافع الوسواس و من ما فقہ کے اور نیز عبارت نصر المومنین عن
رد قول الجاہلین وغیرہ سے عموما و خصوصا اور قسطاس میں جو مشتمل تحقیق مسئلہ
امتناع نظیر ہے گذری ملاحظہ کرنا چاہیے مگر کچھ مختصر یہاں بھی تحریر ہوتا ہے امتناع
نظیر کے مسئلہ کی یہ تحقیق ہے کہ امتناع بالغیر ہے اور بالغرض بالذات کیونکہ آنحضرت
صلعم خود ممتنع بالذات نہیں تو نظیر بھی اونکی ممتنع بالذات نہوا سوا اسکے کہ نظیر کسی
شے کا حکم اوسکا ہے ورنہ نظیر نظیر ہی نہیں پس ذات آنحضرت صلعم ممکن بالذات
ہے پس نظیر بھی ممکن بالذات ہے اور جو ممکن بالذات ہے تحت قدرت الٰہی جل شانہ کے
اور ممکن تحت قدرت الٰہی جل شانہ بالضرور ہے بنظر نفس امکان کیونکہ دراصل تو ممکن
بالذات ہی تھا مگر بوجہ عروض کسی خبر کے یہ اثر پیدا ہوا کہ ممتنع بالغیر ہوگیا اگر پیدا نہ
پیدا ہو تو یہ ممتنع او محال لازم آوے مثلاً ما نحن فیہ میں یا عجز حضرت حق تبارک
و تعالیٰ لازم آوے یا کذب یا دونوں اسواسطے کہ بوجہ قدرت طرف ممتنع بالذات کی
باطل ہے اور پھر اوسکی نسبت یہ کہنا کہ ہم پاس عزت فلانی اوسکو نہیں کر سکتے یا بغیر کئی
اور سبب عقلی ہے یا صفت کی نفی اور نقایص یا صفت کا احسان تعالی اللہ عن
ذالک علوا کبیرا نعوذ باللہ منہا پس واضح ہوا کہ ایسا ممکن جو کہ یعنی ممتنع بالغیر امکان
استعدادی سے ساحت قدرت میں بوجہ مذکور نہیں ظہور کرسکتا اقتدارا و اختیارا
منہ تعالیٰ نہ بہ رنگ حقیقۃ نہ بہ رنگ اضافتہ پس ہرگاہ یہ گروہ صاحبان مذکور مشت

تو انکو اثبات فعلیہ میں ہوتی تو وجود متناقض ہیں اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
استعدادی تھا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف نا بالفعلیۃ ہے سلسلہ حکمنا ہے
صرف نا بالامکان الاستعدادی و القوۃ نہیں علی ہذا القیاس عکس ہو سکا یعنی جو صرف
نا بالامکان الاستعدادی و القوۃ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف نا بالفعلیۃ نہیں
ہو سکتا الیس ھذا الا نظیر آنحضرت صلعم جو ممتنع بالغیر ہے بالحقیقۃ والاضافۃ بدلیل عموم
قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بلا تخصیص الحقیقۃ والاضافۃ عقلاً و شرعاً
باطل ہے فکان القول بالخاتمیۃ الاضافیۃ کان ہباءً منثورا الحمد للہ علی ما ارانا
من الحق والصواب والیہ الرجوع والمآب۔ اور ہماری عقیدہ کی تحقیق درباره امتناع
بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل
میں موجود ہے فقط **قسطاس مفتاد و دو** ۷۲ اور منجملہ تفصیل مذکورہ جلیہ ساتوں
عبارت مذکور ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس جسمیں ان سفقیون ہر بنا ہم
کی ہے اوس سے بھی یہ ہی مطلب جس کو یہ کفر کرتی ہیں ثابت ہوتا ہے صرف یہی
ہیں نبی کنبیکم میں تشبیہ کس بات میں ہے اوس شق کو متعین کرو جسکو تھوڑا سا
لگاؤ علم سے ہوگا سمجھ لیگا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے جسطرح ان
زمینوں میں آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء ہوئی ہیں اور حقیقت
ہی اسیطرح گذرے ہیں اور جو تاویل قسطلانی نے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
ہیں جاننا چاہیئے کہ اول تو ہمنے نسبت سند اس اثر کے چندان کلام نہیں کی اگلی
علماء نے اسمیں بہت کلام کی ہے خصوص علماء مکہ معظمہ نے حرسہا اللہ تعالیٰ
وعظمہا اوسکو سنداً و متناً صحیح و مراداً انکے وجود کر دیا منجملہ انکی جو اوس وقت عالم میں
چاروں مذہب کے چاروں مفتی از انجملہ شیخ عبد الرحمان سراج جو مسیحین مفتی
شیخ عبد اللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اعاظم فضلاء حرمین شریفین سے ہیں فقیر

نے سنہ ۱۲۹۶ ہجری قدسی صاحبم مین شرف زیارت مکہ معظمہ حاصل کیا ازانجا کہ استاد
فقیر حضرت مولانا الحاج شہرۂ آفاق محمد اسحاق محدث رحمۃ اللہ علیہ سے اونکی محامد و
مناقب و فضایل و کمالات ہمیشہ سنتا تہا اور باہم اونکی کمال اخلاص تہا لہذا بمزید
خصوصیت ہمراہ جناب حافظ مولوی محمد محتشم مرحوم بہلتی داماد حضرت استاد معدن
المناقب و المفاخر کی اونکی خدمت مین یعنی شیخ عبد اللہ سراج کی حاضر ہوا اونہون
نے تقریب بدین الفاظ کی کہ یہ ہمارے شیخ کے اخص تلامذہ مین سے ہین اونہون
نے فرمایا کہ ہمارے بہی اخص تلامذہ مین سے ہین مینے عرض کیا کہ مجکو سند حدیث شریف
اور اجازہ اور وجادت عنایت ہو جیسا اپنی شیخ ممدوح سے حاصل ہے فرمایا
کہ ہماری طرف سے بہی اجازت ہے ہمکو تم پر اطمینان ہے جیسی ہمارے شیخ واستاد
کو تم پر اطمینان ہے پہر فقیر مدینہ منورہ کو روانہ ہوا اونکی طبیعت علیل تہی بعد
بعد پہونچنے فقیر کے ہندوستان مین اپنی وطن مین خبر وفات شیخ عبد اللہ سراج مرحوم
آئی اور فتوی مذکور شیخ عبد الرحمان مذکور کا ہے اور باقی سب علماء کی تصدیق
ہے ازانجملہ مصدقین جناب فضیلت مآب مولوی رحمۃ اللہ صاحب ہندی مہاجر
کیرانوی ہے سلمہ اللہ تعالے وعافاہ ورزقنا لقیاہ فتوی مذکور بعبارت عربی طابع
مطبع مصری ہندوستان مین پہونچا ہی فقیر نے از اول تا آخر اوسکا بخوبی ملاحظہ کیا ہے
لہذا اوس معنی اثر مذکور مین جو بعض علماء ہندوستان نے مانند صاحب دافع الوسواس
وغیرہ بعض افاضل نے اور صاحب نصر المومنین فی رد قول الجاہلین نے کلام ہی کیا باینہمہ مختصر
بات دربارہ سند اثر مذکور یعنی اثر حضرت ابن عباس رضی یہ ہی کہ مین کہتا ہون کہ اوسکی
سند مین ابو الضحی بہی اوسی مین تابعین اونکی اور حضرت ابن عباس رضی کے بہت تفاوت
رواۃ ہے اور فاصلہ ہے پس اثر مذکور مین قطعی انقطاع ہے اتصال سند نہین
ہرگاہ اصل خبر مین انقطاع مضر ہے مانع اعتبار ہے تو اثر مین تو اوسکا اثر بطریق اولی

ہے اور عذر عدم مضرۃ شاذ و غرابتہ وغیرہ اسباب ضعف و رکاکت در باب فضائل
جنتری اور فضائل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
انقطاع سند باوجودیکہ ہرگونہ قابل اعتبار نہیں براہ سند مگر بنظر متن بطریق تنزل کلام
جو ملاحظہ کیا گیا تو ایسی ہی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قسطاس اوسنے پر ہیں الحاصل
محل کلام ہے سنداً و متناً خصوص بنظر بیان مفہوم مراد عموم اعین اور اس قسم کی تحقیق
ضروری متعلق اسکی اوائل کتاب ہذا قسطاس حکیم میں مذکور ہے واللہ اعلم
قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبین سلف مانند قسطلانی
و زرقانی وغیرہ کے جو اس عصر میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کئے مانند عبارت
دافع الوسواس و میر واقفہ وغیرہ اور نیز بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المومنین
فی رد قول الجاہلین نے بیان کئے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے اور اصول
دین کے تو مخالف عظ ہوتی ہیں کتاب اللہ قطعی الدلالۃ کو یعنی عموم **قولہ تعالیٰ** ولکن رسول
اللہ و خاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیرا کو چنانکہ اکثر قسطاس میں بالتفصیل
مفصل ہو چکا جس سے انجاف و انقلاع معنی مندرج عبارت دافع الوسواس و میر
واقفہ و تابعہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بخوبی ہو گیا
مانند مخالفت عظ حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلالۃ فاقرؤا
ما تیسر من القرآن کو بس خود یہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
چہ جائکہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور اثر ہے اور عموم لفظ النبیین با ہیئتہ
والمعنی سے کہ صیغۃ الجمع الدالۃ علی الشمول وضعاً و عموم المعنی ظاہر الشمول ظاہر
متحقق اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا پس خاتمیت خاتم النبیین عموم نص قطعی
الثبوت سے دربارہ نبوت رسالت و نبوت خاتمیت عامۃ نبیین کیونکہ مسوق لہ
الکلام بالغرض یہی مطلب ہے پس ثابت ہوا شمول خاتمیت خاتما

جمیع طبقات کو یا سہو یا اور یہ اصل دوسری یعنی اعراض آئمہ صدر اول کسو ان
اثر قتادہ کے علیہم اجمعین یعنی صحابہ کرام کا معنی مذکور سے نسبت اثر مذکور کے البتہ
عرض کر لے اس اثر کے اور یہ اصل مذکور خود دلیل ہے اور مخالفت اس معنی مذکور
کے عدم نقل مذکور کو یعنی آیۃ خاتمیت مذکورہ کو یعنی کسی نے صدر اول میں ایسے معنی پر بطور
اصلا التفات نہیں کیا کہ ظاہر ہے پس یہ دلیل بس ہے واسطے انقطاع باطنی
اثر مذکور کے اور انقطاع ظاہری کا تذکرہ بہتر عنقریب جس جگہ حال سند
ابو الضحیٰ کا مذکور ہو چکا گذرا اور بالفرض و التقدیر اتصال سند ہے ثابت ہو تب
بھی اثر مذکور قابل قبول نہیں من حیث ذالک المعنی لفساد المعنی پس یہ معنی
مرحوم زاعمین بنسبت اثر مذکور بوجہ انقطاع باطنی مذکور نامقبول ہے کو لہذا تحصیل
ہی کا ہی اور وہ معنی جو شرح بخاری قسطلانی اور زرقانی وغیرہ میں یعنی مراد اول سے اثر
خبری میں بوجہ اتصال باطنی مذکور یعنی موافق کتاب السراج اقبال صدر اول کے
کیا بلکہ تمام امت کے مقبول ہے اور خود تائید تفسیر حضرت ابن عباس منسوب بجانب
اس اثر کے جو اس حدیث قدسی مذکور فی القسطلانی سالف معنی مرحوم زاعمین بحوالہ
جلد سیار ورازاحمہ گزرے ہیں ہرگز قابل قبول نہیں جو ہو فاعن ابن عباس رضی یروی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما اتمم بہ النبیین جعلت کذا ابنا یکون لعدہ نبیا یعنی بموجب حدیث مذکور
لفظ ہوئے تمام انبیاء ختم ہوئی لہذا اعدام محمدیت مذکورہ کرام ابن حضرت خاتم النبیین
صلعم ظہور میں آئی قطعی لہذا اس سے کسی اور صحابی سے صدر اول میں کوئی اور
روایت بہم معنی اس اثر کے بھی تو نہیں ثابت ہوئی چنانچہ خود ارباب رسائل اسکی معترف
ہیں اور یہ ثابت بھی ہو چکا ہے بلکہ حدیث قدسی مذکور مضمحل ہے اور سند
ان مسائل اصول کی اور دلائل اصول کی نور الانوار و تلویح وغیرہ کتب اصول
کی بحث سنت میں موجود ہے چنانچہ عموم نص کا قطعی الثبوت ہونا اس اصل پر قوله

کتب مذکور سے بخوبی بطور اصول بھی ثابت ہوگیا پس بعض ہوگیا قول صاحب

انصار المومنین کا کہ عموم نص قطعی الثبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے

اما الباطل ای الانقطاع الباطن فنوعان بان یکون الانفصال فیہ ظاہرا

بان یرجح الخلل بوجہ آخر وہو فقدان شرائط الراوی او مخالفتہ الدلیل فوقہ الکائن

بالعرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان خالف الکتاب کحدیث لا صلوٰۃ الا

بفاتحۃ الکتاب یخالف لعموم قولہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر من القرآن او اعرض عنہ

الائمۃ من الصدر الاول یعنی ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا

الی الحدیث کان ذالک دلیل انقطاعہ مثل ما روی ان الصحابۃ اختلفوا فیما بینہم

فی وجوب الزکوٰۃ علی الصبی بالرای ولم یلتفتوا الی قولہ علیہ السلام ابتغوا فی

مال الیتامی خیرا کیلا یاکلہ الصدقۃ فعلم انہ غیر ثابت او کاول بتاویل ان المراد

بالصدقۃ النفقۃ علیہ کما قال نفقۃ المرء علی نفسہ صدقۃ کان مردودا منقطعا

ایضاً انتہی فقط اقول فقس علی ہذا حال الاثر المذکور المتنازع فیہ یعنی مراد بہی

سے اثر مذکور میں بادہی غیر نبی ہے مجازا او جہ مناسبت نفس اپنیہ میں مانند

مناسبت فیما بین صدقہ و نفقہ مذکور بتشارک علت شدہ احتیاج فیما بین ہر دو مصرف

یعنی احتیاج یتامی طرف متولی مربی سرپرست کے اور احتیاج فقرا طرف اغنیا

کے حالانکہ احتیاج یتامی فایق ہے بنسبت احتیاج فقرا کے کہ ظاہر ہے اور میں

کہتا ہوں گویا وجہ یہ ہی دربارہ اطلاق لفظ صدقہ اوپر نفقہ یتامی کے بسبب

تاخیر ہونے اونکی کے تصرف سی اپنی مال میں عرفاً و ہم شرعاً و ہم عقلاً کہ وہ

مانند فقیر کے ہیں اور محتاج کے بیشتر مثل اپنی کے کہ وہ مجبور ہیں تصرف سی لہذا

غرض متنازع یہ ہے کہ مربیان اور متولیان یتیمان اونکی کو خطاب ہے کہ خدا

کو مان کر اونکو اطور لگہیوں فقیروں ہی کے انکی مال میں سے زکواۃ جلد جلد

اسراف سے طور پر مت کہا اور بڑا جادو قولہ لحم ولا تاکلوھا اسرافا وبدارا ان
یکبروا یعنی مت کھاؤ مال یتامی کو زیادہ حاجت ضروری سے جلد جلد اور اس
ڈر سے کہ اختلاف صحابہ نسبت اثر مذکور نہیں پایا گیا مانند حدیث مال یتامی زکوٰۃ
کے بوجہ فرق فیما بین حدیث اور اثر کے کہ ظاہر ہے نا مقبول ہے اسواسطے کہ
منشاء اختلاف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو باعث ہے التفات اور عدم
التفات اونکی کا حدیث سے نہ اثر یعنی باعث مذکور صرف اقوال ہیں مگر اونکی
نہیں سمجھنا چاہیے کہ قراءۃ قرآن اور صدقہ اور نفقہ منجملہ اعمال ہیں نہ عقاید غرض
انکا عموم نصوص سے اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہ سے قطعی الثبوت ثابت ہوا پس
اعمال و عقاید جو ثابت بعموم نصوص اور اجماع صحابہ ہیں ہر دو قطعی الثبوت ہیں اس سے
مزعوم زاعم کہ عموم نص مفید قطعیہ نہیں بالکل زایل ہوگیا فقط واللہ اعلم۔

خاتمۃ الکتاب

قسطاس ہفتاد و سوم خاتمۃ الکتاب۔ جاننا چاہیے کہ اس باب میں یعنی تحقق
فصل ما بین اراضی سبعہ اور تنزل ما بین اونکی اور کیفیت امر فیما بین اونکی اور عجایب
اونکی نسلے اور کرویت اونکی کے اور خود تعدد میں جو اقوال سلف وخلف مختلفہ ہیں یکسر
ہیں مگر اسقدر بالقدر مشترک متحقق ہے کہ ارض متحقق الوجود ہے ثابت بنصوص
قطعیہ قرآنیہ واخبار صحیحہ نبویہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ اور آثار صحابہ سے اور
تعداد اونکی لیکن و سبعہ ثابت باخبار مشہورہ مستفیضہ جو کہ رافع ہے ابہام مستقر
کو درمیان لفظ متشابہ جو واقع آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض
مثلہن کے بطور تشریح اخبار مشہورہ مستفیضہ سے جیسا کہ اصول حدیث
اور اصول فقہ میں متقرر ہے ایں معلوم ہوا کہ منکر تعداد سبع سموات کا فر ہے

قسطاس ہفتاد و سوم

بالاتفاق جوکہ ثابت ہے نصوص قرآنی سے قولہ تعالیٰ خلق سبع سموات طباقا قولہ
تسبح له السموات السبع والارض ومن فيهن بخلاف تعداد زمین کے اسلئے کہ لفظ والارض
معطوف ہے السموات السبع پر جایز ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور
منکر تفسیق حدارض بھی الیسا ہی کافر بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کا فر بالاختلاف
مانند منکر مسح موزہ کہ اوسکا بھی ثبوت احادیث مشاہیر سے ہے مانند تعداد
اراضی کے نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کافر اختلافی درصورت بقاء اسلام
اوسکی کے اشد فاسق ہے کہ جسکی کفر اور اسلام میں علماء متحیر اور متردد ہیں اور
عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہا واقعہ
معتبرات کے مانند درمختار وردالمحتار وشرح غراء وغیرہ اور اختلاف فصل اور وصل
مابین ارض مانع نہیں تکثیر ارض اور تعداد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات
کے از قسم الوان وغیرہ وسہل وسخت جیسا کہ وارد احادیث ہے قال رسول اللہ
صلعم فجاء بنو آدم الخ خواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر
میں روایۃ مرفوعہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ میں
اصح واعمد الباب ہے اگرچہ اوسمیں باعتبار طرق غرابۃ من وجہ ہے اور انقطاع
ہے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد الساری
شرح بخاری میں لکھا مگر تاہم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفا وخلفا متلقی بالقبول
بین العلماء الفحول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی
باورہ ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع
متجاوزۃ ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور جسنے حمل کیا عدد سبعہ کو اوپر اقالیم سبعہ کے وہ نامسند
ہے قال ابن کثیر ومن حمل ذلک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعۃ واغرق فی النزع وخالف القرآن
قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ میں نجعۃ ایک قسم ہے گھاس کی ادخر

جانور جباری کہاتا ہے اوس جانور کو فارس میں تغدری کہتی ہیں چنانچہ مشکوۃ شریف
میں حدیث ہے حتی تموت الحباری فی وکرہا درباره قحط سالی بسبب شامت ظلم ظالم
جانور مذکور اکثر کوہستان میں دور دور از رہتا ہے یہ تشبیہ ہے غلطی سے یاطلب
سے دور جا پڑنے میں اور قول ابن عساکر اور الوذر تفسیر میں اس آیۃ کی یہ ہے
دقیہ دلالۃ علی ان لبعضها فوق لبعض کالسموات موافق ہے مضمون روایۃ مذکورہ
ترمذی کو کہ جسمیں لفظ اندرون ما تحتها فلنا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخری مذکور ہے
لیس لبعضها فوق لبعض تا یتہ ہے کہ ظاہر ہے اور وہ روایۃ ترمذی مذکور ہے عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلعم اذ مرت سحابۃ فقال اتدرون ما هذه
فلنا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذه روایا الارض یعنی مشکیزه زمین کے تمام ال ان
تدرون ما بینکم وبینها خمسمائۃ سنۃ الی آخره حدیث طویل ہے مگر جسقدر متعلق
مطلب ہے نقل کی گئی مگر مخالف ہے قول ابن عباس رض کو صریح جیسا کہ حاشیہ
جمل میں ہے حکی الکلبی عن ابی صالح وعن بن عباس رض انہا سبع ارضین مبسطۃ
لیس لبعضها الفرق بینها البحار وتظل جمیعها السماء ۱۲ اور اس ہی کے قریب قریب
ساتھ تغییر یسیر کے ہے تفسیر روح البیان میں جو تالیف ہے شیخ کامل اسماعیل
حقی افندی کی آفندی کہتی ہیں زبان مصر میں بڑے عالم کو مانند خلیفی کے شہر کی زبان
میں وحکی الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رض انہا سبع ارضین متفرقۃ بالبحار یعنی
الحائل بین کل ارض وارض بحار لا یمکن قطعها ولا الوصول الی الارض الاخری ولا وصل
الدعوۃ الیهم وتظل الجمیع السماء فقط اس فقره تظل الجمیع السماء سے مفہوم ہوتا ہے مطلب
انبساط ارض سبعہ کا اور ہونا لبعض کا فوق لبعض لیس لظاہر منفاصلا کا جانب علو
ارتفاع مستوی مستقیم بطور اسطوانۃ قائمۃ عادلہ یعنی ستون سیدھا جو واقع ہو ملین سماء متنہ
الاعضی میں نہیں سمجھا جاتا ہا بلکہ ارتفاع مائل بطور اسطوانہ مائلہ یعنی ستون جھکا ہوا کہ

التطبیق حاصل ہو جاتی ہے اس روایت کے اور قول بعض کے جو یہ ہے و نہم من یری
ان الارض مسطح علی الانخفاض والارتفاع کدرج المراقی من تفسیر روح البیان
یعنی بانند درجہ زینوں کے یعنی سیڑھیوں کے شکل یکذا  بلندی
اور پستی کو بھی یہ شکل حاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یا یہ شکل ہو سکتی ہے
موافق تحقیق اہل حدیث شریف علما محققین کے در بارہ وارد ہونے
حدیث شریف کے بمقدمہ اوسط ہونے اور نیز اعلی ہونے 
جنت الفردوس کے اور اوپر اوسکی اور سب جنتوں کے لحاظ حیثیت
کے عرش الرحمان ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلی میں یہ ہے کہ ایک شی اوسط
بھی ہو اور اعلی بھی تو بدین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دایرہ متضمن یعنی
اسطوانہ مدور یعنی ستون گول جو درمیان دوایرستہ کے واقع ہے وہ سب دوایر
محیط اپنی سے مرتفع بلند ہوا اور دایرہ ششمی جو متصل اوسکی ہے وہ اس سے
کوچک ہو علی ہذا القیاس تا دایرہ متضمن جو حاوی اور محیط ہے سب دوایر اساطین بجہتہ
محاطہ اپنی کو یعنی ہر دایرہ محیط وہ ہر دایرہ محاطہ اپنی سے کوچک ہو جو شکل مدرج ہے تا فہم
لغایۃ الفہم تو وہ دایرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوسپر
بدین اعتبار صادق آتا ہے معا اوسط بھی ہونا اور اعلی بھی ہونا پس اگر دایرہ متضمن
حاوی اور سافل ہے جو سب سے کوچک تر ہے پڑھنا شروع کیا جاوے تا دایرہ
بلند تر تک جو درمیان سب دوایر کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و شروع کیا جاوے
وہی شکل مدرج پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض دوایر مذکورہ محیط مستقیم جو
بین مسامتۃ الراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اسطوانہ
بلہ کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت و فوق مجازی کے مثل القائم تحت
بارہ کے اخر سنی یعنی اپنی استاذ الاستاذ و الآفاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

اللہ

السطو
ملاؤ

القائم

دہلوی قدس سرہ سے دربارہ تفسیر اس حدیث شریف اعلاہا جنۃ الفردوس کے
فایعفہا طلاب الحدیث الشریف مگر جو کا بروایۃ انبساط الافلاح روایات شاہیہ کے خلاف ہے اور نیز
خلاف تصریحات صحابہ ہے مانند مفہوم حدیث شریف مذکور ترمذی وغیرہ پس قابل
لحاظ نہین قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی پیدا ہوتی ہین اب ذکر اونکا فضول ہے
باقی رہی تحقیق قول لا تصل الدعوۃ الیہم کی سو جاننا چاہیے کہ معنی اسکی یہ ہین کہ
ہر وقت لطور متعارف وصول دعوت نہین مگر بعض اوقات مین مانند دعوت جنات
طبقہ ارض علیا جنات ارض نصیبین کے جو حاضر ہوے لطن نخلہ مین کہ وہ ایک موضع
ہے مابین مکہ معظمہ اور طائف کے کقولہ تعالیٰ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن
فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین علی ہذا القیاس حاضری جنات لیلۃ
الجن ہین محصب مین متصل محلہ مقبرہ اہل مکہ کے مکہ معظمہ مین ایک دو بار جیسا کہ ذکر سکا مفصل
بعض قصاص مین سابقا ہو چکا پس مراد سلب خاص ہے نہ عام یہہ معاملہ دعوت نادر
اس طبقہ ارض علیا پر حالانکہ حاضری اور جنات کی یا التشریف لیجانے انحضرت صلعم کا
امر دشوار نہ تہا کافی سمجہا گیا درباب علیا نیہ کی مانند وفد عبد القیس کے لعذر حدیث مشکوۃ
انا لا ناتیک الا فی الشہر الحرام وبیننا وبینک کفار مضر فمرنا بامر فصل نخبر بہ من ورائنا ہم
ما ربع ونہاہم اربع الحدیث پس ہرگاہ ایک امر سہل الوصول مین عذر مذکور معتبر ہوا تو امر عسیر
الوصول مین بطریق اولی معتبر ہوا اور بصورت عدم وصول دعوۃ خیال سابقہ مین
اور قلال غایرہ مین اس طبقہ علیا پر نور عقل بجای رسول دربارہ قبول ایمان معتبر شرعی ہوا
مانند تحقیق امام فخر الدین رازی رح اور ایسا ہی قول حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح اور شیخ
ابو منصور ماتریدی لوزلا لوزا مین مذکور ہے اور تجویز رسول جو بزشرعی ناجائز ہا بسبب
استحالات مذکورہ قصاص سابقہ علی ہذا القیاس نظر بعموم بعثتہ کافۃ شاملہ جمیع طبقات بلکہ
زعم منع فرش طبقات سافلہ مین بہی بصورت عدم وصول رسول قبول علیم بوجبہ من الوجوہ

مانند عدم وصول اکثر بلاد طبقہ ارض علیا پہونچنا دعوہ کا بذریعہ ہداۃ غیر انبیاء مانند
تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ نسبت معنی و مطلب اثر ابن عباس رض سمجھنا چاہیئے
اور پر ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استحالہ شرکت فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
بہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہین آیا بوجہ فرق فیما حقیقی و مجازی مذکور بعلت
فرق کلی کے درمیان حقیقت اور مجاز کے فتامل ۱۲ اور مسلک امام فخر الدین رازی
کے تائید اس حدیث شریف صحیحین مین صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روز حشر کنار دوزخ پر
تشریف رکھتے ہونگے اور خازنان لوالعین مالک داروغہ دوزخ اونکو جو تحت شفاعت کبری
آنحضرت صلعم داخل ہوئے ہونگے بموجب ہدایت حقتعالی تبارک جلشانہ عم نوالہ
کر کے نکال نکال کر دوزخ سے باہر لاوینگے بشرطیکہ اوسکی قلب مین رائی کے دانہ کے
بھی برابر ایمان ہوگا پھر بلا ایکہ عرض کرینگے کوئی نہین باقی رہا اوسوقت پروردگار
جل جلالہ اپنے تین لپ بھر دوزخ مین سے نکالے گا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث
حثیات من حثیات ربی یعنی خیال کرنا چاہیئے تین لپین میرے رب کے لپون میں سے
یہ وہ لوگ ہونگے جنکو دعوہ انبیاء نہین پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
توحید اور حشر پر ایمان لائے ہونگے کہ امر معقول ہے اسلیے کہ جسپر اطلاق مبدا
اور منتہی ہر چیز کا ہو سکے وہ ذات وحدہ لا شریک لہ مصداق ہو الاول والاخر
والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال مین یگانہ کے اس مطلب پر براہ عقل پہنچ
سکتی ہین اور جو ذات کہ موجد ہو سکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیتہ اور آخریتہ
والظاہریتہ والباطنیتہ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتی ہین قادریتہ کاملہ پر وہی
ذات معفی اور مہلک ہو سکتی ہے اور وہ پر قادر ہو سکتی ہے کہ اعادہ ایجاد بھی
ہوون ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوۃ شریف مین مروی ہے دیوانون علیہ
یہہ ارشاد آنحضرت صلعم الذا گا الجنہ بہ نسبت منکرین حشر تفہیماً و تمثیلاً و تقریراً الہم فی

فانہم عن جہنم بعادون ہے دربرنہ بلینی قدرت مطابقہ سر صعب و سلب آسمانی مین نذر
خواری اور ذلت اور ناپیدا ہی و ناہنجاری مین متساوی لا تقدم مین ایتے سبب
نہین جیتے شہر لیں ثابت ہوا مانند نبوت رکن توحید کے براہ عقل باقی امر رسالت حقیقی ہے
جو کہ منشا تفاصیل شرعی ہے اور حاوی جزئیات ہے اوس سے وہ لوگ معذور رکھی
گئے مانند مقطوع الید الی المرافق کے اور مقطوع الرجل الی الکعبین حقیقۃ یا اتفاقا یعنی
ہوں غسل سے دربارہ وضو معذور شرعی ہین بسبب فقدان محل کے چنانچہ یہ مسئلہ
جزئیہ فقہیہ ہے کہ علی ہذا القیاس جس جگہ وقت نماز بعض ایام مین بسبب طلوع فجر کے
قبل الغروب مفقود ہوتا ہے یعنی اس ملک کے لوگ کی نماز عشاء فرض نہین فتاوی شبلی وغیرہ مین ہے بس
علی ہذا القیاس لیا یا ارسل سے یہ لوگ جو مکلف ایمان توحید اور ختم ہے ہوا اور
رکھی گئے یہ لوگ بمقتضاء الرحمان کہ رحمت مین بہشتی ہونگی چنانکہ وارد ہے حدیث صحیح بخاری
وغیرہ سے اول توجیہ تو جہہ اثر کو مین معتبر اور منظور کرنی چاہیے جو سلف صالحین
مانند قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ کے نقل ہے کہ مراد انبیاء یہ نادی عربی ہین کیونکہ
آخر ایک نقطہ جو دلالت کرتا ہے شخص متوسط پر بولا گیا اور وہ مصروف ہی الحقیقت سے
المجاز نزدیک سلف صالح بمعنی ہادی عربی قرار دیا گیا بند حدیث شرایت کی کوشش
واعظا ہون کہ مجاز مرہ ظاہر پایا کہ جسکی دلایل نقلی و عقلی سے تمام قساطیس لبریز
ہین واجب القبول ہے والا اتباع مسلک امام فخر الدین رازی رحمۃ جو بعد امام ابو حنیفہ اور
ابو منصور ماتریدی کی نقل کر لیا گیا یہی کہ احکام شرعیہ ... تمام احکام شرعیہ اور منضبط ہے
سے جیسا کہ گذر گیا بسبب ہاوم ہو الجاء افتراق و دلائل متنازعہ اور براہین ناقہ
عقلیہ و نقلیہ بصورت وجود ہونا فیما بین ارضین سبعہ الا حتی باقیہ ستہ متعلق احکام
تعبدی و تشریعی بموجب کہ بدلیل علما متکلم شرع عقد و ضبط جاتا ہے اس حصص
ارض علیا پر اور پر خاتم النبیین صلعم کے بالتشریع آپ سے اور پر انبیاء علیہم السلام

سالے وحصول دعوۃ بذریعہ آن بلاواسطہ غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مراد نزول
امر سے نزول مذکور ہے چنانکہ شارح مسلم قسطلانی سے جو شرح بخاری کے مذکور ہے
وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من تقدیر یسمی بھذہ الاسماء وھم رسل الرسل
الذین یبلغون انبیاء اللہ ویسمی کل منھم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسل ملائکہ کے
قولہ تعالی اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس الاٰیۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
رسول شرعی نہیں ہیں جو بمعنی نبی شرعی ہیں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوۃ الخلق الی الحق
ہو بلکہ صرف پیغام رسانی ہی ہے اور یہ ظاہر ہے تعریف رسول اور نبی مصطلح شرعی
سے کہ ہو انسان بعثہ اللہ الخ پھر کیا اشتباہ ہے اور فرق ہادیان غیر انبیاء
میں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں اور ملائکہ مذکورہ میں جو آگے
ہو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
جنات اسواسطہ کہ اس گروہ کو نفس عدم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہادیان غیر نبی کے لیکن شرکت جنات کچھ مضر
مطلب نہیں فافہم اور جاننا چاہیئے اگرچہ نزول وحی بظاہر متعلق بقصص واخبار
ماضیہ اور آتیہ اور اطلاع دہی بعض امور مخفیہ مانند نجاست پاپوش مبارک آنحضرت
صلعم علیہ حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رض مرویہ صحاح خصوص
بخاری شریف اور مخفی ہونا جرو کلب یعنی پلا کتے کا مرویہ مشکوٰۃ شریف اور
مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوتے مگر مآل کار متعلق باحکام ہے لہٰذا بتغیر
احکام نسبت ان امور کے بنظر غائر پس ہر گاہ منزل اور محل اوسکا رسول و نبی
ہوا کہ جو مرسل و مبعوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی تکلیفی
ہے بخلاف قسم دوسری کے یعنی از قسم واوحی ربک الی النحل کہ یہ جو بمعنی الہام کے
برابر ہے کہ ذی عقل نہو مانند نحل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ واوحینا الی ام موسی

ان ازقسم ہے کیونکہ اگرچہ یہ وحی اور حضرت موسیٰ کو خضر یا جسکا مرہ ساعت نزول جبرئیل
سے مسائل اس باب کے پیدا ہو سکتی ہیں مگر یہ خبر ہے جو راجع طرف امر تشریعی
ہو اور بوسیلہ استنباط غیر نبی ہو جو مانند قیاس علما اور مجتہدات تفریع اور تشبیہ اور
تخریج کے جو بلا وساطت غیر نبی راجع طرف نبی کے ہیں فافہم ولا تتہم والسلام
اور بصورت عدم وجود مکلفین طبقات سافلہ کے مراد نزول امر سے وہ وحی ہے
جو متعلق بتکلیف احکام نہ ہو بلکہ صرف از قسم دیگر ہو جو کہ متعلق بنظم و نسق عالم اور
تفویض و تحویل ملائکہ مدبرات امر ہے جو جارحہ تدابیر کارخانجات الٰہی ہیں یعنی بالعموم
عام از قسم تربیت محض ہو یعنی خاصیہ ہو جس سے عالم اسباب وابستہ ہے کہ سنت
الٰہی اس ہی روش پر جاری ہے جسمیں تبدیل عنوان تجویز ہے نہیں الا ما شاء اللہ
مانند خرق عادہ جسکا منشا رسالت یا نبوۃ علیٰ اور نیز مربوط فیض و سکی کا ہو دلایت ہے جو تعبیر
با عجاز و کرامت ہے یا دیگر قسم نظر بنا بر وسحر وغیرہ تو وہ قابل اعتبار نہیں اس
باب میں مثلاً بارش بدون وجود ابر یا وجود داخل ہوسکے تحت قدرت الٰہی جلشانہ
کے ظہور اور سکا طریقہ سلوک نہیں مثنوی مولانا روم قدس سرہ۔ دیدہ اسی کہ
کنترۂ خود بد سے گندم از گندم بروید جو ز جو یس عام ہے اس سے کہ مراد ہم
سے وحی تکلیف بالاحکام ہو جو امر تشریعی ہیں یا وحی تدبیری اور انتظامی اور
انتساقی ہو جو امر تکوینی ہیں کیونکہ لفظ امر از قبیل اشباع لغت ہے معا قولہ تم

یتنزل الامر الوحی یتنزل بہ جبرئیل ۱۲ جلالین ۱۲ قال فی حاشیۃ الجمل تحت قولہ

ینزل بہ جبرئیل قال القاری لم یجد ہذا القول لغیرہ من المفسرین اذ غایتہ من فسر الامر

بالوحی قال فی تفسیر قولہ بینہن ہی الارض العلیا التی ہے ادلاہا و بین السماء السابعۃ

التی ہے اعلاہا اس فقرہ میں صاف ظاہر ہے کہ وہ مطلب جو ہمنے تحقیق کیا یعنی محل
نزول وحی تکلیف بالاحکام یہ ہے طبقہ زمین علیا ہے جو مقتضی ہے حضرت خاتم النبیین

صلعم کا کیونکہ ایک جانب ارض علیا سمجھنی چاہیے اور دوسری جانب ہر ہفت آسمان
من حیث المجموع کیونکہ جبرئیل علیہ السلام وحی مذکور لاتے تھے بالا سے ہر ہفت
آسمان سے اور اتر جاتے تھے روی زمین علیا پر جو کہ مقر تھا اوسکا یعنی وحی کا
کہ رسول اللہ رسول امین رسول کریم تھے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ع امام رسل
پیشوای سبیل ۔ امین خدا مہبط جبرئیل ۔ اور یہ توقف ملا علی قاری رح سے یعنی
یہ کہنا کہ نہیں پایا ہمنی یہ قول واسطہ کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
جلال الدین محلی رح یہ مبنی ہے اوپر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالاحکام
ہو پس نفی مذکور نفی اس کیفیت کی ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
ہمیشہ احکام اور تکلیف ہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
اور اور قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع ارضی سافلہ و عالیہ کو اور ہر
آسمان کو قولہ تعالیٰ واوحی فی کل سماء امرہا فافہم و فی حاشیۃ الجمل و ہذا التوقف من القاری
مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالاحکام ولیس بلازم لامکان حملہ علی وحی
التصرف فی الکائنات پس جاننا چاہیے کہ اس تحقیق معنی عبارت جلالین اور حاشیہ
الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس دور ہو گیا اور سے شیخ جلال الدین
محلی رح کے جو بحریۃ عبارت دافع الوسواس نے آخر صفحہ اپنے میں کیا تھا ساتھ لفظ
بے باکی کے یعنی نسبت کے تھی قلت تدبر اور تتبع کی طرف شیخ موصوف رح کی درانہ
انتہی عیش بنفسہ سعفا مورتکار کی چہرہ خود است و عبارت الخطیب والاکثرون علی
ان الامر ہو القضاء و القدر تعالیٰ ... یکون المراد بقولہ تعالیٰ بینہن اشارۃ الی ما بین الارض
السفلی التی ہی اقصاہا و بین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا فیجری امر اللہ و قضاؤہ
و ینفذ علمہ فیہن و عن قتادۃ فی کل ارض من ارضہ و سماء من سمائہ خلق من خلقہ
و امر من امرہ و قضاء من قضائہ و قیل ہو ما یدبر فیہن من عجائب تدبیرہ و قیل

فینزل الامر فیہن کحیاۃ لبعض وموت لبعض وغنیٰ قوم وفقر قوم وقیل ہو ما تدبیرہ فیہن من عجائب تدبیرہ فینزل المطر ویخرج النبات ویاتی باللیل والنہار وبالصیف والشتاء وتخلیق الحیوانات علی اختلاف انواعہا وہیاٰتہا فینقلہم من حال الی حال قال ابن کیسان وہذا علی اتساع اللغۃ کما یقال للموت امر اللہ وللریح والسحاب ونحوہا اور تصدیق اس قسم کی وحی کی حدیث شریف مشکوٰۃ میں موجود ہے جو حکایۃً احوال بنی اسرائیل سے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص جاتا تھا راہ میں سنا اوسنے کڑکا بادل کا اور دیکھا چمکا ٹ اوسکا اوس کڑکے میں آواز یہ تھی کہ اسق حدیقۃ فلان یعنی پلا پانی فلانے شخص کے باغچہ کو اوسکا نام لیا اور وہ ٹکڑا ابر کا ایک طرف کو چلا اوسکے پیچھے پیچھے یہ شخص بھی چلا تو وہ ابر ایک پہاڑی پر برسا پانی نالیوں کہا لیونمین جمع ہوکر ایک کہیت میں گیا وہان ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی کہیت کو بیلچہ سے سنوارتا ہے اوس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اوسنے وہ نام بتایا جو اسنے سنا تھا ابر کے ٹکڑے میں اس سے پوچھا کہ اے بندہ اللہ کے تو کیا کیا کرتا ہے اوسنی کہا تین حصہ کرتا ہون ایک حصہ فقرا کو دیتا ہون دوسرا حصہ اہل وعیال کو اور اپنے خرچ میں لاتا ہون تیسرا حصہ مصارف کاشتکاری میں صرف کرتا ہون اوسنے کہا یہی وجہ ہے تیری اس عزت اور وجاہت کی عند اللہ فقط اور علی ہذا القیاس جاننا چاہئے کہ طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی ہوتی ہے کہ اے جبرئیل ہم دوست رکھتے ہیں فلانے بندہ کو تو بھی دوست رکھ اوسکو حضرت جبرئیل اس وحی کو آسمانوں میں پہونچاتے ہین حتی یوضع لہ القبول فی الارض یعنی یہانتک کہ اوتاری جاتی ہے اور رکھدی جاتی ہے واسطے اوس بندہ کے قبولیت زمین مین رزقنا اللہ تعالے اور علی ہذا القیاس حال مبغوضیت کسی بندہ کا معاذ اللہ منہ اور علی ہذا القیاس جاننا شیاطین مسترقین کا طرف آسمان کے

اوپر اتلی ایک دوسرے پر قطار باندھ کر اور کچھ ایک آدھی بات منجملہ احکام صادرہ
ہے جو کہ کار پردازان جریان قضا و قدر کے نسبت صادر ہوتے ہیں کارخانجات
الٰہیہ میں سن آتے ہیں جسوقت کہ او پر رجم ہوتا ہے بھاگ آتے ہیں نیچے اور وہ
ایک آدھ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سن آتے ہیں اپنے اخوان کو جو اخوان الشیاطین
ہیں کاہن اور اہل نجوم وہ سو جھوٹ اور اپنی طرف سے ملا کر انکو خبر دیتے ہیں وہ
اپنے معتقدین سے کہتے ہیں آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا ہوتا ہی اوسکی معتقدین
کل کلام کو اوسکی راست سمجھتے ہیں کہ اس شخص کو غیب ذاتی ہے معاذ اللہ منہا حفظ اللہ علم
قال الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل الحنفی الافندی رح فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
تحت تفسیر الآیۃ الشریفۃ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
ہذہ الایۃ ہی نص علی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی
والاحری لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولا عکس
وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلعم من رحمۃ اللہ بالعباد ارسال
محمد صلعم الیہم ثم من تشریفہ لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ
فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ہذا المقام
بعدہ کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وتشعبد واتی بانواع السحر والطلاسم
والنیرنجات وکلہا محال وضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل المذکور فی تفسیرہ
المذکور قریبا منہ غیر بعید وتنبأ رجل فی زمن ابی حنیفۃ رح وقال امہلونی حتی اجیئ
بالعلامات فقال ابو حنیفۃ رح من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی
کذا فی مناقب الامام وفی الفتوحات المکیۃ وانما لم یعطف النبی السلام الذی
سلم بہ علی نفسہ بالواو علی سلام الذی سلم بہ علی نبیہ ای لم یقل والسلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیک ایہا النبی لانہ لو عطفہ علیہ وقال والسلام

علينا لتوهم السلام على نفسه من جهة النبوة وهو باب قد سده الرسل كما سد باب
الرسالة من كل مخلوق بعده الى يوم القيامة وليتيقن بهذا ان لا مناسبة بيننا وبين
رسول الله صلعم فانه في مرتبة التي لا ينبغي لنا فانه يرد نا بالسلام علينا في طور نا
غير علمنا والمقام المحمدي ممنوع له دخوله لنا وغاية معرفتنا بالنظر اليه كما ننظر الكوكب
في السماء وكما ينظر اهل الجنة السفلى الى من هو في عليين فقد وقع للشيخ ابي يزيد البسطامي
رح في مقام النبي صلعم قدر خرم ابرة تجليا لا دخولا فاحترق وفي الفصوص من شرحه للجامي
لا نبي بعده مشرعا او مشرعا له والاول هو الآتي بالاحكام الشرعية من غير متابعة
لنبي آخر قبله كموسى وعيسى ومحمد عليهم السلام والثاني هو المتبع لما شرعه النبي المتقدم
كانبياء بني اسرائيل اذ كلهم كانوا داعين الى شريعة موسى فالنبوة والرسالة منقطعة
عن الموطن بانقطاع الرسول الخاتم فلم يبق الا النبوة اللغوية التي هي الانباء
عن الحق واسمائه وصفاته واسرار الملكوت والجبروت وقد قال قريبا من هذا البدر
اسطو وقال في الاشباه في كتاب السير واذا لم يعرف ان محمدا عليه السلام آخر الانبياء
فليس بمسلم لانه من الضروريات انتهى وقد روى في العالمگيرية نقلا عن اليتيمة
مثل ما نقله في روح البيان عن الاشباه فعلم الله علم بالصواب۔

قسطاس ہفتاد و چہارم کہتا ہوں میں کمال تحقیق فتوحات مکیہ بھی قطع
شرکت میں ہے نبوت محمدیہ سے اور رسالتہ محمدیہ سے صلعم ہر گونہ خواہ بطور نبوۃ
صرفہ ہو یعنی شریعت نبی سابق کا تابع ہو یا خود مستقل التشریعیہ ہو بطور رسالت
کے عموما وخصوصا اور خود تفسیر عباسی میں تحت آیہ خاتمیہ اس قسم کا مضمون
موجود ہے صریح کہ انبیا کو ختم کیا ساتھ خاتم النبیین کے صلعم یعنی کوئی نبی باقی
نہیں رہا کہ مبعوث ہو اور نیز قسمہ ابتدائی حو تال کا راجع ہے طرف شرکت ہی کے
فی الجملہ جیسا کہ قساطیس میں ہماری تحقیق و تدقیق مدلل مفصل و مجمل مسطور ہے فتہا

ولکن رسول اللہ ولکن کان محمد رسول اللہ وخاتم النبیین ختم اللہ بہ النبیین فلا یکون
نبی بعدہ ١٢ من تفسیر عباسی ﷺ ولیکن پیغمبر خدا است و مہر پیغامبران است یعنی بعد از وی
ہیچ پیغمبر نباشد ١٢ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ١٢ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن
حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ۔ قد تم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من شہر رمضان
المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ خیر من الف لیلۃ اعطیتہا امتہ خیر الامم
امتہ خاتم النبیین نبیا آخر الزمان علیہ صلوۃ اللہ الرحمان۔

قسطاس ہشتاد و پنجم بعید نہین بلکہ قریب تر ہے کہ مثبتین خواتم ستہ
عجب نہین کہ بحوالہ حدیث ان اللہ تعالی خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواتم ستہ
کرین جسکو روایت کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ محی الدین محمد بن العربی قدس سرہ
نے فتوحات مکیہ مین اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف
کعبہ معظمہ شرح اس حدیث شریف کی بدینطور کی کہ یہہ خطور ہوا کہ یہہ معاملہ عالم مثال
سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجیہہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
قدس سرہ نے اسطور پر کی کہ جس سے تعدد ادادم ثابت ہو بلکہ توحد آدم ثابت
ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام مین بیان کرینگے فقط
اور تحقیق حضرت مجدد منجملہ مکاتیب اونکی کے مکتوب پنجاہ و ہشتم جلد ثانی مین موجود ہے
جو بنام خواجہ محمد تقی صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا اسمین کہتا ہون کہ اس سے
مطلب حاصل نہین ہوسکتا بلکہ معاملہ دگرگون ہے بچند وجہ اول تو خود ناقل حدیث
نے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور منافات بگری
مثبتین خواتم ستہ اور نافین اونکی کے درمیان عالم استادہ واقع ہے چنانکہ حضرت
مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہہ عالم شہادت سے نہین بلکہ شعیدہ ناسے عالم

مثال سے ہے ہم اخیر میں عبارت مکتوب مذکور اس باب میں بعینہ نقل کر دینگے
دوسرے یہہ کہ مسوق لہ الکلام بالغرض اس حدیث کا تعدد آدم ہے نہ خواتم
اور کچھ ضرور نہیں کہ تعدد آدم مستلزم ہو تعدد خواتم کو بالمعنی المصطلح الشرعی جو
عبارت ہے نبوت اول سے جو عوض ہے آدمیت سے ارباب شرع کو علی ہذا القیاس
خاتمیت سے اسواسطے کہ آدمیت مجامع ہے اولیت شرعی و ہم عقلی کو حال شرعی بعا دم
ہو چکا حال عقلی اول نقطہ سلسلہ پیدائش نوع انسان ہے بخلاف خاتمیت کے کہ وہ مغائر
ہے خاتمیت عقلی ہے اسلئے کہ خاتمیت شرعی یعنی وصف خیبر خاتمیت عقلی سے منتہی ہو چکی ساتھ
حضرت خاتم النبیین صاحب کے اور حالانکہ سلسلہ عقلی افراد بشری تا قیام قیامت
باقی رہے گا پس ضرور ہوا کہ احکام و آثار آدمیت مذکورہ یکساں ہوں احکام و آثار
خاتمیت مذکورہ کو یعنی تکثر ادادم سے لازم نہیں آتا تکثر خواتم جو اس حدیث شریف مذکور سے
مطلب اہل مطالب حاصل ہو اور بالفرض اگر بطور مقتضی نقص اس مطلب پر اشارہ بھی پایا
کیا جاوے تو اول تو یہہ امر برآمد ہوگا عالم مثال پر تا کہ فرع مطابق اصل ہو موافق تحقیق
حضرت شیخ اکبر کی جو خود ناقل حدیث ہیں اور مسلم العارفین ہیں علم ظاہر اور علم باطن میں
علی ہذا القیاس تحقیق حضرت مجدد قدس سرہ مطابق تحقیق شیخ اکبر قدس سرہ کی کہ ہر دو بزرگوار
متفق ہیں اور دونوں مذکور ہیں سابق عالم مثال کی سب کتابوں میں مطلب تعدد و تکثر آدم نہیں جیسا عنقریب بنقل حکایتہ واضح ہوگا
اور قطع نظر اس سے اگر متعلق عالم شہادہ ہو سب کتابوں میں مطلب تعدد اور تکثر ہی جو قاطع نقاط مذکور ہے بطور
تحقیق حضرت مذکورہ بھی اور پھر تکثر ہو تو مخالف ہے نصوص قطعیہ کے جو درباره آدمیت اور
خاتمیت وارد ہیں کہ وہ تقاضا سے کرتے ہیں صراحتہ و اشارۃ و اقتضاءً توحد آدمیت اور
خاتمیت مذکورہ کو جیسا کہ تمام مسا طیس دلائل عقلی و نقلی سے پر اور بالا ہاں ہیں لہذا یہہ حدیث
شریف بھی او ہو تب مانند اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آدم کا دکم الی آخرہ متعین ہے
اثنا دیل لازم التوجیہ ہو کے مانند توجیہ امام قسطلانی وغیرہ کے اثر مذکور میں تیسری یہہ کہ

بالفرض بالتقدیر اگر حضرت صوفیہ سابقیہ کرام میں سے اکابر مانند شیخ اکبر و شیخ کبیر
صدر الدین قونوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ ثانی شیخ محب اللہ
الہ آبادی وغیرہم کا قول مکشوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدانخواستہ
باینکہ کسی طور سے توجیہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب مشہور اور مقبول نہیں ہو سکتا
اور نہ قابل اعتقاد و انقیاد و اتباع ہے اول تو یہہ کہ بنا اصول دین اوپر مکاشفات
اور الہام اور رؤیا اور وقائع اور منامات اور تمثل اور لطائف اور رشتہ یعنی اونگھ اور نیند
وغیرہ حالات پر نہیں چھوڑے گئے بلکہ اوپر وحی کے فرمایا ہے ہاں اگر
یہہ امور موافق اصول دین ہوں تو معتبر ہیں ہمارے مؤیدات دین ہے ہیں کیا
نہیں دیکھا تو نے ای طالب منصف کہ دیکھنا آنحضرت صلعم کا خواب میں باوجود
چہیالیسویں حصہ نبوت کے کہ برداز نبوت میں سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض
حواشی میں گذری دیکھنے والی کو صحابی نہیں کہہ سکتی چنانچہ تکمیل الایمان
میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ لکہتی ہیں بالجملہ نصیحت آنست
کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع آئمہ
مجتہدین باید بود خصوصاً در بارۂ اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشائخ
باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجیہ و تطبیق کلام ایشان
با کلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نہاد و کار
باید کرد و اگر استعداد کاملست و نیتہ صادق و مجاہدہ قوی آنچہ از احوال و مواجید
و انوار کشف و یقین است خود پرتوہ خواہد انداخت از تقوہ و تکلف و تقلید
در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و باللہ التوفیق و فقنا اللہ و ایاکم
لما یحب و یرضی ۱۲ اسی گو ہم با اینہمہ معارف و مکاشفات و حالات رفیع و علو مرتبہ شیخ اکبر
موصوف قدس سرہ سے در بارہ اجتہاد در مسئلہ ایمان فرعون لعین میں خلاف ہاں

اراکین دین و اساطین ارباب شرع متین و در عالم مکاشفت و معارف یقین آئے
مسئلہ غلطی اور خطا اجتہاد مین صادر ہوئی کہ کہا فصوص الحکم میں بابت فرعون کے ایمان ظاہر
مطہراً اور منہم شیخ اکبر موصوف نے فتوحات مکیہ مین خلاف اسکی لکھا کہ دوزخ را
مراتب و درکات است بعضها اشد من بعض و درکہ از درکات اوست کہ برای
اہل عتو و استکبار بر حضرت رب العزۃ است کہ اشد و اغلظ انواع کفر است مثل
فرعون و اشباہ او مگر یہ شیخ اکبر موصوف کو غالباً یہ حدیث پہونچی کی ہو جو حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان مین نقل کی فرمایا آنحضرت نے جسوقت ابوجہل
لعین جنگ بدر میں مارا گیا مات فرعون ہذہ الامۃ لیس واضح ہوا کہ فرعون کا فر مرا
مانند ابوجہل کے جبانکہ زیادہ تحقیق اسکی معہ رد و قدح لیبا تکمیل الایمان مین ہے
اور رد اسکی لقب فرعون رضانی کے نسبت ابوجہل کے منشا ر لقب شرعی پایا
گیا بخلاف لقب خو اتم سند کے فافہم مین کہتا ہون کہ ہرگاہ دربارہ اعتقادیات
پایہ اجتہاد بطرز علم ظاہر جو مراد ہے استنباط کرنے نصوص آیات و اخبار سے
وہ جو قوی ہے کہ مسئلہ اجماعی ہے اوسکا یہ حال خطا ہو تو بطور مکاشفت اس باب
مین خصوص بصورت مخالفت نصوص سدادیہ شرعیہ قویہ کے مقابل مین تو کوئی
چیز ہی نہین بشرطیکہ موجب ہو سکی ہے فافہم اور وہ عبارت مکتوب حضرت مجدد قدس سرہ
موعود بالنقل یہ ہے حکایتی می آرد در بعضی مشاہدات عالم مثال کہ در وقت طواف
کعبہ معظمہ جنید ظاہر شدند کہ ہمراہ جمعی طواف می کنند کہ من الشائز انہم لیناسہم و در تنہای
طواف ایشان دو بیت عربی خواند کہ یکی ازان دو بیت اینست ع
لقد طفنا کما طفتم سنینا ٭ بہذا البیت طراً اجمعینا — یعنی البتہ تحقیق طواف کیا ہمنی جیسا
کہ طواف کیا تمنی سالہا سال ساتھ اس بیت کے سب نے چون این بیت شنیدیم
در خاطر گذشت کہ اینہا ابدان عالم مثال اند متعارفین انحطور کی انہیں بجہانبات

نگاه کرد و فرمود که من از جملهٔ اجداد تو ام پرسیده از مثال
تو خبر بود که از عمر من زیاده از چهل هزار سال است من بروی تعجب
گفتم که از ابتدای خلقت آدم ابی البشر علیه السلام تا عدم هفت هزار سال
تمام شده است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این آدم است که در اول
دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرمودی همین و متفق حدیث نبوی علیه السلام
که سابق تحریر یافت بخاطر گذشت که مویدا منقول است تحقیق ما فکر نادرین مسئله
بعنایت الله سبحانه انچه برین فقیر ظاهر گشته است آنست که آنهمه آدم که پیش
از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند وجود شان در عالم مثال بوده است
نه در عالم شهادة همین حضرت آدم است که در عالم شهادة موجود گشته است
و در زمین خلافت یافته است و مسجود ملائک شده است تا آنکه تا فی الباب آدم
چون بر صفت جامعیه مخلوق گشته است و در حقیقت خود لطائف و اوصاف بسیار
دارد پیش از وجود او لعبرون متطاول هر وقتی از اوقات صفتی از صفات یا
لطیفه از لطائف او بایجاد خداوندی جل سلطانه در عالم مثال موجود گشته و
بصورت آدم ظاهر شده و مسمی باسم او گشته و کار و بار آدم منتظر از وی
بوقوع آمده حتی که توالد و تناسل که مناسب عالم مثال است نیز بظهور پیوسته
وکمالات صوری و معنوی مناسب ان عالم نیز یافته و ثنایان عذاب و
ثواب گشته ملائکه در حق او قایم شده بهشتی به بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد ازان
وقتی از اوقات بمشیته الله تعالی صفتی یا لطیفه دیگر از صفات و لطائف او در
همان عالم بصفته ظهور آمده و کار و بار که از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز
بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخهٔ جامعه در عالم شهادة
بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و بفضل او تعالی معزز و مکرم شده اگر

قصہ ہزار آدم را مثلاً آخرین آدم اند و دست و پای موئینہ و عبادی و مقبولات
وجود او شد چہ شیخ بزرگوار کہ زیادہ از چہل ہزار سال فوت او گذشتہ است لطیفہ
بودہ است در عالم مثال از لطائف چہ شیخ کہ بعالم شہادت وجود داشتہ است
د طواف بیت اللہ کہ میکرد و چہ کعبہ معظمہ را نیز در عالم مثال تشبیہ بصورتے بودہ است
کہ اہل آن عالم را قبلہ بودہ این فقیر در ینباب نظر را دور دور رسانده و تعمق بسیار نمودہ
بہین عالم شہادت آدم دیگر بنظر نیامدہ و غیر از صعید ہای عالم مثال نیافتہ چنانچہ یکصد
سی و کم جلد ثالث میں بنام ملا بدر الدین حضرت مجدد نے تحریر فرمایا ہے تمہارا مکتوب خیالی
و ظہور مثالی اعتقادیات مقررہ اہل سنت و جماعت را انکار السعیہم اند دستہ نمیشد
و بخواب و خیال خود غرہ نشوند کہ نجات بی متابعت این فرقہ ناجیہ متصور نیست بعد حضرت
مجدد نے فرمایا کہ یہ خاتمہ علمی نہیں اور اس آدم علیہ السلام کی مبالغہ نہیں جن
لوگوں کے دلمیں مرض ہے ان حکایات سے تناسخ سمجھ جاتے ہیں اور قدم عالم
کے قائل ہو جاتے ہیں اور قیامت سے انکار کرتے ہیں معاذ اللہ فقط بس کہتا ہوں
میں کہ منشا کلام ان بزرگوار اہل مکاشفہ کا یہی ہو کہ اور آدم نہیں ہے لوگوں
و تکثر آدم کے قائل نہیں بلکہ توحد آدم کے قائل ہیں اسلئے کہ عالم مثال انعکاسی
ظلی الوجود ہے ایک مرتبہ ہی مراتب ستہ وجود میں سے منجملہ مراتب ثلثہ متنازلہ
زمرہ ممکنات سے موافق تحقیق حضرات صوفیہ کرام کے آخر اس حدیث شریف
ان اللہ خلق مائۃ الف آدم کے تاویل اور توجیہ ہر دو بزرگوار سے کی اور صرف ظاہر
مراد الفاظ پر توجہ نکری اور جہتہ علم مکاشفہ میں اور جہتہ علم ظاہر میں توفیق دی اس لیے
کہ خلاف نصوص قطعیہ ہے اور مردود ہے کما ہو لفظ مائۃ الف آدم سے کہ عدد مذکور مراد
نہ محض کثرت مراد ہے اور فوق الواحد کثیر ہے اس علم التصوف میں خصوصی بحث
وحدت وجود میں مثال اسکی یہ ہے کہ وجود ظلی باعتبار تقاضاے اپنی معکس

مجلی ہے کبہی کثیر اور کبہی واحد اور کبہی کبیر اور کبہی صغیر اور کبہی دقیق اور کبہی عریض نمایان
ہوتا ہے اور کبہی متحرک اور کبہی ساکن فافہم ولا تتوہم لیس علی ہذا القیاس موافق توجیہ
اس حدیث ان اللہ خلق الف مائۃ آدم کے فقرہ اولی اثر ابن عباس رض مین جو
فیہ آدم کآدمکم ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے نقل کی ہے وہ بہی
مراد ہے جو مطابق ہے مضمون عقاید اسلام کے پس مطابق مہدرات اثر کے مقطع اثر
مین جو فقرہ فیہ نبی کنبیکم اور فیہ محمد کمحمد بروایتہ دیگر ہے تو بہرصورت دہر پہلو بطریق اول
توجیہ و تاویل واجب ہے اسلئے کہ مرتبہ اثر کمتر از خبر ہے اور نیز مرتبہ خاتم افضل تر ہے
مرتبہ اول سے جو آدم ہے فقط انصاف شرط ہے۔ موعظۃ حسنہ صدور خطا عیب
نہین اکابر ہی سے صادر ہوتی ہے اور اونہون ہی کی خطا کا بہی اعتبار ہے جنکی
صواب کا اعتبار ہے نقص فضل و کمال و دیانت نہین بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا
طریق اکابر سلف صالح ہے زیادہ تر دل نجس ہے امام ابو حنیفہ رح سے مقابلہ تلامذہ
اپنے کے صدہا مسایل مین رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز افتخار دارین اونکی کا
ہوا ورنہ موجب تنافر اور تخالف و تعاند و ستمگری اونکی کا ہوا بلکہ بموجب اس حکم حدیث
شریف لاتباغضوا ولا تدابروا ولا تقاطعوا وکونوا عباد اللہ اخوانا اور موجب
تآلف اور توانس ہوا۔ مخلص دوستدار عالم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل
حکایت اپنی معاینہ کی کرتا ہے کہ سنہ ۱۲۵۸ ہجری قدسی اثنای سیپارہ سنن ابی داؤد
مین پیش خدمت حضرت اوستاذی اوستاذ الآفاق مولانا الحاج محمد اسحاق محدث
قدس سرہ شاہجہان آباد مین وقت چار گہڑی روز برآمدہ سبق پڑہتا تہا اور
پانچ چار صاحب جو ہمیشہ سامع رہتے تہے وہ بہی موافق معمول حاضر تہے ایک شخص نے آکر
ایک فتوی پیش کیا حضرت صاحب نے ملاحظہ سے اوسپر مہر ثبت فرما دی دوبارہ اثنای سبق
مذکور مین وہی شخص آیا کاغذ سابق مذکور اور فتوی دوسرا لایا پیش کیا حضرت نے

ممدوح نے بعد ملاحظہ فرمائی ہر دو کاغذ مہر اور دستخط اپنے اوتار کر اوس کاغذ کو پارہ
کر دیا فرمایا کہ غلط تہا اور دوسرے کاغذ پر مہر و دستخط مبارک اپنے حسب اوس کاغذ کے
مہر و دستخط اپنے ثبت فرمائے اور یہ کہا کہ میری طرف سے خدمت مین جناب
مولوی کریم اللہ دل کنوے والہ کی یہ عرض کرنا کہ مین آپ کا بہت مشکور ہوا
مدت العمر اس احسان کی تلافی مجہسی نہوگی آپ نے میری دستگیری کے آیندہ کو بہی
ایسی ہی عنایت کا متمر صد ہون فقط عرض کہ اسطرف مولوی کریم اللہ صاحب نے
آدمی مذکور کو معہ کاغذات مذکور روانہ خدمت مولانا کیا اور اوسطرف وہان مجمع مولوی
حاجی محمد قاسم شاہجہان آبادی وغیرہ متر صد شروع بنیاد مناظرہ برقرار تہا جو اس
اثنا مین پیامبر مذکور نے ماجرا گذشتہ عرض کیا اوسوقت سب صاحب افسردہ
ہوئے آخر کار مولوی حاجی محمد قاسم صاحب موصوف نے یہہ فرمایا کہ اے صاحبو
اس شخص سے اگرچہ ہمکو مخالف مسایل چند ہے مگر یہ فرشتہ ہے انسان ہو
تو ہمنا فشہ دیا ہے پس اللہ تعالی نے مولانا حضرت استاد کی اسمین زیادہ تر رونق
اور عزت بذریعہ اس حق شناسی کے بڑہائی کہ آج تک مالک خلق تک یادگار
منقول رہے گی او نتیجہ حق شناسی او حق پرستی آخرت مین تو ایسے ہی
لوگون کے واسطے ہے فقط اللہم ارزقنا اتباع الحق آمین ثم آمین فقط

قسط ہفتاد و ششم بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ
وصحبہ اجمعین اما بعد ہرگاہ اس تحریر سے فراغ ہوا تو نظر بمزید احتیاط اتباعا للسلف
الصالح دربارہ کشف حال مسلہ خواتم ستہ رجوع جناب قدس حق تبارک و تعالی و
تقدس بہی بطور اشتغال مراقبات علیہ مشایخ کرام حضرات چشت و قادریہ بطور وہ
چشتیہ او قادریہ کے خصوص طریقہ عالیہ ولی اللہیہ عزیزیہ سید احمدیہ معروف بہ طریقہ محمدیہ
کو رتبہ کیا بعنایت الہی جلشانہ وعزسلطانہ تاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۵ہجری قدسی صلی اللہ

علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بعد نماز تہجد آخر شب دوشنبہ شہر صفر میں بحجرہ مسجد تیرگران

رخ بقبلہ قدرے حالت تامل یعنی کہنا بیٹھا سامنے سے آواز غیبی آئی کہ کچھ نہیں ہوا

اوسیوقت وہ حالت فرو ہوئی سمجھا کہ یہ مسئلہ غلط ہے الحمد للہ کہ اسطور تحریر الہمیہ

ہوئی اسلئے کہ مشہور قوم حنفیہ مشایخ کرام قدس اسرارہم ہے کہ انوار وغیرہ معاملات

مراقبات میں مواجہہ سے جو کچھ کہ مکشوف ہووہ پرتو انوار واسرار وآثار محمدی ہے

مسلم ہے کہ یہہ جانب متعین ہے فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاسبین وصل

والقاء شیطانی کا بہی خطرہ نہیں ہے الحمد للہ علی ذالک کفی باللہ شہیدا باقی الغیب عند اللہ

تعالے الحمد للہ والصلوۃ والسلام رسولہ خاتم النبیین شفیع المذنبین اولاً وآخراً وظاہراً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

صورۃ ما قرظہ الفاضل المتین الکامل البارع الجامع الامین قاضی القضاۃ افضل الفقہاء مولوی

محمد امام الدین قنوجی دام فیضہ

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ومنہ الی السموات

العلی والسدرۃ المنتہی فاراہ من آیتہ الکبری وعجائب ملکوت سمواتہ وارضہ الغبراء فما

زاغ البصر وما طغی وما کذب الفؤاد ما رأی حتی خصہ بالمنزل الاعلی والمقام الاسنی فضلاً منہ ومنا

من جماعۃ انبیائہ بختم رسالاتہ الی جمیع بریتہ وحباہ بتاج فرد لا شریک لہ فی صفاتہ وعلو شانہ وعظیم

[illegible] صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم [illegible] العباد [illegible]

عاقلان و دانشمندان کامل وطالبان حق اندیش و ماہران انصاف کیش پر پوشیدہ نہو کہ

[illegible] رسالہ لطیف ونسخہ منیف یعنی قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ

کو اس عاجز نے اکثر مقامات سے دیکھی تو دیکھا اس عقیدہ باطلہ سے کہ صفت ختم رسالت

مخصوص بنفس ہے واسطے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ چھ خاتم النبیین

اور ثابت کرنے میں بلا دلیل شرعی و بغیر حجت قوی کے باوجود آیۂ کریمہ ما کان محمد
ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس باب میں فاش ہے کہ عام منحصر
ہے نہ مجمل محکم ہے نہ مأول ۔ تو اس رسالہ ان لغایت رد حسنی و تا بان کو شافی
و کافی کامل و وافی با اصول مناسبہ دلائل قاطع کے اور بسبب مناسبہ براہین ساطع کے
معتقدین عقیدۂ باطل کی تقریر کا رد ہے کما ینبغی اور حقایق اور معارف کا نور ہمیں
سے جا بجا منکشف ہوا کہ تصنیف ہے عالم نبیل کی اور تقریر ہے فاضل جلیل کی یعنی یہ
بقیۃ المحدثین مشفقی مولوی شیخ محمد صاحب محدث تھانوی عالی حسب فاروقی نسب
اعانہ اللہ فیما یحبہ و یرضاہ وجزاہ عن المؤمنین الطالبین خیر الجزاء کہ یہ رسالہ لاجواب نظیر
بہ تقریر دلپذیر واسطے اہل اسلام کے تصنیف کیا امید کہ اللہ تعالے اسکو قبول خاص و عام
اور مفید طالبین حق و شافی امراض قلوب کرے آمین فقط

بحبل المتین ۱۲
محمد امام الدین

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمہم اللہ تعالے اجمعین کہ زید بتقویت صرف اس اثر عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراہیم کابراہیمکم و عیسی
کعیساکم و محمد کمحمدکم و فی روایۃ نبی کنبیکم لاعبر استدلال کرتا ہے اس مطلب پر کہ مثل
اشرف المخلوقات و امثل الموجودات حضرت رسالت پناہ سید المرسلین خاتم النبیین
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو خاتم حقیقی ہیں چھوں طبقات باقیہ
زمین میں مخفی الوجود ہیں گرچہ خاتم اضافی اور ہیں جیسی جیسے آدم اضافی وغیرہ
اور یہ بھی کہتا ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے بموجب تحقیق اور تقریر و تحریر بعض
علماء کے اگر بصورت ثبوت خلاف اسکے میں اس عقیدہ سے تائب بھی ہو سکتا ہوں
پس یہ عقیدہ عقیدۂ اسلام ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب یہ عقیدہ عقیدۂ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداع طریقہ نیا
ہے یعنی کہ شرکت فی النبوۃ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
خاتم نبی ہوگا بالضرور اور نبوت ختم ہو چکی قطعاً ثابت ہے تو خاتم النبیین ہوئی اور یہ
لغت ہے تا انقراض زمان زمان خاتم النبیین ہے کہ ہے جو ان زمان حیات شریف
خواہ بعد ان وفات شریف اور یہ عذر کہ خاتم بعد قبل زمان بعثت آنحضرت کی ہیں
دلیل شرعی منقطع اور خاتم نہیں ہوئی بخلاف حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہ السلام
کے کہ وہ تھے نبی نہیں ہوئی تا کہ شرکت لازم آئی بلکہ ورد کم النبوت سابق النبوۃ
باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ تابع الشریعۃ محمدیہ ہیں الغرض یہ عقیدہ خلاف ہے مذہب
اہل اسلام کے خصوص اہل سنت وجماعت کے چنانچہ اس روایت قول رابع باب
ششم کتاب تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ ویجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ
فی النبوۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیاً کان شریکاً
لمحمد صلعم فی النبوۃ وہذا منہم کفر انتہی قطع نظر خاتمیت ہے کیونکہ اصلاً تو اس امر مذکور
میں اثر بھی نہیں جو کہ مستدل یہ ہے محض اختراع جاہلانہ ہے اور ابتداع شریعہ
اور نہایت قول غیر سدید نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم المرید واللہ اعلم
وعلمہ اکمل واتم واحکم والسلام پس توجیہ اس اثر کی وہی صحیح ہے یعنی ہادی بخبر ہی ہیں
ساتھ ان اسماء کے جیسا کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ دورات زمانہ
ہے اور اسی ہی اعتبار کر نبی آخر الزمان بعثت شرعی ہے ثابت بنصوص قطعیہ
ہے اور مستلزم الاجماع ہے۔ کتبہ شیخ محمد فاروق تھانوی عفی عنہ

بلا شبہہ قول کرنا ساتھ تحقق چھ خاتموں کے طبقات تحتانیہ ارض میں کسی فرد
اہل سنۃ والجماعۃ کا یہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں سنا بس یہ قول اختراع نیا

لایق التفات و قابل اعتنا نہیں اور اثر مذکور با جہت ضعف و تشدید و اور دیگر انقطاع و غیرہ

مرجوح ہے غیر مقبول اور برا او ن محامل صحیحہ کے جسمین ضرر لازم سے بعدد و جوہ اتم بر سے

محمول ہے او تفصیل اسکی تھوڑی سی فصل اقوم الحروف مین موجود ہے من شاء فلیرجع

الیہ واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم حررہ العبد الراقم محمد ارشاد حسین عفی عنہ رامپوری

واللہ الملک

الحق یعلو ولا یعلی العبد محمد امداد حسین عفی عنہ

محمد ارشاد حسین

١٢٨٥ محمد عبد الغفار

عبد القادر احمدی محی الدین محمد رامپوری

السید خادم نبی ١٢٩٢ عباس ... سید محمد رامپوری

محمد امداد حسین ١٢٨٥ رامپوری

رامپوری

محمد شاہ ... وجاہت ... دہلوی

دہلوی سے

احمد ١٢٩٠ علاء الدین احمد

رامپور

الجواب صحیح صبغۃ اللہ فقیر خواجہ

مولوی محمد ... دہلوی

مولوی محمد مسعود دہلوی

الجواب حضرت مجیب باصواب کیونکہ مسئلہ ایمان الانبیا علیہم السلام اسطرح قرار یافتہ کتب

عقاید معتبرہ اہل سنت و جماعت ہے کہ اول الانبیا آدم و آخرہم محمد خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین ہوا اب سے سلسلہ نبوت مین ایک آدم اور ایک خاتم

علیہما السلام معلوم اور ایمان اسپر واجب برخلاف اسکی یہہ اول وہم اور چھہ

خواتم انبیا طبقات تحتانیہ کا جاننا اور بلا دلیل قطعی اس تفصیل سے اعتقاد کرنا

ہرگز واجب نہین تاکہ عوام مقابلہ علما اور محققین جمہور علما کرین اور دلیل زایدہ قدر

معتبر کتب عقاید اصل سیہ ہوئی باوجود مصرح ہونے تاویل اثر ابن عباس رضی اللہ

عنہما ایسی بلا کو لازم کہ لا نفرق بین احد من رسلہ پر ہے اور ایمان اجمالی پر اکتفا کرین

کہ ہمکو تکلیف تفصیل نہین دور آگے نہ بڑھے کہ اعتقاد ہونے غیر نبی کا لازم نہ

آوے واللہ اعلم و علمہ اتم حررہ ... ٹونکی

محمد عبد الغفور ٹونک

مفتی مولوی محمد اعظم ٹونک

محمد صدیق ١٢٩٩

رشد امام شریعہ محمد حسن

مولوی محمد ... ٹونک

هو الغفور الرحیم | ٹونک — جواب حضرت مجیب لقبیتہ المحدثین بارک اللہ فی عمرہ و
حق یقینی ہے اور مطابق ہے آیات واحادیث کے اور اثر ابن عباس رض قطع نظر
اس سے کہ اسکی اسناد میں کلام کسی طرح مخالف ہے آیات اور احادیث صحیحہ
کے لہذا ساقط الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد ونبوت کی واسطے دلیل قطعی یقینی
ہونا ضرور چاہیے تاکہ لازم نہ آوے اعتقاد ونبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد نبوت
غیر نبی کا کفر ہے کما قال الملا علی قاری رح فی ضوء المعالی اعتقاد نبوت من لیس
بنبی کفر انتہی — | عبد الکریم ١٣٠٢ | ٹونکی | عبید محمد یوسف | دہلوی | محمد مسعود | دہلوی | عبد الرحمن ... |
الجواب صحیح والمجیب نجیح | محمد یعقوب | دہلوی — سید شہزادہ جہان محمد شاہ | دہلوی | ابو الحسن ... |

ما قولکم رحمکم اللہ اجمعین کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
نسبت جمیع طبقات ارضی کے سوائے طبقہ ارض علیا کی تسلیم نہ کرے اور کسی اور کو [illegible]
انبیاء علیہم السلام کی خاتم ہیں جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس ہی طبقہ ارض علیا میں ہوئے فقط پس یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام خصوصا اہل سنت
وجماعت ہی یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوص اہل سنت وجماعت کا
پس ایسا شخص مسلمان نہیں ہو سکتی پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بعثت
حضرت خاتم النبیین کا صلعم جو کہ ثابت ہے نصوص قطعیہ قرآنی سے قولہ تعالی ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین سے کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور منکر ہی اوسکا جو کہ ثابت
ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہمیا ی متواترات ہیں مانند ارسلت
الی الخلق کافۃ وغیرہ اور یہ مسئلہ انجام کار اجماعی ہی ہو گیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام
خصوصا اہل سنت وجماعت ہے پس منکر اوسکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے پیچھے

نماز جائز نہیں اور سیہ اوسکی معاملہ مثل معاملہ اہل اسلام کیسا کرنا نہ چاہئے فقط
کتبہ احقر العباد شیخ محمد فاروقی تھانوی اسحاقی تلمذ اعفی عنہ

بلا شبہہ یحیی ایسے شخص کے نماز جائز نہیں | محمد ارشاد حسین | محمد مسعود | علاؤ الدین ابو احمدی

محی الدین محمد عبد القادر احمدی | بہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا نہیں اور نماز یحیی الیسی صاحب عقیدہ کی درست نہیں | لشد رشاد محمد عنایت الرحمان خان | محمد عبد القادر | رامپوری

الحق کا شرف الاعلی الاعمی | محمد اللہ حسین | الجواب صحیح والمجیب نجیح | محمد یعقوب | دہلوی

فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد | دہلوی | سست درد جہان محمد شاہ | دہلوی

سوال ما قولہم رحم اللہ درین کہ قول زید کہ لحاظ ارتفاع کلام اللہ یعنی قرآن حمید کہ بموجب روایات احادیث معتبرہ بالقرب قیامت خواہد بود آمدن قیامت مشروط است کہ ہمین تقدیر یافتہ و زید یعنی اگر ہمچنین مقدر نشدے تا ارتفاع کلام اللہ شریف لوقوع در آمد قیامت نباید بشرط بقای عالم اگر نبی دیگر آید مضائقہ نبود فقط شرعاً صحیح است یا باطل و مسلمان را با چنین عقیدہ معتقد شدن جائز ہست یا نی و مراد از ین ارتفاع درین احادیث چیست بینوا و توجروا فقط

الجواب مراد از ارتفاع درین اختتام ست یعنی افراد کتب الٰہیہ و صحف الٰہیہ کہ انزال آنہا بر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام در علم الٰہی جل شانہ مقدر شدہ بود و بعد نزول قرآن حمید باقی نماندہ علی ہذا القیاس کہ اجزا ار احکام آنہا کہ نوبت بہ نوبت می آمد بر ارتفاع کلام اللہ یعنی قرآن حمید مسدود شدہ کہ اختتام یافت نہ فرد کتاب باقی ماندہ نہ فرد نبی بخلاف ارتفاع کتب سابقہ مثل توریت و زبور و انجیل و دیگر صحف ابراہیم و موسیٰ کہ بمعنی انتساخ و انتقال است کہ نوبت بنوبت بر افراد باقیہ از کتب و صحف و از یک نبی بدیگر نبی منتسخ و منتقل شدہ می آمد یعنی افراد آنہا باقی بودند پس ارتفاع قرآن المجید مذکور بمعنی اختتام است چہ کتاب خاتم الانبیا آخر الکتب بالضرور باشد کہ کہ

حجت الهی بر تمام عالم تمام شد کسانی از افراد مکلفین آن وقت که مستحق عقوبت
باشند بلفظ الله الله آشنا نخواهند باشد تا آن وقت قیامت بر دنیا لیکن برپا خواهد شد
چنانکه شد از بر قوم لوط حجت الهی به خاص متعلقان تمام شده بود به جان افراد مختصه
عذاب الهی از قبیل قیامت صغری بحکم حدیث من مات فقد قامت قیامته یا از
قبیل قیامت وسطی که هلاک یک قرن میتواند شد نازل شد و چون نبی آخر الزمان
که سایه امان الهی است و کتابش از آثار رحمت است هرگاه که این هر دو چیز از سر امت
برطرف شد حجت الهی بر ایشان بالکل تمام شد و سلسله نبوت و کتب آسمانی نازله
اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد امم در علم الهی جل شانه سپری شد با
در آمدن قیامت را که وقت معلوم و معین است بعلم الهی که از آن هیچ تقدیم و
تاخیر را نشاید که تقدیر مبرم است نه معلق تا دران چیزی گنجایش نمی شد اگر
قیامت صغری که اجل هر یک فرد است و نه قیامت کبری است بحکم اذا جاء اجلهم
لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون هم مو تجاوز از آن نمیکند حال قیامت کبری
یعنی فنای کلی چه گونه تقدیم و تاخیر را می شاید که خلاف این جمله امور از محالات شرعیه
اند پس بعد اختتام افراد کتب و امم افراد انبیاء علیهم الصلوة والسلام آمدن نبی دیگر
از نتیجه شکل بد وضع است و سراسر عقیم لا خیر فیه است از محالات شرعیه است علی هذا القیاس
شرط بقای عالم شرط باطل است فکذا المشروط یعنی آمدن نبی دیگر هم باطل است
مراد از بقای عالم اگر نیامدن قیامت بالکل است باز آخر شده در دار دنیای فانی
شد و هو خلاف الشرع والنقل والعقل اگر مراد تاخیر قیامت است فهو کذا القضاء باطل
بالادلة المذکوره و استحاله کذب یعنی خلاف وعدگی از جانب حق تعالی علاوه بر سنت
پس مومن را اینچنین عقیده بد معتقد شدن نه باید که بالکل خلاف عقاید جمله اهل اسلام و
اهل قبله است و اگر خواه مخواه بلا عقیده فضول گوئی است پس حرام است و گناه کبیره

یا اگر بطور نقل حکایت یا بطریق تمثیل چنین طالب چیزے [illegible] باغی امری است آخر
آیا ہمہ امور قبیحہ معتقد باشد یا دیگر امور متحققہ مخصوص عقاید اسلامیہ و فعلی [illegible]

بیوہ [illegible] بیان باطل است قولہ تعالیٰ [illegible] یعوذ بالعمر من شرور انفسنا
و من سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فہو المہتد و من یضلل [illegible] بالصواب [illegible]

شیخ محمد [illegible] فاروقی حنفی

رحمت اللہ علیہ [illegible] باطل و رشید [illegible] منتہی الکلام است

ولا یتجاوز الحق [illegible] گفت کہ [illegible] قابل گفت کہ ارتفاع کلام اللہ است [illegible]
[illegible] آید [illegible] ست و دیگر [illegible] باطل است
[illegible] قرآن مجید کہ در احادیث معتبرہ واقع است [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] گرد [illegible]
[illegible] باطل [illegible] الحق [illegible] العفار [illegible] المجیب [illegible] الحق
خان الحق و زہق الباطل [illegible] الا الضلال

المجیب المصیب [illegible] | قاضی [illegible] | محمد [illegible] الدین | عبد الکریم

ان الباطل کان زہوقا [illegible] مفتی ٹونک [illegible] المجیب [illegible] اہل الاسلام [illegible]

[illegible] الحق [illegible] من اجاب [illegible] | عبد [illegible]

[illegible] ٹونک | عبد الرحیم [illegible] | ٹونک [illegible] الحق فی ہذا [illegible]

ما اجاب حضرت المجیب فہو حق لا یاتیہ الباطل [illegible] الا الضلال | محمد علی [illegible]

من بین یدیہ ولا من خلفہ | محمد عبد الغفار | المجیب [illegible] عقیدہ اہل اسلام [illegible]

محمد عبد [illegible] | نعم المجیب و نعم الجواب موافق عقیدہ اہل اسلام | محمد جعفر | [illegible]

الجواب صحیح و سواء المجیب و معاب | محمد [illegible] | دہلوی | [illegible] محمد شاہ [illegible]

[illegible] دہلوی | عبدہ محمد [illegible] | دہلوی | محمد عبد القادر | دہلوی | محمد مسعود | دہلوی

قطعۂ تاریخ مِن تصنیف حکمت مآب فضیلت انتساب جناب حکیم محمد حسن صاحب چرتھاولی سلمہ العالی

ذکر توحید خالق ہست — نور حیدر سپہر تکوین — ششش پنج نقد خواہم — تا رسول را خدا ہمیں بین
تاویل اضافی حقیقی — دور فانوس شمع توحین — رسد اصدا ئیہ احمد ہی بکہ متبول حق زانبیا
مطلوب جو اسے عمر ہے تاریخ — لکھا ایک ہے خاتم النبیین

ولہ

مرتب ہوئی جو کہ قسطاس حسن ہم		قلم لے یہ قرطاس کن پر دو لکھ ہم
جو ہی اسی عمر فکر تاریخ طبع		ایک احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکھ ہم

قطعۂ تاریخ مِن تصنیف سلسلہ سحر سامری جناب حافظ امانت خان مظفر نگری

ہے یہ قسطاس وہ کتاب حسن		وزن جان سے ہیں جس کی ال غیب
لکھی تاریخ یہ امانت نے		ایک خاتم یہ انبیا میں

ولہ

این کہ شاہ چو بہ ہمہ از او ہر یتیم — عنو احمد قسطاس شمل کرد ابیح نعیم
آن چنین نما سہ ہے تاریخ او نقیب — گر ز ہمہ عدل دان کہ قسطاس مستقیم

فسطاس ہوتا وہ مہتمم مطبع کاتب الحروف احقر العباد شیخ محمد تہانوی کی نسبت
فاضل اجل صاحب رسالہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس نے کی ہے لیکن یہ علم
ہے کہ وہ معتقد اس عقیدہ فاسد کے نہیں ہیں کیونکہ اونکا مکاتب احوال بخوبی معلوم ہے
کہ نخستہ قلم اس لادی میں نالا قہر مرزلن ہے خدا جانے کیا وجہ ایسی تحریر کی پیش آئی
مخدوم صاحب عبارت دافع الوسواس عمدہ سے کہ اونکا مجکو کچھ حال معلوم نہیں اور نہ
اون صاحبوں سے کبھی ملاقات حاصل ہوئی واللہ اعلم بالصواب لفظ بعض تحریر ناظرین اظہار
تحقیق حق بعض پیرایہ تحریر یہ ضرور ہوا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی کل باب فقط

العبد

محمد اکبر مہتمم اعلی پریس میرٹھ

١٢۔ جمادی الاول ١٢٩٥ھ ہجری

مطابق ١۴۔ مئی ١٨٧٨ع

پہلی مرتبہ ٢٠٠ جلد

غلط نامہ کتاب قسطاس ریاضی موازنہ اثر بن عباس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	بالمتوازی	باستواری
۳	//	باطمان	باطمینان
۴	۳	بہ تختہ	تختہ
۵	۷	بھی	نہیں
//	۱۲	زہرہوتا	زہر ہوتا دور ہوگیا
۶	۷	بہشتوں	بہشتوں میں
//	۹	چہ	چہ
۷	۱۴	مشرہ	منزہ ہی
//	۲۱	نہیں	ہیں
۸	۱	عجیبہ	بغیر ان کا
//	۴	توجیہہ	توجیہہ
۱۲	۴	کہ	بہتہ
۱۲	۲	اوپر کی الوذ جیسا	اوپر کو ذکسس
//	۲۱	مدیبوہر	حد تغیر
۱۳	۱۰	قبل	قبیل
۱۴	۱۴	نسبت	تحت
۱۵	۶	ہر	کی
۱۶	۵	اسی	کسی
۱۷	۳	وہی	وحی
۱۹	۱۳	نسبت	نسبت اوسکا
//	۱۴	یعنی	یعنی
۲۰	۱۸	موتولہ	موثر لقہ
//	//	ناہین	زمین
۲۱	۱۸	نہیں	مستثنیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱	نہ تھی	تھی
//	۳	نہیں کی کہ ینکہ نقام افتا سے	نہ ہوگی کیونکہ قدم اتفاقی شرط سے
//	۴	اینہ	رتبہ
۲۴	۱۷	تھا	خدا
//	۲۰	ایک معاملہ	معاملات ہوئی
۲۵	۵	ہم	ختم
//	//	انکا عوی	انکا دعوی
//	۱۴	عاقبل	باقبل
//	۱۸	اوریہ	روایہ
۲۹	۱۳	جنش	جسے
//	۲۰	افول	افعال
۳۲	۱	اگرچہ اوریہ	اگرچہ ایسے
۳۸	۱۹	کان	کانا
۳۹	۲	احمن	افاین
//	۴	نجاین	اناین
۴۱	۶	رتبا منہ	قرب قیامت
//	۱۷	بنات	ہیلین
۴۲	۷	۱۹۱	بروا
//	۱۰	اختیار	اختیاری
//	۲۰	قیامت	قیامت ہیں
۴۳	۵	وہیتہ	ترتیب
//	۱۴	عرض	عرضی
۴۴	۸	الایکاال	الاکمل
//	۱۲	اطلا	اطلاقی